اختلاف ختم ہو سکتا ہے
ابوالحقائق غلام مرتضی ساقی مجددی

واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا (القرآن)

,,اتحاد امت،، کی طرف پیش قدمی

تقریباً ایک صدی پر مشتمل سنی، وھابی اور دیوبندی اختلاف کے متعلق ایسے ,,تابندہ نقوش،، جن کی پیروی کرنے سے واقعی اتفاق واتحاد کے نئے دور کا آغاز کیا جا سکتا ہے

بنام

از

ترجمان اہلسنت

ابوالحقائق علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی زید مجدہ

نام کتاب ......اختلاف ختم ہو سکتا ہے؟

مصنف ......ابوالحقائق علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی زید مجدہ

با اہتمام......شیخ محمد سرور اویسی

کمپوزنگ ......ساقی کمپوزنگ سنٹر گوجرانوالہ، قاری محمد امتیاز ساقی مجددی

03466049748

تعداد......1100 سن اشاعت......اگست 2009ء

صفحات...... ہدیہ......

ملنے کے پتے

سنی پبلیکیشنز گوجرانوالہ، مین بازار محلہ رحمت پورہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

جامعہ جلالیہ رضویہ لاہور

مکتبہ فیضان مدینہ گھگڑ

مکتبہ فکر اسلامی کھاریاں

رضا بک شاپ گجرات

مکتبہ مہریہ رضویہ کالج روڈ ڈسکہ

مکتبہ حافظ الحدیث بھکھی شریف

مکتبہ فیضان مدینہ سرائے عالمگیر

مکتبہ الفجر سرائے عالمگیر

مکتبہ رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام سرکلر روڈ گوجرانوالہ

اویسی بک سٹال گوجرانوالہ 03338173630

صراط مستقیم پبلی کیشنز 6 مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور

042,7115771=03219407699

انتساب

ہر اس دردمند، مخلص، منصف مزاج مسلمان کے نام!

جو

فرقہ واریت سے بچ کر جادۂ حق پر گامزن ہونا چاہتا ہے.

میری قسمت سے الٰہی پائیں یہ رنگ قبول

پھول کچھ میں نے چنے ہیں ان کے داماں کے لیے

خیر اندیش:

ابوالحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی

03007422469

فہرست مضامین

تقریظ جمیل

شیخ الحدیث، رئیس المدرسین، حضرت

علامہ حافظ غلام حیدر خادمی مدظلہٗ العالی

مہتمم جامعہ نعمانیہ شہاب پورہ سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

ساقی ملت ابوالحقائق حضرت علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی صاحب حفظہ اللہ تعالی کیشخصیت محتاج تعارف نہیں، آپ ایک بہترین خطیب، مدرس، مصنف اوراعلیٰ پایہ کے مناظر ہیں۔آپ کی متعدد کتب منصۂ شہود پر آکر علمی حلقوں میں کافی شہرت حاصل کرچکی ہیں۔آپ کی علمی و تحقیقی کتب میں سے چند کے نام یہ ہیں: کیا جشن میلاد النبی ﷺ غلوفی الدین ہے؟، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مسلک اہل سنت، اسلامی تربیتی نصاب، قربانی، یہ مسائل ثابت ہیں، دعا بعد نماز جنازہ، حضورﷺ مالک ومختار ہیں، دروس القرآن فی شہر رمضان، خارجیت کے مختلف روپ، مسئلہ رفع یدین وغیرہ۔زیر نظر کتاب ,,اختلاف ختم ہوسکتا ہے،، ناچیز کو اکثر مقامات سے پڑھنے کا موقعہ ملا اس میں متنازع مسائل مثلاً نورانیت مصطفیٰ علیہ التحیۃ الثناء، جسم نبوی کا سایہ نہ تھا، نام نامی سن کر انگوٹھے چوم کرآنکھوں پرلگانا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مالک ومختار ہونا، مسئلہ علم غیب، مسئلہ حاضروناضر، قبروں پر حاضری، عرس منانا، استمداد اولیاء، ننگے سر نماز پڑھنا، فاتحہ

خلف الامام، تبرکات کی اہمیت، بیس تراویح وغیرہ پر اس انداز سے گفتگو کی گئی ہے کہ بنظر انصاف اگر اس کتاب کا مطالعہ کیا جائے تو نفرتوں کی جگہ محبتیں لے لیں اور اتحاد و یگانگت اور صلح و آشتی کی فضا قائم ہو جائے۔

کیونکہ اس میں مخالفین و معترضین کے نامور اور قابل اعتماد اکابرین کی کتب کے حوالہ جات سے مسئلہ کی تصریح کی گئی ہے۔ پڑھنے والا بے ساختہ کہہ اٹھتا ہے کہ

الفضل ماشهدت به الاعداء

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

تعصب، ہٹ دھرمی اور جہالت کا کوئی علاج نہیں۔

یاد رہے کہ اہل سنّت و جماعت اور وہابیہ و دیابنہ کے درمیان اصل اختلاف کا سبب وہ کفریہ عبارات ہیں جو ان کے اکابرین نے نبی اکرم ﷺ کے حوالہ سے لکھ کر اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کیا ہے۔ "مشتے نمونہ از خروارے"

مولوی اسماعیل دہلوی اپنی کتاب "صراط مستقیم" صفحہ ۹۷ پر لکھتا ہے نماز میں زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اس جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے بُرا ہے۔

"اور یہ یقین جان لینا چاہیئے ہر کہ مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔" (تقویۃ الایمان ص ۲۶)

خلیل احمد انبیٹھوی نے لکھا ہے: "غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم ﷺ کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت

کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان ہے؟ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہے، فخر عالم ﷺ کی وسعت علم پر کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے،، (براہین قاطعہ ص ۵٦)

کتاب کے آخر میں علامہ ساقی صاحب مدظلہ نے مخالفین کی کتب سے ثابت کیا کہ اہلسنت و جماعت حق پر ہیں اور بحوائے حدیث یہی فرقہ ناجیہ ہے۔ دیوبندی اور وہابی نیا فرقہ ہے اور برصغیر پاک و ہند میں اس افتراق و انتشار کی بنیاد رکھنے والا پہلا شخص اسماعیل دہلوی ہے اور جس کتاب نے فرقہ واریت کی آگ لگائی وہ تقویۃ الایمان ہے۔ اور پھر مخالفین کی کفریہ عبارات پیش کر کے ہر خاص و عام کو دعوت غور و فکر دے دی ہے اور حضرت ساقی ملت کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ انہوں نے مخالفین کے اقرار سے ان کا گستاخ و بے ادب ہونا روز روشن کی طرح واضح فرما دیا ہے۔

آخر میں بارگاہ الٰہی میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول عام عطا فرمائے اور امت مسلمہ کے لیے اتحاد و اتفاق کا مینارہ ثابت ہو اور اللہ تعالیٰ بطفیل حبیب لبیب ﷺ ساقی ملت کے علم و عمل میں اضافہ فرمائے اور اسی طرح دین متین کی بیش از بیش خدمت کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین علیہ التحیۃ و التسلیم

خط ان کا بہت خوب، عبارت بہت اچھی

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

تحریر کنندہ

حافظ غلام حیدر خادمی عفی عنہ

خادم جامعہ نعمانیہ رضویہ سیالکوٹ

تقریظ

نازش اہلسنت حضرت علامہ

مفتی محمد نعیم اختر نقشبندی مجددی (کاموکے)

سابق مفتی جامعہ حزب الاحناف لاہور

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

کائنات عالم میں غور کریں تو مختلف اشیاء اپنی ضدوں کے ساتھ اپنی اہمیت وافادیت اجاگر کررہی ہیں، دن کے مقابل رات، علم کے مقابل جہل، جوانمردی کے مقابل بزدلی، ایمان کے مقابل کفر، ہدایت کے مقابل گمراہی وضلالت ۔ مشیت الٰہی کے مطابق انسان کوایک نوع کا اختیار دیا گیا ہے اب اس اختیار کے باعث وہ اچھائی، برائی کو اپنالیتا ہے۔ حدیث شریف میں اختلاف امت کی بابت بتایا گیا ہےاور فرقوں کی خبر دی گئی ہے۔ حضرت مولانا ابوالحقائق غلام مرتضٰی ساقی مجددی زید مجدہ نے اپنی اس گراں قدر تالیف میں، مخالفین کے ساتھ اصولی اختلاف کی نشاندہی فرما کر اختلاف ختم ہونے کے امکان کو بیان فرمایا ہے، سعادت مند روحیں اس سے ہدایت پائیں تو الحمدللہ اور اگر کوئی اپنی خفتہ بختی سے حق کو نہ پہچانے تو اس کا نصیب۔ فقیر نے چند مقامات کو ملاحظہ کیا ماشاء اللہ عمدہ پایا...... اللہ تعالیٰ مؤلف دامت برکاتہٗ کی سعی کو مشکور فرمائے

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

حررہ الفقیر محمد نعیم اختر غفرلہٗ

۴ شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ

مقدمہ

از

ممتاز ادیب جناب

رانا محمد نعیم اللہ خان قادری

نحمدهٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسوله الکریم

آج کا دور اختلافات کے عروج کا دور ہے۔ ہر شعبہ ہائے زندگی میں اختلافات کا وجود ایک لازمی جزو ہے۔ اختلاف اچھا بھی ہوتا ہے اور بُرا بھی، اگر اختلاف اللہ عزوجل اور رسول کریم ﷺ کی رضا کے لیے ہو تو خیر ہی خیر ہے اور اگر اس کے برعکس ہو تو شر ہی شر ہے۔ اختلاف کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ خیر اور شر کا ہی اختلاف ہے، نیکی اور بدی کا ہی اختلاف ہے، انبیاء اور شیطان لعین کا ہی اختلاف ہے، اولیاء الرحمٰن اور اولیاء الشیطان کا ہی اختلاف ہے۔ نہیں بلکہ دو اہل خیر، اہل ایمان اور اہل حق کا بھی آپس میں اختلاف ہو سکتا ہے، لیکن اس کی نوعیت مختلف ہوتی ہے۔ جیسے فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کے زمین پر خلیفہ بنائے جانے کے مسئلہ پر اختلاف کیا، اس کے بعد احادیث میں بھی یہ موجود ہے کہ فرشتے جو کہ سرتاپا اطاعت وفرمانبرداری کے علمبردار ہیں ان میں بھی کئی مسئلوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ میں فرشتوں کے متعلق دو احادیث پیش کر کے اپنے موضوع کی طرف آتا ہوں۔

صحیح مسلم شریف کتاب التوبہ کے باب ,, قبول توبة القاتل وان کثر قتله،، میں ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلی امتوں میں سے ایک شخص نے ننانوے قتل کیے، پھر اس نے زمین والوں سے

پوچھا کہ سب سے بڑا عالم کون ہے؟ اسے ایک بڑے راہب (عیسائیوں میں تارک الدنیا، عبادت گزار) کا پتہ بتایا گیا، وہ شخص اس راہب کے پاس گیا اور یہ کہا کہ اس نے ننانوے قتل کیئے ہیں، کیا اس کی توبہ ہوسکتی ہے؟ اس نے کہا: نہیں...... اس شخص نے اس راہب کو بھی قتل کر کے پورے سو قتل کر دیئے، پھر اس نے سوال کیا کہ روئے زمین پر سب سے بڑا عالم کون ہے؟ تو اس کو ایک عالم کا پتہ دیا گیا، اس شخص نے کہا کہ اس نے سو قتل کیئے ہیں، کیا اس کی توبہ ہوسکتی ہے؟ عالم نے کہا: ہاں! توبہ کی قبولیت میں کیا چیز حائل ہوسکتی ہے! جاؤ، فلاں فلاں جگہ پر جاؤ۔ وہاں کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہیں تم ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اپنی زمین کی طرف واپس نہ جاؤ کیونکہ وہ بری جگہ ہے۔ وہ شخص روانہ ہوا، جب وہ آدھے راستہ پر پہنچا تو اس کو موت نے آلیا، اور اس کے متعلق رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں اختلاف ہو گیا، رحمت کے فرشتوں نے کہا: یہ شخص توبہ کرتا ہوا اور دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہوا آیا تھا اور عذاب کے فرشتوں نے کہا: اس نے بالکل کوئی نیک عمل نہیں کیا، پھر ان کے پاس آدمی کی صورت میں ایک فرشتہ آیا، انہوں نے اس کو اپنے درمیان حاکم بنا لیا۔ اس نے کہا: دونوں زمینوں کی پیمائش کرو، وہ جس زمین کے قریب ہو اسی کے مطابق اس کا حکم ہوگا۔ جب انہوں نے پیمائش کی تو وہ اس زمین کے زیادہ قریب تھا، جہاں اس نے جانے کا ارادہ کیا تھا، پھر رحمت کے فرشتوں نے بیان کیا ہے کہ جب اس پر موت آئی تو اس نے اپنا سینہ پہلی جگہ سے دور کر لیا تھا۔ (مسلم ج ۲ ص ۳۵۹)

اور اس سے اگلی حدیث میں ہے: وہ ایک بالشت کے برابر نیک آدمیوں کی بستی کے قریب تھا سو اس کو اس بستی والوں سے لاحق کر دیا گیا۔

یہ حدیث اختصار کے ساتھ بخاری شریف کتاب الانبیاء کے آخر (پارہ ۱۴) میں بھی ہے بخاری ج ۱ ص ۴۹۳۔ اس کے علاوہ ملاحظہ فرمائیں! مشکوٰۃ باب الاستغفار والتوبة پہلی فصل ص ۲۰۳، ریاض الصالحین ص ۱۴، ابن ماجہ ص ۱۹۲، مسند امام احمد ج ۳ ص ۲۰۔

اس واقعہ کی تصدیق میں اسی مفہوم کی ایک حدیث اور ملاحظہ فرمالیں!

مشکوٰۃ شریف کتاب الآداب باب الحب فی اللہ ومن اللہ کی پہلی فصل میں ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو ایک قوم سے محبت رکھتا ہے لیکن ان تک پہنچ نہیں سکتا؟ فرمایا کہ آدمی اس کے ساتھ ہے جس سے محبت رکھے۔

اب فرشتوں کے درمیان اختلاف کی دوسری حدیث شریف کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں!

یہ حدیث شریف مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ ,,باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ،، کی دوسری فصل میں ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن عائش رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے رب تعالیٰ کو ایسی اچھی صورت میں دیکھا جو اس کی شان کے لائق ہے رب تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ ملاء اعلیٰ کے فرشتے کن اعمال کے فضائل میں اختلاف کرتے ہیں؟ میں نے کہا: میرے رب تو خوب جانتا ہے، تب رب تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے کاندھوں کے درمیان رکھا اور اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی، پھر میں نے آسمانوں اور زمینوں کے تمام علوم کو معلوم کرلیا (یعنی تمام جزوی وکلی علوم مجھے حاصل ہو گئے، اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۲۹۸) اس کے بعد آیت تلاوت فرمائی!

(ترجمہ) اور اسی طرح ہم نے جناب ابراہیم کو آسمانوں اور زمینوں کی مملکت دکھائی تاکہ وہ پختہ یقین کرنے والوں میں سے ہو جائیں (ترمذی و دارمی مرسلاً)

حضرت ابن عباس اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہما سے اضافہ کے ساتھ اس طرح مروی ہے ,,اے محمد! علیہ وسلم کیا تم جانتے ہو کہ مقربین فرشتے کس بارے میں گفتگو کرتے ہیں؟ میں نے کہا کہ وہ کفارات کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں اور کفارات کا مطلب نماز کے بعد مسجد میں بیٹھا رہنا ہے اور جماعت کے لیے پیادہ آنا ہے، اور ناگواری کے باوجود مکمل وضو کرنا ہے، اور جس نے ایسا کا تو وہ بھلائی کے ساتھ زندہ رہے گا اور خیر پر ہی اس کو موت آئے گی اور گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو جائے گا جیسا کہ پیدائش کے وقت تھا۔ رب کریم نے فرمایا:

اے نبی! جب تم نماز سے فارغ ہو تو یہ دعا پڑھو!

(ترجمہ) خداوند! میں تجھ سے نیکی کا سوال کرتا ہوں اور برائی کے ترک کی توفیق طلب کرتا ہوں اور مسکینوں سے دوستی طلب کرتا ہوں خداوند جب تو اپنے بندوں کو فتنوں کی آزمائش میں ڈالے تو بغیر فتنہ کے مجھے اپنی طرف اٹھالے۔

رب کریم نے فرمایا: درجات کی بلندی کا سبب سلامتی کا عام کرنا، ضرورت مندوں کو کھانا کھلانا اور ایسے وقت نماز ادا کرنا جبکہ دوسرے سوتے ہوئے ہوں۔

فرشتوں کی طرح جنات کے اختلافات کے واقعات کتب احادیث میں موجود ہیں، حتی کہ انبیاء کرام کے آپس میں اختلاف کی بھی احادیث موجود ہیں ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں!

مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان کے باب الایمان بالقدر کی پہلی فصل میں ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت آدم و موسیٰ علیہما السلام آپس میں رب تعالیٰ کے سامنے مصروف مذاکرہ ہوئے اور اس مذاکرہ میں جناب آدم، جناب موسیٰ پر غالب آئے۔

جناب موسیٰ علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا: آپ وہ شخصیت ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا، اپنی روح پھونکی، پھر فرشتوں کا مسجود بنایا، اپنی جنت میں رکھا لیکن آپ کی لغزش کی وجہ سے بندوں کو زمین کی طرف اُتار دیا گیا۔ جناب آدم علیہ السلام نے اس کا جواب اس طرح دیا کہ اے موسیٰ! آپ بھی وہ شخصیت ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور کلام سے مشرف فرمایا، آپ کو الواح توریت ملیں، جن میں ہر چیز کا بیان ہے، اور سرگوشی کے لیے آپ کو تقرب عطا ہوا اور آپ کو یہ بھی معلوم ہو کہ میری تخلیق سے کتنے سال قبل اللہ رب العالمین نے الواح توریت لکھیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا: چالیس سال، تب حضرت آدم علیہ السلام نے جناب موسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آپ کو توریت میں یہ آیت نہ ملی وعصیٰ آدم ربه فغویٰ جب موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: یہ آیت ملی، تو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا: کیا آپ مجھے ایسے عمل پر ملامت کرتے ہیں جو میری تخلیق سے چالیس سال قبل کہا جا چکا ہے اور اللہ عزوجل نے لکھ دیا تھا کہ میں یہ کام کروں گا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا کہ آدم، موسیٰ پر غالب آئے۔ (مسلم شریف کتاب القدر)

یہ حدیث بخاری شریف کتاب القدر کے باب تحاج آدم و موسیٰ عنداللہ میں بھی ہے، یہ حدیث بخاری شریف کتاب التفسیر سورہ طٰہٰ میں بھی ہے۔

اسی طرح خیر اور شر، بھلائی اور برائی، نیکی اور بدی کے نمائندوں میں اختلافات ہوتے رہے اور ہوتے رہیں گے۔

حق کے مقابلہ میں اختلاف کرنے کی تاریخ پر نظر دوڑائیں تو سب سے پہلے شیطان لعین ہی اس کا اوّلین نمائندہ نظر آتا ہے جب اللہ عزوجل نے فرشتوں اور شیطان کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم فرمایا تو ابلیس لعین نے اللہ عزوجل کے حکم سے اختلاف کیا اور نہ صرف اختلاف کیا بلکہ اپنے دلائل بھی پیش کیے۔

بلا شبہ ابلیس لعین کے دلائل اس کے بظاہر تو توحید پرست ہونے کی طرف واضح نشاندہی کرتے ہیں اور دوسری طرف فرشتوں کے لیے بھی کسی طرح سے یہ نہیں سوچا جا سکتا کہ وہ توحید کے ماننے والے نہیں تھے لیکن وہ حکم الٰہی بجالاتے ہوئے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ میں جھک گئے۔ اس طرح دو قسم کی توحید سامنے آ گئی یعنی ایک تو شیطانی توحید ہے جس کے علمبردار آج بھی وہی دلائل پیش کرتے ہیں جو شیطان مردود نے پیش کیے تھے اور دوسری طرف فرشتوں کی توحید ہے کہ وہاں سرتاپا فرمانبرداری اور اللہ عزوجل کے احکامات کی تعمیل ہے۔

شیطان ازل سے تا امروز خود بھی اور اپنے چیلوں کو بھی اسی راہ پر گامزن رکھے ہوئے ہے، اور قیامت تک اسی شیطانی توحید پر رواں دواں رکھنے کے لیے سرگرم عمل رہے گا۔

دوسری طرف انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کو ماننے والے قیامت تک اس کے خلاف نبرد آزما رہیں گے۔

حضور نبی اکرم ﷺ چونکہ خاتم النبیین ہیں اس لیئے اب آپ کی امت کے علماء اولیاء اتقیاء قیامت تک اس شیطانی گروہ اور شیطانی توحید کے علمبرداروں کے خلاف نبرد آزما

رہیں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے جب اسلام کی کھل کر تبلیغ شروع فرمائی تو کفار و مشرکین مکہ نے کھل کر اور منافقین نے اندرون خانہ آپ سے شدید اختلاف کیا۔ خلفاء راشدین کے دور میں بھی اسی اختلاف کی وجہ سے یہود و نصاریٰ نے خفیہ سازش سے پہلے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور پھر سبائی فتنہ کی شکل میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں خارجیوں کا ظہور ہوا اور انہوں نے قرآن کے متعلق اپنے خود ساختہ عقائد و نظریات کی روشنی میں اختلاف کیا تو جید صحابہ کرام نے ان کے عقائد و نظریات کا رڈ بلیغ فرمایا بالآخر جنگ نہروان میں ان کی قوت کو کچل کے رکھ دیا گیا۔

مسلمانوں کے درمیان پائے جانے والے فرقوں کی تاریخ پڑھیں تو ان کے اور اہل سنّت و جماعت کے درمیان پائے جانے والے اختلاف سے آگاہی حاصل ہوتی ہے۔

اہل سنت و جماعت کے اندر ہی فقہ کے اماموں کے درمیان بھی اختلاف پایا جاتا ہے لیکن یہ اختلاف بنیادی عقائد میں نہیں صرف فروعات تک ہے۔

بالآخر ابن تیمیہ اور اس کے بعد محمد بن عبدالوہاب نجدی نے اہل سنّت و جماعت سے شدید اختلاف کیا اور اسے ایسے عقائد و نظریات اور مسئلے مسائل بیان کئے کہ تاریخ اسلام میں اس اختلاف کی جھلک نظر نہیں آتی، انہیں اختلافات کو برصغیر میں مخصوص حالات میں اپنے مخصوص انداز میں ,,تقویۃ الایمان،، کی صورت میں مولوی اسماعیل دہلوی نے ہوا دی، اس اختلاف کا نتیجہ یہ ہوا کہ اہل سنّت و جماعت سے اختلاف رائے کر کے وہ اپنی مخصوص سوچ و فکر کے پھیلانے کے لیے سرگرم عمل ہیں۔

پارہ ۵ سورہ النساء آیت نمبر ۳۵ میں ہے کہ اگر تم کو میاں بیوی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک حکم (پنچ) مرد والوں کی طرف بھیجو اور ایک حکم (پنچ) عورت والوں کی طرف سے، یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کر دے گا۔

اور جب مختلف فرقوں اور گروہوں میں اختلاف ہو جائے تو اس اختلاف کو ختم کرنے کا سب سے بہترین طریقہ یہ ہوتا ہے کہ ان کو اس مؤقف پر اکٹھا کر دیا جائے جو ان کے درمیان مشترک ہے۔ ارشاد ربانی میں اس کی مثال موجود ہے جیسا کہ فرمایا:

قل یاھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سوآء بیننا و بینکم الآیہ (آل عمران ۶۴)

فرما دیجیئے! اے کتاب والو! آؤ اس بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے۔

مناظر اسلام ابوالحقائق مولانا غلام مرتضٰی ساقی مجددی مدظلہ العالی نے بھی اس کتاب میں یہی طریقہ اختیار فرمایا ہے کہ اہل سنت و جماعت، غیر مقلدین اور دیوبندیوں میں جو اختلاف پایا جاتا ہے تو کیوں نہ ان کو ایک مشترکہ مؤقف پر اکٹھا کر دیا جائے۔ کیونکہ اہل سنّت و جماعت کے عقائد و نظریات پندرہ سو سال سے اسی طرح نسل در نسل اور کتب در کتب منتقل ہو رہے ہیں اور کبار علماء کے اقوال کے مطابق اہل سنّت و جماعت ہی وہ واحد جماعت ہے کہ جس کے عقائد و نظریات پر نجات کا دارومدار ہے۔

اس لیے اختلافی مسائل میں بھی مخالفین اہل سنّت کو یہ سوچ اور لمحہ فکریہ دیا گیا ہے کہ وہ عقائد و نظریات اور مسائل جن میں آپ کے اکابر علماء اور مصنفین ہم سے متفق ہیں، وہ آپ بھی اپنا لیں اور ان میں اختلاف کرنا چھوڑ دیں۔

یہ روز روشن کی طرح واضح حقیقت ہے کہ دیوبندیوں اور وہابیوں نجدیوں سے ہمارا

اختلاف کوئی فروعی اختلاف نہیں ہے، مکمل طور پر سو فیصد، عقائد کا اختلاف ہے اور یہ اپنے کفریہ عقائد ونظریات، جو ان کی کفریہ عبارات سے واضح ہیں، کی وجہ سے احکام شرعیہ کی روشنی میں گستاخ، گمراہ، بے دین اور کفریہ عبارات کو درست تسلیم کرنے کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج قرار پاتے ہیں۔ کیونکہ اللہ عزوجل، حضور نبی کریم ﷺ انبیاء کرام، صحابہ کرام، اہل بیت اور اولیاء اللہ میں سے کوئی بھی ان کی زبان درازی سے محفوظ نہیں رہا، مثلاً

☆......اللہ عزوجل کے لیے جھوٹ بولنا ثابت کرنا۔

☆......اللہ عزوجل کو بندوں کے فعل سرانجام دینے کے بعد علم ہونے کا یقین رکھنا۔

☆......حضور نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کا انکار کرنا۔

اللہ عزوجل نے تو قرآن مجید میں واضح طور پر بیان فرما دیا کہ آپ خاتم النبیین ہیں، لیکن یہ لکھتے ہیں کہ آپ کے بعد بھی اور نبی آجانے سے ختم نبوت میں کچھ فرق نہیں پڑتا۔ اللہ عزوجل تو فرمائے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو آخری نبی بنایا ہے آپ کے بعد کوئی دوسرا انبیا نبی نہیں آئے گا لیکن یہ کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل کیونکہ جھوٹ بولنے پر قادر ہے اس لیے اللہ عزوجل چاہے تو کروڑوں محمد پیدا کر دے۔

ہمارے ایک بزرگ دوست عبداللہ بریلوی صاحب سے ایک قادیانی کی ملاقات ہوئی تو آپ نے جہاں ان کفریات، جہالتوں اور قادیانی کذبات کو بیان کیا وہاں اس قادیانی کو جب یہ کہا کہ یہ تو قطعی حتمی سو فیصد درست ہے کہ تم دائرہ اسلام سے خارج ہو لیکن تمہارے ساتھ ایک زیادتی بھی ہوئی ہے اس قادیانی نے بڑی حیرانگی سے پوچھا: وہ کیا ہے؟ آپ نے اسے کہا کہ تمہارے ساتھ یہ زیادتی ہوئی کہ تم کو یعنی چھوٹے بھائی کو تو

واضح کفریات کی بنا پر کافر قرار دے دیا گیا لیکن قادیانی کی ماں کو چھوڑ دیا گیا، ان کے دو بڑے بھائیوں کو چھوڑ دیا گیا جس کی وجہ سے آج تم پوری دنیا میں تنہائی کا شکار ہو۔ اس نے پوچھا کہ وہ ہمارے دو بڑے بھائی کون سے ہیں؟ آپ نے اسے بتایا کہ دیوبندی اور غیر مقلد نجدی وہابی...... کیونکہ انہیں دونے تو تمہاری پرورش کی، تمہیں بنیاد فراہم کی، جب ان کے نزدیک حضور نبی کریم ﷺ کے بعد اور نبی آنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا تو قادیانی کذّاب نے جھٹ سے دعویٰ نبوت کر دیا۔

یہ مسئلہ تو علیحدہ رہا، حضور نبی کریم ﷺ اور دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کی ارفع واعلیٰ ذوات میں ان کی گستاخیاں بے باکیاں ان کی ایمانی زندگی کے لیے موت ہے۔

دیوبندیوں اور غیر مقلدین کے اکابرین نے ایسی ایسی گستاخیاں رقم کی ہیں کہ قلم لکھتے ہوئے شرما جاتا ہے لیکن یہ ایسے ضدی لوگ ہیں کہ ان کو پھر بھی توبہ کرنا نصیب نہیں ہوتا بلکہ قیامت تک کے لیے اپنے ماننے والوں کو گمراہی کے گڑھے میں پھینکنا قبول ہے، ان تمام کا گناہ اپنے سر لینا منظور ہے لیکن توبہ نہیں کریں گے یعنی شیطان کے چیلے قدم بہ قدم شیطان کے ہی نقش قدم پر چلتے ہیں۔ ان کی شیطانی توحید اس اعلیٰ وارفع معیار کی ہے کہ شیطان کے ساتھ ساتھ یہ انبیاء کرام کو بھی من دون اللہ ثابت کرتے ہیں۔ من دون اللہ تو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم واصل ہوں گے، لہٰذا انبیاء کرام کو من دون اللہ ثابت کرنے والے کچھ تو عقل وفہم سے کام لیں۔

اہل بیت کو جہاں اللہ عزوجل اور حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں اعلیٰ وارفع اور رفیع الشان مقام حاصل ہے وہاں ان سے لازوال محبت اہلسنّت وجماعت کا ایمان ہے۔ ان دیوبندیوں، وہابیوں کو یہ معلوم ہے کہ امہات المؤمنین کا ثانی نہیں، حضرت فاطمۃ الزہرہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنت کی عورتوں کی سردار ہیں، حسنین کریمین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں لیکن ان کو یزید پلید سے کچھ ایسی محبت ہے کہ اس آشفتہ سری میں یزید پلید کو جنتی ثابت کرنے اور اس کے حق پر ہونے کو ثابت کرنے کیلیئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔ دیوبندیوں، وہابیوں کی اولیاء دشمنی تو اپنا ثانی نہیں رکھتی، اولیاء الرحمٰن کی ذاتِ مقدسہ میں مسلسل بکواس کرتے رہتے ہیں یہ اسی ولی اللہ دشمنی کا نتیجہ ہے کہ ایمان جیسی دولت بے بہا سے محروم ہونا تو قبول کرلیں گے لیکن اولیاء اللہ سے اپنی شقاوت قلبی کا اظہار ان کا وطیرہ ہے۔

یہ مسلمہ بات ہے کہ جو بھی گستاخ و بے ادب ہے، وہ شیطان کی طرح زمین کے چپے چپے پر بھی عبادت کرلے، پوری دنیا کے ہر شہر اور قصبہ میں تبلیغی جماعتیں لے جا کر تبلیغ کرلے، اسے اللہ عزوجل کے ہاں کوئی قبولیت نہیں، خراب عقیدے کے حامل کی عبادت وریاضت مردود ہے، یہ الگ بات ہے کہ اللہ عزوجل منافق سے بھی اپنے دین کا کام لے لیتا ہے میں تو اکثر کہا کرتا ہوں کہ ان کی بظاہر لمبی لمبی داڑھیاں نہ دیکھو بلکہ ان کے اندر کی قدورت دیکھو، ان کے درس قرآن اور دورہ حدیث کی بھرمار نہ دیکھو، بلکہ ان کی قرآن اور مفہوم قرآن پر کی جانے والی واردات دیکھو، ان کی کتب نہ دیکھو بلکہ ان کی کتب میں کی جانے والی گستاخیوں، بے ادبیوں کو دیکھو، ان کی تقریروں میں جوشِ خطابت کو نہ دیکھو بلکہ انبیاء کرام اور اولیاء الرحمٰن کی شان میں بولی جانے والی گندی زبان کو دیکھو۔

علمائے اہلسنّت وجماعت نے ہر دور میں گمراہ فرقوں کو راہ راست پر لانے کے لیے تقریری وتحریری طور پر مثبت انداز میں جدوجہد کی۔ اس موضوع پر ہماری درجنوں کتب

موجود ہیں، محترم علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی صاحب نے جدید دور کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے ان کو دعوت فکر دی ہے کہ اختلاف برائے اختلاف کو ترک کرتے ہوئے اختلاف برائے اصلاح کی پالیسی پر عمل پیرا ہوں۔ جہاں تک میری اپنی رائے ہے کہ یہ اختلاف کیوں ہے تو اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ عام طور پر اختلاف کی نوعیت واضح نہیں کی جاتی۔ دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کو کبھی اپنی جہالت کی بناء پر یہ توفیق نہیں ہوئی کہ ہمارے ساتھ قواعد و ضوابط کے مطابق بات کریں۔

اگر عقیدہ کا مسئلہ ہے تو اس کے مطابق دلائل طلب کیے جائیں۔ اس کی ایک مثال دے دیتا ہوں کہ بشریت ہمارا قطعی عقیدہ ہے اور اس کا منکر ہمارے نزدیک کافر ہے اور نورانیت مجسمہ ہمارا ظنّی عقیدہ ہے اس کا منکر کافر نہیں، بدمذہب نہیں، (ہاں مطلق حضور کی نورانیت کا انکار کفر ہے) اب دیوبندیوں، غیر مقلدوں کی کتابیں ملاحظہ فرمالیں کہ سینکڑوں صفحات صرف بشریت ثابت کرنے کے لیے سیاہ کیے ہوں گے اور لوگوں کو یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ ہم بشریت کے منکر ہیں۔

علم غیب کا مسئلہ بھی اسی طرح کا ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور تصنیف ,,خالص اعتقاد،، میں آج سے سو سال پہلے اس مسئلے کی نوعیت کو واضح فرمایا کہ اس مسئلہ میں ہمارا قطعی عقیدہ کیا ہے اور ظنّی عقیدہ کیا ہے آپ نے فرمایا......

۱...... بلاشبہ غیر خدا کے لیے ایک ذرّہ کا علم ذاتی نہیں، اس کا منکر کافر۔

۲...... بلاشبہ غیر خدا کا علم معلومات الٰہی کو حاوی نہیں ہو سکتا، مساوی درکنار تمام اولین وآخرین وانبیاء ومرسلین وملائکہ ومقربین سب کے علوم ملکر علوم الٰہیہ سے وہ نسبت نہیں

رکھ سکتے جو کروڑہا کروڑ سمندروں سے ایک ذرّہ سی بوند کے کروڑویں حصّے کو۔

۳......یونہی اس پر اجماع ہے کہ اللہ عزوجل کے دیئے سے انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو کثیر ووافر غیبوں کا علم ہے۔ یہ بھی ضروریات دین سے ہے جو اس کا منکر ہو کافر ہے کہ سرے سے نبوت ہی کا منکر ہے۔

۴......اس پر بھی اجماع ہے کہ فضل جلیل میں محمد رسول اللہ ﷺ کا حصّہ تمام انبیاء، تمام جہان سے اتم واعظم ہے۔ اللہ عزوجل کی عطا سے حبیب اکرم ﷺ کو اتنے غیبوں کا علم ہے جن کا شمار اللہ عزوجل ہی جانتا ہے اور جن علوم میں دیوبندی، وہابی حضرات اختلاف کرتے ہیں جیسے جمیع غیوب خمسہ، تعین وقتِ قیامت، حقیقت روح، اور جملہ متشابہات کا علم وغیرہ تو یہ ظنّی مسائل ہیں، ان کے متعلق آپ نے واضح طور پر فرمادیا کہ ان میں خود علماء اہلسنّت مختلف رہے ہیں، ان میں مثبت ونافی، کسی پر معاذ اللہ کفر کیا معنی ضلال یا فسق کا حکم نہیں ہوسکتا اب دیوبندیوں وہابیوں کی اس موضوع پر جملہ کتب کا مطالعہ فرما کر دیکھ لیں کہ انہوں نے ہمارے خلاف کس طرح کا محاذ کھول رکھا ہے، خود تو یہ ضروریات دین کے منکر ہیں، اور ظنّی عقائد کے اختلاف میں لوگوں کو الجھائے رکھتے ہیں۔ کیا ان کی کسی بھی کتاب میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ اس مسئلہ میں ان کا قطعی عقیدہ کیا ہے اور ظنّی عقیدہ کیا ہے؟ ظنّی عقیدہ کے مسائل بیان کرتے ہیں اور قطعی عقیدہ والے نتائج اخذ کرتے ہیں۔ ان کی جہالت ان کی تمام کتب سے روز روشن کی طرح واضح ہے ۔ حضور نبی کریم ﷺ کا مختار کل ہونا کیا یہ ہمارا قطعی عقیدہ ہے۔ کہ اس کے قطعی عقیدہ والے دلائل طلب کیے جاتے ہیں۔ ہم مختار کل کا جو مفہوم لیتے ہیں اس کو بھی بگاڑ کر پیش کرتے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ اسی طرح کی صورت حال حاضر وناظر کے

مسئلہ کی ہے شرک کے ساتھ ساتھ بدعت کے معاملہ میں غلو بے جا ہے۔خلفائے راشدین کے دور میں تراویح، جمع وتدوین اور اذان ثانی سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ ہر وہ کام جو سنّت کو تقویت پہنچائے وہ بدعت نہیں، بدعت تو سنّت کو مٹاتی ہے کیونکہ جب بدعت آتی ہے تو سنّت مٹتی ہے کیا تراویح کو اس طرح اہتمام سے پڑھنے سے سنّت کو تقویت پہنچی یا سنّت مٹی! جمع وتدوین قرآن سے دین کو تقویت پہنچی یا دین کو نقصان پہنچا! اذان ثانی سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچا یا نقصان! اسی قائدہ پر آئندہ زمانے کے علماء فقہاء اور مفسرین نے ہر اس نئے کام کو جائز قرار دیا جس سے دین کو، مسلمانوں کو فائدہ پہنچا، سنّت کو تقویت ملی، اہلسنّت کے جتنے معمولات جن پر دیوبندی، غیر مقلدین بدعت کے فتوے صادر کرتے ہیں ان کو اس قاعدہ اور اصول پر پرکھیں گے تو انہیں واضح طور پر معلوم ہوگا کہ یہ معمولات، سنّت کو فروغ دیتے ہیں، دین کو تقویت پہنچاتے ہیں، مسلمانوں کو ان سے فائدہ پہنچتا ہے۔ہاں! اگر ان میں کچھ کمیاں، کوتاہیاں یا خامیاں ہوں تو ان کو دور کرنے کا اہتمام کیا جائے۔

آخر میں میں مناظرِ اسلام علامہ غلام مرتضٰی ساقی مجددی صاحب کو اس تحقیقی کاوش پر مبارک باد پیش کروں گا۔واقعی یہ اختلاف ختم کرنے کی طرف ایک انتہائی احسن اور جامع کوشش ہے۔آپ نے ان حوالہ جات کو اکٹھا کرنے میں انتہائی محنت، لگن اور خلوص نیت سے کام لیا ہے۔اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ آپ کی اس تحقیقی کاوش پر بہتر سے بہتر اجر عطا فرمائے۔(آمین)

محمد نعیم اللہ خاں قادری

جولائی ۲۰۰۹ء

سخنہائے گفتنی

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے روزِ ازل جلسہ انبیاء علیہم السلام میں وعدہ فرمایا تھا کہ میں سب نبیوں کے آخر میں اپنا عظمتوں اور رفعتوں والا رسول بھیجوں گا، تمام انبیاء اس پر ایمان لائیں گے اور اس کی مدد بھی کریں گے، سو وقت گزرتا رہا، زمانہ بدلتا رہا تا آنکہ وہ سہانی گھڑی آ پہنچی جب سیدہ آمنہ کا لال، جناب عبداللہ کا دُرِ یتیم، ختم نبوت کا زریں تاج زیب سر فرما کر سرزمینِ مکہ مکرمہ میں ضوافشاں ہو گیا، فرشیوں کے نصیب چمکے، عرشیوں نے اہل زمیں کو واہ واہ اور مبارک باد کے تحائف دیئے، پھر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ جب سرورِ کائنات، سید المرسلین، خاتم النبیین، محمد رسول اللہ ﷺ نے چالیس سال کی عمر مبارک میں اعلانِ نبوت فرمایا، خوش بخت لوگوں نے لبیک کہا، نامراد منکر ہو گئے اور مختلف حیلے بہانوں سے اعتراضات واختلافات کا معرکہ بپا کر دیا۔ قرآن مجید، صاحب قرآن اور اہل ایمان ان کے اعتراضات واختلافات کا قلع قمع کرتے رہے۔ کچھ اسی قسم کا بلکہ اس سے بھی شدید ردِ عمل مدینہ طیبہ ہجرت کرنے پر وہاں کے یہود اور منافقین نے ظاہر کیا، مشرکین مکہ اور یہودِ مدینہ کو تو جانے دیجئے کیونکہ وہ تو سرے سے اسلام کے دشمن اور مخالف تھے، حیرت تو ان لوگوں پر ہے جو خود کو مومن اور اسلام کا پیروکار بھی باور کراتے اور اختلافات کا سلسلہ بھی شروع کر دیتے۔ مسلمان کہلا کر بانی اسلام سے اختلاف ایک ایمان کش حرکت ہے لیکن انہیں کون سمجھاتا وہ تو اسے اسلام کی (بالفاظِ دیگر اپنے مشن کی تکمیل کے لیے) بہت بڑی خدمت تصور کرتے تھے بلکہ اپنے تئیں مصلح یقین کرتے، وہ حق و باطل کو سمجھنے کے باوجود دونوں کو آپس میں ملا دینا چاہتے تھے اور

یہ سب کچھ محض اپنے مفاد کی خاطر تھا انہیں یقین تھا کہ وہ اسلام کو مانے بغیر چین کی زندگی نہیں پا سکتے اس لیے اپنی جان بچانے کی غرض سے ظاہراً کلمہ تو پڑھ لیا لیکن اندر سے پکے کافر و منکر ہی رہے اسی لیے تو ,,منافق،، کہلائے وہ یہی چاہتے تھے کہ ہم ایک ہی وقت میں مسلمانوں کی آنکھوں کے تارے اور کفار و مشرکین کے دلوں کے سہارے رہیں اگر رحمان سے تعلق ہے تو شیطان بھی ناراض نہیں ہونا چاہیئے ،دونوں طرف ہی رابطہ استوار رہنا چاہیے تا کہ

راضی رہے رحمان اور خوش رہے شیطان بھی

اور ہمیں دو طرفہ مفادات ملتے رہیں چنانچہ ان لوگوں نے دنیاوی لالچ میں آکر ایمان سے ہاتھ دھو لیے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں سب سے نچلے طبقہ میں اپنا ٹھکانا بنا لیا ارشاد قرآنی ہے:

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّا رِ (النسآء ۱۴۵)

بلاشبہ منافق جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے

معلوم ہوا ایسے لوگ جو خود کو مسلمان کہلا کر باطل سے ساز باز کر لیں ،اپنے مفاد کی خاطر اسلام اور بانی اسلام پر اعتراضات کریں ، ضروریات دین پر حرف گیری کریں ، مسلمانوں کو غیروں کے ماتحت کرنا چاہیں ،وہ منافق ہیں اور دور اول کے منافقوں ہی کے حکم میں ہیں اِن کا انجام اُن سے مختلف نہیں ہوگا۔ یہ حقیقت ہے کہ ایسے منافق ہر دور میں پیدا ہوئے اور مسلمانوں کے ایمان اور جذبہ خیر پر ڈاکہ زنی کرنے کے لیے مختلف روپ دھارتے رہے ،منافقت ، خارجیّت ، رافضیّت ، ناصبیّت ،نجدیّت ،وھابیّت ، دیوبندیت ، چکڑالویّت ،قادیانیّت وغیرہ یہ اس کے مختلف روپ ہیں جنہیں ہر دور میں

عشاقِ رسول ﷺ نے بے نقاب ولا جواب کیا ہے۔

ہندوستان کی تاریخ گواہ ہے کہ سرزمین ہند میں عرصہ دراز تک حنفی مسلمانوں کی حکومت رہی، حتی کہ شاطر انگریز برطانیہ سے نکلا، اور تجارت کا چور دروازہ عبور کر کے ہندستان پر ظالمانہ قبضہ جمایا. اور اپنے قدم مضبوط کرنے کے لیے کچھ ,,خیر خواہوں،، کو خریدا جنہیں مسلم رہنما ہونے کا دعوی تھا، ایسے لوگوں کے ہاتھوں شاطر انگریز نے ,,فرقہ واریت،، کا سنگ بنیاد رکھوایا اور ,,لڑاؤ اور حکومت کرو،، کے مشن کی آبیاری کے لیے ان ,,رہنماؤں،، کو ہر طرح کی فکر معاش سے آزاد کرتے ہوئے ان سے ہر طرح سے کی مالی امداد کی اور انہیں وعظ وتقریر اور تحریر ومباحثہ کا محاذ سونپا ان لوگوں نے تقریر وتحریر کے دونوں محاذوں پر انگریز کے اشارے پر چلتے ہوئے مسلمانوں کے ایمان، عقائد، جذبات اور نیاز مندانہ انداز کا خون کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ کہیں رسول اللہ ﷺ کی شان میں توہین آمیز عبارات، کہیں دیگر انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی تنقیص، اور مسلمانوں کو کافر، مشرک اور بدعتی بناتے ہوئے خود اللہ رب العزت جل جلالہ کی شان میں بھی گستاخی اور بے ادبی کرنے میں بھی گریز نہ کیا۔ انگریز خوشی سے پھولا نہیں سماتا تھا جبکہ اہل اسلام خون کے آنسو رو رہے تھے، غیرت مند مسلمان اور اپنے آقا ﷺ کے سچے غلاموں یعنی علمائے اہلسنت نے ایسے منافقوں، بے ادبوں، گستاخوں، اور انگریز کے نمک خواروں کا ہر محاذ پر خوب خوب محاسبہ کیا، انہیں ہر طرح سے لاجواب کر دیا ان کے ہر اعتراض کا دندان شکن جواب دیا، جب انہیں ہر طرح سے چاروں شانے چت کر دیا تو ان انگریزی وفاداروں نے ایسے غلامان رسول ﷺ کو فرقہ باز، فتنہ ساز اور باغی کہہ دیا، عوام الناس سے دغا کرتے ہوئے یہ جھوٹ بولنے لگے کہ ,,

ہم تو اصل اسلام پیش کرتے ہیں اور یہ لوگ اس کے برخلاف ہیں،،

ان لوگوں نے قیام پاکستان کے بعد بھی آج تک اپنی اسی روش کو قائم رکھا۔ابتداء میں ,,قیام پاکستان،، میں روڑے اٹکائے اور جب فیصلہ خداوندی کے تحت اولیاء کرام کے فیضان سے پاکستان معرض وجود میں آگیا تو وہ مفاد پرست طبقہ اس کی اہم پوسٹوں اور اونچے عہدوں پر فائز اور قابض ہو کر اپنے باطل مشن کو سہارا دینے لگا، سکولوں، کالجوں کا نصاب اپنی مرضی سے مرتب کیا، دینی مدارس میں گستاخیوں اور بے ادبیوں کا سبق دیا۔ اور انگریز کے مشن کو اس انداز میں بھی پورا کرتے رہے کہ ایسی کتابیں چھاپی جائیں کہ جس کی وجہ سے ان مسلمانوں کے عقائد خراب ہوں، نظریات متزلزل ہوں، وہ آپس میں ایک دوسرے کو مشرک وکافر قرار دے کر باہم دست وگریبان رہیں، اور اپنے مقاصد کو فراموش کر کے اسی کام میں مگن رہیں، آج یہی کچھ ہو رہا ہے۔ ایسے لوگ خود کو اسلام کا بہت بڑا خدمت گزار، محسن، خادم اور وفادار باور کرا رہے ہیں۔ اور علماء اہلسنت کے متعلق یہی کہتے ہیں کہ یہ لڑانے والے ہیں۔

ان لوگوں نے مزید چالاکی یہ کی کہ دھوکہ فریب کی آخری حدوں کو چھوتے ہوئے فروعی مسائل کو مشہور کر دیا اور اپنی گستاخیوں کو پس پردہ کر دیا تاکہ ان کا اصل چہرہ چھپا رہے۔

ان لوگوں کے ہنگامے، پراپیگنڈہ اور شوروغوغا کی وجہ سے آج کئی خاص لوگ بھی یہ سمجھے بیٹھیں ہیں کہ اہلسنت کے ساتھ ان لوگوں کا اصل اختلاف میلاد، فاتحہ، ندائے یارسول، علم غیب، وسیلہ، رفع یدین، فاتحہ خلف الامام اور ان جیسے دیگر فروعی مسائل میں ہے جبکہ ایسا ہرگز نہیں، اگر یہ مسائل اختلاف کی بنیاد ہوتے تو مخالفین کے اپنے ذمے دار حضرات ان کی تائید ہرگز نہ کرتے جس کی مثالیں آئندہ صفحات میں ہم

پیش کرنا چاہتے ہیں۔ سردست یہی بتانا چاہتے ہیں کہ ان لوگوں نے اپنی چالاکی کی وجہ سے ان مسائل کو ،، بنیادی اختلاف ،، ظاہر کیا ہے جبکہ ہمارا ان سے اختلاف ان کی ایسی عبارات پر ہے جن میں ان لوگوں نے باگاہ الوھیت ،شان رسالت ،صحابہ واہلبیت کی ذوات مقدسہ کی بے ادبی ، گستاخی اور توہین کی ہے . یہ ایسی حقیقت ہے جس کا اعتراف اپنے بیگانے سب کو ہے مثلاً اہلسنت کے بزرگ علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ نے الحق المبین صفحہ ۱۲، مولانا محمد منشاء تابش قصوری نے دعوت فکر صفحہ ۱۴، علامہ عبدالستار خان نیازی علیہ الرحمۃ نے اتحاد بین المسلمین صفحہ ۴۷ جز ء ۱، مولانا غلام مہر علی نے دیو بندی مذہب صفحہ ۱۳۳، ۵۶ پر یہی لکھا ہے، اور دیو بندیوں کے مناظر منظور نعمانی نے فیصلہ کن مناظرہ صفحہ ۶، مشتاق علی نے میزان الحق صفحہ ۳۰ پر اس کا اعتراف کیا ہے، اور غیر مقلدوں کے امام العصر محمد جونا گڑھی نے بھی لکھا ہے کہ حنفیوں اور وہابیوں کا اصولی اختلاف ہے (در محمدی صفحہ ۲) اور ان کے محقق زبیر علی زئی نے بھی فروعی مسائل کے بجائے عقائد کے اختلاف کو بنیاد قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو الحدیث صفحہ ۳۶۔ ۴۷ شمارہ کا نمبر ۲۳، بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم صفحہ ۱۳ وغیرہ۔

فروعی مسائل میں مخالفین کی تائید والی عبارات پیش کرنے کے بعد آخر میں ہم ان کی کفریہ عبارات پیش کر کے ہر مسلمان کو دعوت فکر دیں گے اور یہ پیشگی وعدہ کرتے ہیں کہ اگر مخالفین اپنی ان عبارتوں سے توبہ کرلیں تو اختلاف ختم ہوسکتا ہے

خیر اندیش:

ابوالحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی 03007422469

نورانیت مصطفےٰ ﷺ

عام طور پر اس مسئلہ پر مناظروں اور مباحثوں کے چیلنج دیئے جاتے ہیں جبکہ یہ بات مخالفین کے گھر سے ثابت ہے، ملاحظہ ہو!

دیوبندیوں کی حمایت:

۱......بانی مدرسہ دیوبند قاسم نانوتوی نے لکھا ہے:

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت
نہ جانا کون ہے کچھ بھی کسی نے بجز ستار

(قصائد قاسمی ص ۶)

۲......دیوبندیوں کے امام، یعقوب نانوتوی نے لکھا ہے:

وہ نور غیب سے ظاہر بشر کی صورت میں ہے
کہ جیسے ضمہ کا کسرہ سے کیجیے اشمام

(بیاض یعقوبی ص ۱۷۰)

۳......مفتی محمد شفیع آف کراچی نے لکھا ہے:

وہ نور بھی ہیں اور بشر بھی۔ (تفسیر معارف القرآن ج ۸ ص ۴۶۵)

۴......یوسف لدھیانوی نے لکھا ہے:

میرے عقیدے میں آپ ﷺ بیک وقت نور بھی ہیں اور بشر بھی۔

(اختلاف امت اور صراط مستقیم ص ۳۹)

۵......دیوبندیوں کے ,,حضرت اقدس،، مفتی رشید احمد نے بھی یہی لکھا ہے:

(احسن الفتاوی ج۱ص ۵۷)

۶......دیوبندیوں اور وہابیوں کے امام مولوی اسماعیل نے لکھا ہے:

سو اوّل ہی ہے ہر طرح ان کا نور

بظاہر کیا گیا گو کہ آخر ظہور

(کلام شاہ اسماعیل ص۳۲)

اسماعیل دہلوی نے رسول اللہ ﷺ کو نور مجسم بھی تسلیم کیا ہے، ملاحظہ ہو!

(منصب امامت ص۱۲، ۱۳ فارسی)

۷......قاسم نانوتوی کے پوتے طاہر قاسمی نے لکھا ہے:

نورِ محمدی بلحاظ خلقت سب مخلوق سے اوّل ہے۔ (عقائد اسلام ص۳۳)

۹......اشرفعلی تھانوی نے لکھا ہے:

(اللہ تعالی نے) اپنے نور کے فیض سے (نور محمدی) پیدا کیا۔

(نشر الطیب ص۶)

نشر الطیب ص۶ پر پوری ,,فصل نور محمدی کے بیان میں،، مختص کر رکھی ہے۔

مزید کہا: حضور ﷺ کا ایک نور سب سے پہلے پیدا فرمایا اور وہ وجود کا نور ہے

(السرور ص۷، مواعظ میلاد ص۶۶)

مزید کہا:

نبی خود نور اور قرآن ملا نور
نہ ہو کیوں مل کے پھر نور علی نور

(مواعظ میلاد ص ۲۴۰، النور ص ۲)

۱۰......مدرسہ خیر المدارس ملتان کے مفتی انور دیوبندی نے اضافت تشریفی کے اعتبار سے نور من نور اللہ اور نور اللہ کہنا درست قرار دیا (خیر الفتاوی ج ا ص ۴۶)

۱۱......دیوبندی مفتی عبداللہ نے خیر محمد جالندھری کی تصدیق سے لکھا ہے:

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے نور کو سب اشیاء سے پہلے پیدا فرمایا۔

(ایضاً ج ا ص ۱۳۸)

۱۲......امداد اللہ مہاجر مکی نے لکھا ہے:

نہ پیدا اگر ہوتا احمد کا نور
نہ ہوتا دو عالم کا ہرگز ظہور

(کلیات امدادیہ ص ۱۰۸)

مزید کہا:

سب دیکھو نور محمد کا سب بیچ ظہور محمد کا
وہ منشاء سب اسماء کا ہے وہ مصدر سب اشیاء کا ہے
وہ ظہور سب خفا کا ہے
سب دیکھو نور محمد کا

(نالہ امداد غریب ص ۲۲، کلیات امدادیہ ص ۹۱)

۱۳......دیوبندیوں، اور وہابیوں کے پیشوا سید احمد نے لکھا:

السلام اے نور رب العالمین

السلام اے محیط روح الامین

(مخزن احمدی ص ۱۰۴)

۱۴......ادریس کاندھلوی نے لکھا ہے:

سراج منیر کشمس الضحیٰ

خیر البرایا ونور قدیم

(مقدمہ مقامات حریری ص ۱)

۱۵......انور شاہ کشمیری نے کہا:

نور ایمان کو نور محمدی ﷺ کے ساتھ وابستہ کیا گیا ہے جہاں یہ تعلق العیاذ باللہ قطع ہوا فوراً یہ نور ایمان سلب ہو جاتا ہے۔ (انوار الباری ج ۳ ص ۳۴)

۱۶......ضیاء الرحمان فاروقی نے کہا:

سب سے پہلے مشیّت کے نور سے نقش روئے محمد بنایا گیا۔ پھر اسی نقش سے مانگ کر روشنی بزم کون و مکان کو سجایا گیا۔ (یادگار تقریریں ص ۳۲۵)

غیر مقلد وہابیوں کی صراحت

۱......حافظ محمد لکھوی نے لکھا ہے:

اول نام نبی دا گنیا تے فضل تے شرف ودھایا

جو وچ پیدائش اول خلقیا پچھے دنیا آیا

(تفسیر محمدی ج ۲ ص ۲۰۷)

۲......صادق سیالکوٹی نے لکھا:

حضور جانِ بہاراں، حضور موجِ طہور تمام روح معانی، تمام پیکر نور
حضور صبحِ تجلّی، حضور عین ظہور حضور سلسلہ انبیاء میں نور ہی نور
حضور نور مجسّم، حضور خلق عظیم حضور امت عاصی پہ ہیں رؤف رحیم

(جمال مصطفیٰ ص ۲۱۸، ۲۶۷)

۳......فیض عالم صدیقی نے مانا ہے کہ:

نور محمدی کی ,,تخلیق،، سب سے پہلے ہوئی (صدیقہ کائنات ص ۶۳)

۴......نواب صدیق حسن نے لکھا:

كانت لآدم ارض الهند منهبطاً وفيه نور رسول الله مشعول

(خطیرۃ القدس ص ۳۷۶)

۵......وحید الزمان نے لکھا:

اللہ نے سب سے پہلے نور محمدی کو پیدا کیا، نور محمدی تمام آسمانوں اور زمینوں اوران کے درمیان کی تمام چیزوں کی پیدائش کی پہلی اصل ہے۔ (ھدیۃ المھدی ص ۵۶)

۶......عبدالستار دہلوی نے لکھا:

سب تھیں اوّل نور نبی دا رب کریم اوپایا
اوّل سب نبیاں تھیں اس نوں قرب حضوری آیا

(اکرام محمدی ص ۲۶۸)

۷......نواب صدیق حسن خاں نے مزید لکھا:

نور الٰھی تجلی رحمة، حتی انار حنادس الغبراء

(مآثر صدیقی ج ۲ ص ۲۹)

۸......ثناء اللہ امرتسری نے دوٹوک لکھا ہے:

ہمارے عقیدے کی تشریح یہ ہے کہ رسول خدا، خدا کے پیدا کیے ہوئے نور ہیں۔(فتاوی ثنائیہ ج ۲ ص ۷۹۳)

مزید لکھا:

سلام اس نور رب العالمین پر
اسکی سب آل اور اصحاب دین پر

(ترک اسلام ص ۱۳)

۹......عبداللہ روپڑی نے لکھا:

سورج چاند رسول اللہ کے نور سے چمکتے ہیں۔(مظالم روپڑی ص ۴۷)

☆......مزید لکھا:

انت الذی من نور البدر اکتسی
والشمس مشرقة بنور بھاک

(ایضاً)

۱۰......قاضی سلیمان منصور پوری نے رسول اللہ ﷺ کے اوصاف میں لکھا ہے کہ:

رحمت ربانی کا پیکرنور،نور عالم۔(سید البشر ج۲ص ۶۱)

☆......مزید لکھا:

احتشام او ہوید از کلام ذوالجلال

نور او پیدا وہم پنہاں بآیات مبین

(الجمال والکمال ص ۱۴)

۱۱......نور حسین گرجاکھی نے کہا:

ھادی عالم ہے وہ نور مبیں

ہے مخالف ان کا ناری بالیقیں

(فضائل مصطفٰی ص ۱)

۱۲......ابوبکر غزنوی:

نے سرکار اقدس ﷺ کی نورانیت وبشریت پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا ہے: صحیح مسلک یہی ہے کہ وہ بشر ہوتے ہوئے از فرق تا بقدم نور کا سراپا تھے۔(یعنی نور مجسم تھے)۔(تقریظ بر رسالہ بشریت ورسالت ص ۱۷)

اول ماخلق اللہ نوری

اس جملے کو بطور حدیث دیوبندیوں اور وہابیوں نے نقل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو!

مفتی محمد شفیع: تفسیر معارف القرآن ج ۳ ص ۵۱۰،

نورالٰہی دیوبندی: منظوم قصص الانبیاء ص ۱۷۷،

ادریس کاندھلوی: عقائد الاسلام، ج ۲ ص ۷۷،

رشید احمد گنگوہی: فتاوٰی رشیدیہ ص ۱۹۸،

میاں اصغر حسین دیوبندی: علم الاولین ص ۶۰،

حسین احمد مدنی: الشہاب الثاقب ص ۴۷،

اسماعیل دہلوی: یک روزہ ص ۱۱۔

وحید الزمان حیدر آبادی: وحید لغات ج ۴ ص ۱۵۶۔

قد جآء کم من اللہ نور

اس آیہ کریمہ سے دونوں فرقوں نے ذات رسالت مآب ﷺ مراد لی ہے مثلاً

اشرفعلی تھانوی: مواعظ میلاد النبی ص ۱۰۴، ۱۱، ۱۲۔

شبیر عثمانی: تفسیر عثمانی ص ۱۴۶۔

رشید گنگوہی: امداد السلوک ص ۱۹۹۔

مفتی شفیع: معارف القرآن ج ۲ ص ۳۱۱۔

عبدالماجد دریا آبادی: تفسیر ماجدی ج ۱ ص ۲۴۴۔

قاضی سلیمان منصور پوری: رحمۃ للعالمین ج ۳ ص ۲۲۵۔

ثناءاللہ امرتسری: تفسیر ثنائی ج ۲ ص ۹، ۱۱۔

حافظ محمد لکھوی: تفسیر محمدی ج ۲ ص ۲۳۔

یہ چند حوالہ جات ہیں تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں ,,نورانیت وحاکمیت،، از مولانا محمد کاشف اقبال خان مدنی حفظہ اللہ۔

فیصلہ کیجئے! آج مخالفین بھی سنیوں کی بولی ہی نہیں بول رہے اگر اس عقیدہ کی وجہ سے سنیوں سے ناراضگی ہے تو اپنے ,,بزرگوں،، کے متعلق کیا خیال ہے۔

جسم نبوی کا سایہ نہ تھا

دیوبندیوں کا موقف

رشید احمد گنگوہی:

تواتر سے ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ سایہ نہ رکھتے تھے اور نور کے سوا تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں (حضور نور ہیں، اس لیے آپ کا سایہ نہ تھا) (امداد السلوک ص ۱۵۶)

اشرفعلی تھانوی:

مشہور ہے کہ ہمارے حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا۔

(شکر النعمۃ ص ۲۰، خطبات حکیم الاسلام ج ۳۱ ص ۱۱۷)

مزید لکھا: یہ جو مشہور ہے کہ سایہ نہ تھا حضور ﷺ کا تو یہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے

(مواعظ میلاد النبی ص ۴۵۰)

ادریس کاندھلوی:

آنحضرت ﷺ کے جسم مبارک کا سایہ نہ تھا۔ (اصول الاسلام ص ۹۲)

مفتی عزیز الرحمٰن:

امام سیوطی نے خصائص کبریٰ میں آنحضرت ﷺ کا سایہ زمین پر واقع نہ ہونے کے بارے میں یہ حدیث نقل فرمائی...... آپ کا بدن نور تھا اس وجہ سے آپکا سایہ نہ تھا۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۱ ص ۱۴۲)

عابد میاں و دیگر دیوبندی اکابر:

آنحضرت ﷺ کا جسم مبارک نورانی تھا جس وقت آپ دھوپ اور چاندنی رات میں آمدورفت فرماتے تو مطلقاً سایہ ظاہر نہ ہوتا تھا۔ (رحمۃ للعالمین ص ۵۴)

نوٹ: اس کتاب پر کئی اکابر دیوبند کی تقریظات ہیں۔

ظفر احمد عثمانی:

(روایات لکھ کر) آپ کے سایہ کو زمین پر واقع نہ کیا، تاکہ اس پر کسی کا قدم نہ پڑے۔ (امداد الاحکام ج۱ ص ۳۴۰)

مہدی حسن اور جمیل الرحمٰن:

آنحضرت کا سایہ نہ تھا اس کے ہم معتقد ہیں۔ (ماہنامہ تجلی دیوبند مارچ ۱۹۵۹ء)

خلیفہ تھانوی عنایت علی شاہ نے لکھا ہے:

جسم پاک ان کا سراپا نور تھا
اس لیے سائے سے بالکل دور تھا

(باغ جنت ص ۲۸۴)

خلیفہ تھانوی مصنف اشرف السوانح، عزیز الرحمٰن نے لکھا ہے:

سارا بدن حضور کا جب نور ہو گیا
پھر دور کیا ہے سایہ اگر دور ہو گیا

(کشکول مجذوب ص ۹۲)

مفتی عبدالرحمٰن اشرفی:

بطور معجزہ آپ ﷺ کا سایہ مبارک نہیں تھا۔

(روزنامہ جنگ لاہور فروری ۱۹۹۰ء)

وہابیوں کا نظریہ:

نور محمد جوڑا سوتری:

نے رسول اللہ کے سایہ نہ ہونے پر ۱۳ وجوہ بیان کی ہیں پہلا شعر یہ ہے۔

اس رحمت عالم سدا سایہ دھرتی مول نہ پوندا
منافق کافر قدم دھرے کوا یہ کم مول نہ تھیندا

(شہباز شریعت ص ۲۱۰،۱)

یاد رہے کہ اس کا حاشیہ حافظ محمد لکھوی نے لکھا ہے اور تائید کی ہے

نواب صدیق:

آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا۔ (الشمامۃ العنبریہ ص ۵۱)

محمد لکھوی:

جاں گرمی سخت ہوندی تاں سر پر بدل سایہ کردا

تے اپر زمین نہ پوندا سایہ حضرت پیغمبر دا

(تفسیر محمدی ج ۱ ص ۱۴۵)

آپ ﷺ کا نام سن کر انگوٹھے چومنا

دیوبندی مفتی عزیز الرحمن سے سوال ہوا,, اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھے چومنا اور آنکھوں سے لگانا اور قرۃ عینی بک یا رسول اللہ پڑھنا کیسا ہے؟۔

تو لکھا: الجواب...... علامہ شامی نے کنز العباد سے نقل کیا ہے کہ شہادتین کے وقت اذان کے دوران ایسا کرنا مستحب ہے۔ (فتاوی دار العلوم دیوبند ج ۲ ص ۹۰)

مزید ج ۲ ص ۱۰۶ پر بھی اس کی حمایت کی ہے۔

☆...... اشرفعلی تھانوی نے لکھا ہے:

کہ بطور علاج انگوٹھے چومنا جائز ہے۔ (بوادر النوادر ص ۴۰۹)

☆...... دیوبندیوں کے مفتی عبد الشکور لکھنوی نے بھی مستحب لکھا ہے۔

(علم الفقہ ص ۱۵۹ کراچی)

☆...... محمد تقی عثمانی نے لکھا ہے کہ:

محبت میں انگوٹھے چومنا اجروثواب کا باعث ہے (بدعت ایک سنگین گناہ ص ۳۸)

☆...... مفتی عبدالرحمن اشرفی نے تسلیم کیا ہے کہ:

اس کا تعلق محبت کیساتھ ہے (روزنامہ جھنگ لاہور ص ۲۰ اگست ۱۹۹۳ء)

حضور مالک ومختار ہیں

دیوبندیوں کی عبارتیں:

دیوبندیوں، وھابیوں کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے لکھا ہے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو بیان، خبر دینے، روکنے اور حکم دینے میں اپنا قائم مقام بنایا ہے۔

(الصارم المسلول ص ۴۱)

ابن قیم نے لکھا ہے:

آپ ان خزانوں میں خالص امر کے تحت تصرف کرتے ہیں، اس خالص عبد کی طرح جس کا وظیفہ اپنے آقا کے احکام کو نافذ کرنا ہے۔ (طریق الہجرتین ص ۷ اقطر)

اشرفعلی تھانوی:

نبی خداوند ذوالجلال کا خلیفہ اور نائب ہوتا ہے۔

(ماہنامہ انوارالعلوم لاہور دسمبر ۱۹۵۵ء)

مزید لکھا: آپ ﷺ کو تمام خزائن روئے زمین کے اور تمام شہروں کی کنجیاں عالم کشف میں عطا کی گئی تھیں۔ (نشر الطیب ص ۱۶۶)

اسماعیل دہلوی:

ان مراتب عالیہ اور مناصب رفیعہ کے صاحبان عالم مثال اور عالم شہادت میں تصرف کرنے کے متعلق ماذون ومجاز ہوتے ہیں۔ (صراط مستقیم ص ۱۳۸، ۱۳۹)

ظاہر ہے کہ ایسے مراتب ومناقب کے سب سے زیادہ لائق رسول ﷺ ہیں۔

مودودی:

اللہ تعالی نے نبی ﷺ کو تشریعی اختیارات عطا کیے ہیں، جو کچھ نبی ﷺ نے حرام یا حلال قرار دیا ہے اور جس چیز کا حضور نے حکم دیا ہے یا جس سے منع کیا ہے، وہ بھی اللہ کے دیے ہوئے اختیارات سے ہے۔ (سنت کی آئینی حیثیت ص ۷۳)

شبیر احمد عثمانی:

(اللہ نے اپنے نبی کو کوثر دیا ہے) کوثر کے معنی خیر کثیر...... ہر قسم کی دینوی دولتیں اور حسی ومعنوی نعمتیں داخل ہیں (تفسیر عثمانی ص ۷۸۸)

عنایت علی شاہ خلیفہ تھانوی:

شاہ کر دیتے ہیں پیغمبر گدا کو دیکھ کر
بخش دیتے ہیں خزانے بے نوا کو دیکھ کر

(باغ جنت ص ۳۱۶)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی:

محمد کی مرضی ہے مرضی خدا کی...... خدا کی رضا ہے رضائے محمد

(کلیات امدادیہ ص ۹۱)

شبیر عثمانی:

حضرت ربیعہ کو حضور نے فرمایا جو چاہے مانگ لے، کوئی قید نہیں لگائی (گویا ہر شئے کے مالک ہیں)۔ (فتح الملہم ج۲ص۹۶)

دیوبندیوں، وھابیوں، کے امام، ابن قیم:

دنیا و آخرت میں جو نعمت آپ کو ملی وہ حضور ہی کے ہاتھ سے ملی ہے (زاد المعاد علی ہامش الزرقانی ج۱ص۳۷۳)

سرفراز گکھڑوی:

امت کو جو کچھ بھی ظاہری اور باطنی کامیابیاں نصیب ہوئی ہیں تو وہ آپ ہی کی بدولت اور آپ ہی کی وجہ سے اللہ تعالی نے عطا کی ہیں۔ (دل کا سرور ص۱۵۲)

محمود الحسن:

آپ اصل میں بعد خدا مالک عالم ہیں جمادات ہوں یا حیوانات بنی آدم ہوں یا غیر بنی آدم القصہ آپ اصل میں مالک ہیں۔ (ادلہ کاملہ ص۱۲)

وھابیوں کی صراحت

فاروق یزدانی:

شریعت رسول اللہ کا امر ہے۔ (احناف کا رسول اللہ ﷺ سے اختلاف ص۲۹)

احمد حسن دہلوی:

پھر فرمایا اے رسول اللہ کہ ہم نے اپنا نائب اور رسول بنا کر تم کو دنیا میں بھیجا۔

(احسن التفاسیر ج ۱ ص ۳۴۹)

فضل احمد غزنوی:

قرآن صاف فرما رہا ہے، سید دو جہاں کی اپنی مرضی کعبۃ اللہ کو قبلہ بنانے کی تھی، رب اکبر اپنے رسول کی رضا کا خود طالب ہے۔

(ہفت روزہ اہلحدیث سوہدرہ ۱۵ نومبر ۱۹۶۱ء)

عزیز الرحمان:

خزائن کی چابیاں حضور کے پاس ہیں۔ (سر دلبراں ص ۱۴۸)

نواب صدیق:

آپ نے حضرت ربیعہ کو عام اجازت دی کہ جو چاہے مانگ لے۔

(مسک الختام شرح بلوغ المرام ج ۱ ص ۵۲۱)

صادق سیالکوٹی:

نے حضرت ربیعہ والی حدیث کو نقل کیا ہے۔ (جس میں آپ کے مالک و معطی ہونے کا بیان ہے)۔ (صلوٰۃ الرسول ص ۲۵۰)

مبشر ربانی:

(حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے) مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں

(الدعوۃ لاہور نومبر ۱۹۹۶ء ص ۳۴)

عبدالستار دہلوی:

نے چاند دو ٹکڑے ہونیوالے واقعہ کو پنجابی اشعار میں بیان کیا ہے۔

(اکرام محمدی ص ۱۶۶)

نذیر حسین دہلوی:

نے رسول اللہ ﷺ کو سلطان دو جہاں لکھا ہے۔ (معیار الحق ص ۴۱۹، ۴۲۱)

تفصیل کے لیے ہماری کتاب ,,حضور مالک ومختار ہیں،، دیکھیے!

علم غیب

وہابیوں کی تائید:

دیوبندیوں، وہابیوں کے ولی، اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے:

غیب کے خزانہ کی کنجی اللہ ہی کے پاس ہے...... جتنا جس کو چاہے بخش دے، اس کا ہاتھ کوئی نہیں پکڑ سکتا۔ (تقویۃ الایمان ص ۴۵)

عبداللہ روپڑی:

,,آسمان وزمین میں موجود اشیاء کا،، علم کلی ،،معلوم ہوتا ہے،، (اتنا علم آپ کو حاصل ہے)۔ (فتاوی اہلحدیث ج ا ص ۲۲۱)

نواب صدیق حسن:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ علم (غیب) عطا کیا ہے جو اوروں کو نہیں دیا۔

(الحطہ فی ذکر الصحاح الستہ ص ۹۶)

داؤدغزنوی:

اس نے بعض غیب کی باتوں کا علم اپنے رسول پاک کو عطا فرمایا ہے...... نبی اکرم ﷺ کا علم اولین وآخرین سے بڑھ کر ہے۔ (داؤد غزنوی ص ۳۴۲)

صادق سیالکوٹی:

ہاں اللہ جتنا چاہے علم غیب اپنے پیغمبر کو بتا دیتا ہے۔

(شان رب العالمین ص ۵۸،۵۷)

زبیر علی زئی:

اللہ تعالی نے اپنے رسول کو غیب کی بہت سی خبریں بذریعہ وحی بتا دی تھیں۔

(الحدیث نمبر ۵۳،ص ۱۲)

دیوبندیوں کی حمایت

حسین علی واں بھچروی: خواجہ عثمان نے فرمایا:

اولیاء سب کچھ جانتے ہیں لیکن ظاہر کرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔

(فوائد عثمانی ص ۹۸)

امداد اللہ مہاجر مکی:

لوگ کہتے ہیں کے علم غیب انبیاء و اولیاء کو نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت وادراک غیبات کا ان کو ہوتا ہے اصل میں یہ علم (غیب، نبیوں، ولیوں کو ہونا) حق ہے (امداد المشتاق ص ۷۶،۷۷، شمائم امدادیہ ص ۶۱)

اشرفعلی تھانوی:

ایک شخص نے مجھ سے پوچھا تھا کہ ایک شخص حضور ﷺ کے علم غیب کا قائل ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ میں نے کہا کہ جو شخص علم بلاواسطہ کا قائل ہے وہ کافر ہے اور جو علم بواسطہ کا قائل ہو یعنی خدا کی عطاء کے واسطہ کا، وہ کافر نہیں اگر چہ وہ علم محیط ہی کا قائل ہو۔ (افاضات یومیہ ج ۸ ص ۷۶)

ذوالفقار علی:

اور منجملہ آپ کے علوم و معلومات کے علم لوح وقلم ہے۔

(عطر الوردہ فی شرح البردہ ص ۱۰۳)

شبیر عثمانی:

یہ پیغمبر ہر قسم کے غیوب کی خبر دیتا ہے ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء صفات سے یا احکام شرعیہ سے یا مذاہب کی حقیقت و بطلان سے یا جنت ودوزخ کے احوال سے یا واقعات بعد الموت سے اوران چیزوں کے بتلانے میں ذرا بخل نہیں کرتا۔ (تفسیر عثمانی ص ۷۸۰ حاشیہ نمبر ۷)

سرفراز گکھڑوی:

جناب رسول کریم ﷺ کو تمام وہ جزئی اور کلی علوم حاصل ہو گئے تھے جو حق تعالیٰ کے نزدیک آپ کی شان اقدس کے لائق اور مناسب تھے یا بالفاظ دیگر یوں کہیئے کہ آپ کو بہت جزئی اور کلی علوم حاصل ہو گئے تھے۔ اور اس سے کسی کو انکار نہیں۔

(ازالۃ الریب ص ۱۴۸)

مرتضی حسن:

غیب......سرور عالم ﷺ کے علم غیب پر بھی صادق آتا ہے اور غیر کے علم غیب پر بھی۔(توضیح البیان ص ۱۵)

قاسم نانوتوی:

اس صورت میں آپ کا علم وہ خدا ہی کا علم ہوا اور آپ کا کہا وہ خدا ہی کا کہا نکلا۔(فیوض قاسمیہ ص ۴۲)

نوٹ: دیوبندیوں کے نزدیک ہر ایرے، غیرے، پاگل، جانور اور دنیا کی ہر گھٹیا سے گھٹیا چیز کو بھی علم غیب حاصل ہے ملاحظہ ہو! حفظ الایمان ص ۱۸ از تھانوی، توضیح البیان ص ۱۲۱ از مرتضی حسن، شہاب ثاقب ص ۱۰۵ از حسین مدنی، سیف یمانی ص ۷۰ از منظور نعمانی، عبارات اکابر ص ۱۸۸، ازالۃ الریب ص ۳۲ از سرفراز گکھڑوی، میزان الحق ص ۱۶۱ از مشتاق علی، مزید وضاحت کے لیے ,,زلزلہ,, اور زیروزبر،، (از علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ) دیکھیے!

لیکن کتنے دکھ کی بات ہے کہ ان کی کتابوں میں رسول اللہ ﷺ کے لیئے ,,علم غیب،، کا لفظ استعمال کرنے کو شرک اور کفر وغیرہ لکھا گیا ہے۔

این چہ بوالعجبی است

رسول اللہ ﷺ کو پکارنا

دیوبندیوں کا عمل

امداداللہ مہاجر مکی:

ذرا چہرے سے پردہ اٹھاؤ یارسول اللہ
مجھے دیدار تک اپنا کراؤ یارسول اللہ

(کلیات امدادیہ ص۲۰۵)

قاسم نانوتوی:

کروڑوں جرموں کے آگے یہ نام کا اسلام
کرے گا یانبی اللہ مجھ پہ کیا پکار

(قصائد قاسمی ص۶)

سرفراز گکھڑوی:

اگر کوئی شخص محض عشق ومحبت کے نشہ میں سرشار ہو کر یارسول اللہ اور یانبی اللہ کہے تو بالکل جائز ہے اور صحیح ہے ہم اور ہمارے اکابر اس کے قائل ہیں۔

(تبرید النواظر ص۷۲)

اشرفعلی تھانوی:

یارسول الا له بابک لی...... من غمام الغموم ملتحدی

(نشر الطیب ص۱۹۴)

شبیر احمد:

امت کے لاکھوں عاشقان رسول نے حضور ﷺ سے اپنے والہانہ عشق و محبت کا اظہار بصیغہ نداو خطاب کیا ہے (یا حرف محبت/ص ۲۸)

وہابیوں کا طرز

غلام رسول قلعوی:

میرا دل چور کیتا دردوے غم ...... ترحم یا نبی اللہ ترحم

(سوانح حیات ص ۱۶۱)

نواب صدیق حسن:

یاسیدی یاعروتی ووسیلتی ...... یاعدتی فی شدۃ ورخاء

(مآثر صدیقی ج ۲ ص ۳۰، ھدیۃ الھدی ج ۱ ص ۲۰ حاشیہ)

عبدالغفور اثری:

,,ندائے یا محمد کی تحقیق،، کے نام پر پوری کتاب لکھ کر ثابت کیا ہے،، کہ رسول اللہ ﷺ کو آپ کی زندگی اور وفات دونوں صورتوں میں یا رسول اللہ ویا نبی اللہ کہنا چاہیے

وحید الزمان:

یا محمد، یا عبدالقادر پکارنے کو شرک کہنا عجیب بات ہے۔ (ھدیۃ المھدی ج ۱ ص ۲۳)

مزید لکھا: لغوی اعتبار سے دعا کرنا، ندا کرنا مخلوق کے لیئے جائز ہے جسے پکارا جائے چاہے وہ زندہ ہو یا وفات یافتہ۔ (ایضاً ص ۲۳)

مزید لکھا: رسول اللہ کو پکارنا جائز ہے (ایضاً ج ا ص ۲۴)

مخلوق کو مشکل کشا ماننا

دیوبندی انداز

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی:

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل

اے میرے مشکل کشا فریاد ہے

(کلیات امدادیہ ص ۹۰)

اشرفعلی تھانوی:

کھول دے دل میں درعلم حقیقت میرے رب

ہادی عالم علی ،مشکل کشا کے واسطے

(شجرہ طیبہ چشتیہ صابریہ ص ۲)

نوٹ: یہی حوالہ تعلیم الدین ص ۱۴۲، اصلاحی نصاب ص ۴۷۵ از تھانوی، سلاسل طیبہ ص ۶، پر بھی ہے۔

شبیر احمد:

ہزاروں مشائخ کرام اور لاکھوں مریدان طریقت پر مشتمل ہے ان سب کا محبوب شجرہ......اس کے چند اشعار......ان اشعار میں حضرت علی کو ہادی عالم یعنی تمام دنیا کو ہدایت کرنے والا اور مشکلات کو حل کرنے والا (مشکل کشا) کہا گیا ہے۔

(یا حرف محبت ص ۹۶، ۹۷)

محمد علی دیوبندی نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے متعلق لکھا ہے:

قطب دین مشکل کشا عبدالعزیز۔ (مخزن احمدی ص ۸)

وہابی اطوار

خواجہ قاسم:

اپنی کتاب کو ,,مشکل کشا،، کہا (تین طلاقیں ص ۶)

ابن قیم:

نے اپنی کتاب کا نام ,,اغاثۃ اللھفان،، (پریشانوں کی مشکل کشا) رکھا ہے

نواب صدیق:

نے رسول اللہ کو مشکل کشا، سہارا، سختی ونرمی میں کام آنے والا اور فریادرس لکھا ہے۔ (مآثر صدیقی ج ۲ ص ۳۰)

ایک غیر مقلد حکیم عبداللہ نے تمباکو کو مشکل کشا قرار دیا ہے۔

(خواص تمباکو ص ۸۴،۸۵، از عبداللہ آف جہانیاں منڈی خانیوال)

مخلوق کو مدد کے لیے پکارنا

دیوبندی عبارات

حاجی امداداللہ:

یارسول کبریا فریاد ہے یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے (کلیات امدادیہ ص ۹۰)

اشرفعلی تھانوی:

دستگیری کیجیے میرے نبی...... کشمکش میں تمہی ہو میرے نبی

(نشر الطیب ص ۱۹۴)

مزید لکھا: صاحب نے اپنے مرشد کو یوں پکارا، یا مرشدی یا موئلی یا مغز عی یا ملجائی فی مبدئی و معادی ارحم علی یا غیاث فلیس لی کھفی سوی جیکم من زاد (تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۱۱۴)

مزید لکھا: جو استعانت و استمداد بالمخلوق با عتقاد علم و قدرت غیر مستقل ہو اور وہ علم و قدرت کسی دلیل سے ثابت ہو جائز ہے خواہ وہ مستمد منہ حی ہو یا میت۔

(بوادر النوادر ص ۸۲، فتاوی امدادیہ ج ۴ ص ۹۹)

قاسم نانوتوی:

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

(قصائد قاسمی ص ۸)

محمود الحسن:

ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت در حقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔(حاشیہ قرآن ص ۲)

دیو بندیوں کے نزدیک یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئا للہ پڑھنا درست ہے۔

(فتاوی رشیدیہ ج ۱ ص ۴، فتاوی امدادیہ ج ۴ ص ۹۴، یا حرف محبت ص ۹۸، کلیات امدادیہ ص ۸۴)

وہابی حوالہ جات

وحید الزمان:

نے کتاب کی تکمیل کے لیے انبیاء صالحین ملائکہ کی روح سے مدد مانگی۔

(ھدیۃ المھدی ص ۳۴)

مزید لکھا ہے: واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ جو امور مخلوق کی قدرت میں ہیں، ان میں پکارنا، متوجہ ہونا یا مدد مانگنا یا غیر اللہ کے لیئے اللہ تعالیٰ کے اذن، اس کے حکم اور ارادہ سے نفع وضرر کا اعتقاد کرنا شرک اکبر نہیں۔(ھدیۃ المھدی ص ۲۰)

ایسے ہی ایاک نستعین سے غیر اللہ سے مدد مانگنے کو مطلقاً شرک کہنے والے کو غالی (حد سے بڑھنے والا) قرار دیا۔(ایضاً ص ۱۹)

نواب صدیق:

متعدد اشعار میں رسول اللہ سے مدد طلب کی آخر میں کہا، مالی ورائک مستغاث (ھدیۃ المھدی ص ۲۰) میرا آپ کے سوا کوئی مشکل کشا و مددگار نہیں ہے۔

مزید کہا: قبلہء دین مددے کعبہ ایماں مددے۔ ابن قیم مددے قاضی شوکاں مددے

(ایضاً ص ۲۳)

قاضی شوکانی:

دکھائی نہ دینے والے لوگوں سے مدد مانگنے کا ثبوت ہے۔

(تحفۃ الذاکرین ص ۱۵۵)

اسماعیل دھلوی:

اسی طرح ان مراتب عالیہ اور مناصب رفیعہ کے صاحبان عالم مثال اور عالم شہادت میں تصرف کرنے کے مطلق ماذون ومجاز ہیں۔ (صراط مستقیم ص ۱۳۸)

ثناء اللہ امرتسری:

کالی کملی والے آقا خبر لیجیئے

منجدھار میں ہے بیڑا خیر الانام اپنا

(اہلحدیث امرتسر ص ۶، ۷ جولائی ۱۹۱۶ء)

وصال کے بعد مدد کرنا

دیوبندیوں کا طریقہ

اوپر والے مضمون میں متعدد حوالہ جات موجود ہیں کہ دیوبندیوں، وہابیوں نے بعد از وصال بھی مدد مانگی ہے تاہم چند مزید درج ذیل ہیں:

حسین علی واں بھچروی:

شالامدد ہوے پیر جیلانی (بلغۃ الحیران ص ۳۶۴)

امداد اللہ:

اپنے پیر سے، اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا (امداد المشتاق ص ۱۱۶)

نجم الدین احیائی:

اسی طرح وہ (دیوبندی) اس بات کے بھی قائل نہیں ہیں کہ انسان اپنی زندگی میں یا مرنے کے بعد سرے سے کوئی تصرف نہیں کرسکتا (بلکہ زندگی اور وصال کے بعد بھی مدد اور تصرف کرسکتے ہیں)۔ (زلزلہ درزلزلہ ص ۱۰۱)

مزید کہا: جب تک اجازت ہے تب تک عالم برزخ سے بھی کچھ روحیں آ کر دنیا والوں کی مدد کرتی ہیں (ایضاً ۱۰۲)

رشید احمد گنگوہی:

اولیاء کے تصرفات وکرامات بعد از وصال بھی باقی رہتے ہیں بلکہ ترقی کر جاتے ہیں۔ (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۵۲)

دیوبندیوں، وہابیوں کے بزرگ سید احمد نے ام المؤمنین حضرت سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے مزار پر حاضری دی اور بھوک مٹانے کے لیئے گدایانہ فریاد کرتے ہوئے کھانا مانگا۔ (مخزن احمدی ص ۹۹)

دیوبندیوں، وہابیوں کے امام اسماعیل دہلوی نے سیدنا علی المرتضٰی کو مرجع ارباب

ہدایت، مرکز دائرہ ولایت، دلیل سبیل فلاح وارشاد، رہنمائی طریق استقامت لکھا ہے

(صراط مستقیم فارسی ص ۳)

وہابیوں کا عمل

ثناء اللہ امرتسری:

اے ناخدائے امت اب آن کر ترادو

عالم سے ورنہ شاہا مٹتا ہے نام اپنا

(اہلحدیث امرتسر ص ۶، ۷ جولائی ۱۹۱۶ء)

وحید الزمان:

امت کے اولیاء وصلحاء سے تواتر کیساتھ رسول اللہ کو بعد از وفات پکارنا ثابت ہے۔ (ھدیۃ المھدی ج ۱ ص ۱۹)

منیر سلفی نے لکھا ہے:

کہ حضور غوث پاک نے عبدالمنان وزیر آبادی کی مدد کی۔

(عبدالمنان ص ۶۵، ۶۶)

حضرت شیخ جیلانی کو غوث اعظم کہنا:

عام طور پر دیوبندی، وہابی حضرات حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کو غوث، غوث الثقلین یا غوث اعظم کہنے کو شرک قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ خود ان لوگوں نے بھی بے دھڑک حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ منصب ومقام دے رکھا ہے۔ چند حوالہ جات درج ذیل ہیں:

دیوبندیوں، وہابیوں کے مشترک فرد اسماعیل دہلوی نے آپ کو جگہ جگہ غوث اعظم لکھا ہے ملاحظہ ہو! صراط مستقیم ص ۴۷، ۶۱، ۷۷، ۸۱ وغیرہ۔

دیوبندیوں کے حوالہ جات:

اشرفعلی تھانوی: امداد المشتاق ص ۴۳، افاضات یومیہ ج ۱ ص ۳۳۲/۲۴۲/۲۴۳ ج ۲ ص ۹۱ ج ۳ ص ۳۲۶ ج ۵ ص ۸۶، سفرنامہ لاہور و لکھنو ج ۱ ص ۲۵۳، اشرف الجواب ج ۲ ص ۸۳، تعلیم الدین ص ۱۱، تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۱۰۶/ ۱۰۷/۳۱۲، مذکورہ مقامات پر غوث اعظم کا جملہ ہے، جبکہ تعلیم الدین ص ۱۲۷، اصلاحی نصاب ص ۵۶۱ پر غوث الثقلین کا جملہ لکھا گیا ہے۔ فتاوی دار العلوم میں مفتی عزیز الرحمن نے بکثرت مقام پر بار بار غوث اعظم و غوث الثقلین مانا ہے۔

نوٹ: دیوبندیوں نے حضرت غوث پاک کے مقابلے میں رشید احمد گنگوہی کو ,,غوث اعظم،، لکھنے میں بھی کوئی عار محسوس نہیں ہوئی شائد اس وقت ان کے لیے کوئی نئی شریعت نازل ہوئی ہو۔ ملاحظہ فرمائیں! تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۲۔

غیر مقلدوں کی تصریح

نذیر حسین دہلوی:

نے فتاوی نذیریہ ج ۱ ص ۱۱۳ پر غوث اعظم لکھا ہے۔

جو کہہ دیا وہ ہو گیا

دیوبندیوں کا عقیدہ

سرفراز گکھڑوی:

ولی کے منہ سے جو نکلی تھی بات وہ ہو کے رہی۔(مقام ابی حنیفہ ص ۱۴۸)

مزید لکھا: حضرت پیران پیر کی بات جو ولی مسلم ہیں کیونکر غلط اور خطا ہو سکتی ہے۔

(ایضاً ص ۲۷۸)

قاسم نانوتوی:

(عبداللہ خان) فرمایا کرتے تھے کہ تیرے گھر میں لڑکی ہوگی یا لڑکا اور جو آپ بتلا دیتے تھے وہی ہوتا تھا (ارواح ثلاثہ ص ۱۶۷ حکایت نمبر ۱۴۷)

عاشق الٰہی:

مولوی نظر محمد خاں ...... بے ساختہ آپ کی زبان سے نکلا، وہ کب تک رہے گا چند روز گزرے تھے کہ وہ شخص انتقال کر گیا۔(تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۲۱۴)

اشرفعلی تھانوی:

میری نانی نے ایک مجذوب سے شکایت کی کہ میری لڑکی کی اولاد زندہ نہیں رہتی انھوں نے فرمایا اس کے ہاں دو لڑکے پیدا ہوں گے دونوں زندہ رہیں گے ...... انھوں نے جو فرمایا وہ ہو کے رہا۔(اشرف السوانح ج ۱ ص ۱۷)

وہابیوں کا نظریہ

عبدالمجید خادم:

سلیمان روڑوی کوان کے ایک مرید نواب نے اپنی بیٹی کو دم کرنے کے لیے بلایا چنانچہ آدمی بھیجا، سواری منگائی گئی کہ معاً آپ نے فرمایا: اب جانا فضول ہے لڑکی کا تو انتقال ہو گیا ہے چنانچہ آدمی جب واپس گیا تو معلوم ہوا کہ ٹھیک اسی وقت جب مولوی صاحب نے فرمایا تھا اس کا روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا۔

(کرامات اہلحدیث ص ۲۸)

غلام رسول قلعوی کے ایک مرید نے شکایت کی کہ میرا ہمسایہ چور ہے ہر وقت خطرہ رہتا ہے انھوں نے کچھ پڑھنے کو کہا ساتھ ہی فرمایا بے فکر رہ کتا بھونک بھونک کر خود ہی چلا جایا کرے گا سو ایسا ہی ہوتا رہا...... ان کی زبان سیف الرحمان تھی جو کچھ انھوں نے کہا وہ ضرور ہوا اور آئندہ بھی انشاء اللہ ہوتا رہے گا۔ (سوانح حیات ص ۱۳۸)

حاضر و ناضر ماننا

دیوبندیوں کا نظریہ

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی:

سب دیکھو نور محمد کا سب بیچ نور محمد کا
جبرئیل مقرب خادم ہے سب جا مشہود محمد کا

(رسالہ امداد غریب ص ۲۲۔ کلیات امدادیہ ص ۹۱)

قاسم نانوتوی:

رسول اللہ ﷺ کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں کیونکہ اولیٰ بمعنیٰ اقرب ہے (تحذیر الناس ص ۱۴)

یہی مضمون آب حیات ص ۶۷ پر لکھا ہے۔

شبیر عثمانی:

ہم کہہ سکتے ہیں کہ نبی کا وجود مسعود خود ہماری ہستی سے بھی زیادہ ہم سے نزدیک ہے۔ (تفسیر عثمانی ص ۵۵۶)

رشید گنگوہی:

مرید کو یقین کے ساتھ یہ جاننا چاہیے کہ شیخ کی روح کسی خاص جگہ میں مقید و محدود نہیں ہوتی، پس مرید جہاں بھی ہوگا خواہ قریب ہو یا بعید...... دور نہیں۔

(امداد السلوک ص ۶۴)

نوٹ: یہی بات حسین مدنی نے الشہاب الثاقب ص ۶۱ میں بھی لکھا ہے۔

گنگوہی نے مزید لکھا: تین سال کامل حضرت امداد کا چہرہ میرے قلب میں رہا میں نے ان سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کیا اتنے سال حضرت ﷺ میرے قلب میں رہے اور میں نے کوئی کام آپ سے پوچھے بغیر نہیں کیا (ارواح ثلاثہ ص ۲۶۵)

انور شاہ کشمیری:

نے مانا ہے کہ اولیاء کرام اشیاء کو موجود ہونے سے پہلے ہی دیکھ لیتے ہیں۔(فیض الباری ج ا ص ۱۸۲)

اشرفعلی تھانوی: محمد الحضرمی مجذوب......ابدال میں سے تھے......ایک دفعہ تیس شہروں میں......نماز جمعہ بیک وقت پڑھایا (جمال لاولیاء ص ۱۸۸)

فضل الرحمان دیوبندی نے لکھا ہے:

اگر حضور اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا نور سمجھ کر ہر جگہ سمجھا جائے تو کوئی جھگڑا نہیں، اور جسم مبارک کر ہر جگہ جانا جائے تو یہ مسئلہ علمائے بریلی بھی بیان نہیں کرتے، تو پھر جھگڑا کس بات پر ہے۔(پندرہ روزہ ندائے اہلسنّت ص ۵، ۱۶ تا ۳۰ جون ۱۹۹۳ء)

وہابیوں کا عقیدہ

نواب صدیق:

حقیقت محمد یہ تمام موجودات کے ذروں اور افراد ممکنات میں جاری و ساری ہے پس آپ ﷺ نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں۔(مسک الختام ج ا ص ۲۴۴)

وحید الزمان حیدر آبادی نے لکھا ہے:

روح از قبیل اجسام نہیں ہے، اجسام کی یہ صفت ہے کہ جب وہ ایک مکان میں ہوں تو دوسرے مکان میں موجود نہیں ہو سکتے۔(روح ایک ہی وقت کئی جگہ ہو سکتی ہے)۔(ھدیۃ المھدی ص ۶۳)

یحیٰ گوندلوی کا دعویٰ ہے:

جانتاہوں سب مجھے غافل نہ جانیئے
ان کی ہر بات میری نظر نظر میں ہے

(مطرقۃ الحدید ص ۱۲)

عبدالغفور اثری نے دعوٰی کیا ہے:

دور ہوں ان کی بزم سے لیکن بتا سکتا ہوں
کیا ہوا کیا ہو رہا ہے اور کیا ہونے کو ہے

(ندائے یا محمد کی تحقیق ص ۱۱۹)

تبرکات

وہابیوں کا عمل

نذیر حسین دہلوی:

نے عبدالمنان وزیر آبادی کو اپنی دستار اتار کر دے دی اور فرمایا عبدالجبار کرتہ لے گیا ہے تم دستار لے جاؤ۔ (عبدالمنان ص ۱۶)

یہی بات دوسری جگہ لکھ کر (منیر سلفی نے) کہا ہے آپ نے وصیت کر دی تھی کہ میری تجہیز و تکفین کے وقت کفن کے نیچے یہ دستار لپیٹ دی جائے (ایضاً ص ۹۰)

پھر لکھا ہے: تبرک لپیٹ دیا گیا (ایضاً ص ۹۷)

عبداللہ روپڑی:

تبرک بآثار صالحین سے کسی کو انکار نہیں۔ (فتاوی اہلحدیث ج ۱ ص ۳۴۷)

یحییٰ گوندلوی:

نے ,,تبرکات نبوی ﷺ،، کے عنوان کے تحت تمام انبیاء کرام خصوصاً رسول اللہ ﷺ کے جسم کے ہر عضو کو متبرک مانا ہے۔ (عقیدۂ مسلم ص ۲۹۷)

وحید الزمان:

صالحین کے آثار سے برکت لینا درست ہے۔

(تیسیر الباری ج ۱ ص ۳۳۷)، ج ۷ ص ۵۹۷، صحیح مسلم مترجم ج ۶ ص ۳۷

دیوبندیوں کا عمل

منظور نعمانی دیوبندی:

اللہ کے نیک اور مقبول بندوں کے لباس وغیرہ کا تبرک کے طور پر اس طرح کا استعمال درست ہے اور نفع کی امید ہے۔ (معارف الحدیث ج ۳ ص ۴۷۰)

شبیر عثمانی دیوبندی:

تبرک بآثار صالحین جائز ہے (فضل الباری ج ۲ ص ۲۸۲)

محمد الیاس بانی تبلیغی جماعت کی نانی کے بارے میں لکھا ہے:

جس وقت انتقال ہوا ان کپڑوں میں کہ جن میں پاخانہ لگ گیا تھا عجیب وغریب مہک تھی کہ آج تک کسی نے ایسی خوشبو نہیں سونگھی۔

(حاشیہ تذکرۃ المشائخ دیوبند ص ۱۹۶ از مفتی عزیز الرحمان)

مزید لکھا ہے: پوتڑے نکالے گئے جو نیچے کو دیئے جاتے تھے تو ان میں بدبو کی جگہ خوشبو

اور ایسی نرالی مہک پھوٹتی کہ ایک دوسرے کو سنگھاتا اور ہر مرد اور عورت تعجب کرتا تھا چنانچہ بغیر دھلوائے ان کو تبرک بنا کر رکھ دیا گیا (تذکرۃ الخلیل ص ۹۶، ۹۷)

دیکھیئے کہ دوسروں کو بزرگوں کے صاف اور شفاف تبرکات کا طعنہ دینے والے ،، پاخانے ،، کو تبرک بنا رہے ہیں۔ العیاذ باللہ

اشرفعلی تھانوی:

اکثر اہل محبت کا یہی معمول ہے کہ تبرکات کو حتی الامکان بعینہ محفوظ رکھتے ہیں اور اسی کو ادب سمجھتے ہیں یہ حدیث اسکی مؤید ہے۔ (التکشف ص ۶۱۶)

مزید لکھا: ان بزرگوں کے آثار و برکات اس مبارک جگہ ظاہر ہوتے رہتی ہیں۔

(جمال الاولیاء ص ۹۵)

مزید کہا: نقش نعلین پاک بھی برکات کا ذریعہ ہے (نشر الطیب ص ۳۸۵)

رشید گنگوہی:

مقام ابراہیم کا ٹکڑا آپ (گنگوہی) کے پاس تھا جس کو خدام کی خواہش پر آپ صندوقچی سے نکالتے اور پانی ڈال کر نکال لیتے اور پانی کو مجمع پر تقسیم کرا دیا کرتے تھے۔ (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۱۶۸)

دیوبندی حضرات برکت و شفا کے لیے یعقوب نانوتوی کی قبر کی مٹی لے جاتے اور آرام پاتے (ارواح ثلاثہ ص ۲۹۰، آپ بیتی ص ۹۸۲)

زکریا سہارنپوری نے رائے پوری اور مدنی صاحب کے متعلق کہا:

آپ دونوں کی جوتیوں کی خاک اپنے سر پر ڈالنا باعث نجات اور فخر اور موجب عزت سمجھتا ہوں۔ (آپ بیتی ص ۴۵۹)

عاشق الٰہی میرٹھی نے لکھا ہے:

واللہ العظیم مولانا تھانوی کے پاؤں کو دھو کر پینا نجات اخروی کا سبب ہے (تذکرۃ الرشید ج اص ۱۱۳)

وسیلہ

دیوبندیوں، وہابیوں کے امام، ابن قیم نے لکھا ہے:

دنیا و آخرت میں سعادت و فلاح رسولان گرامی کے ہاتھوں ہی مل سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا بھی ان ہی کی بدولت میسر آسکتی ہے۔ (زاد المعاد ج اص ۲۸)

ابن تیمیہ نے کہا ہے:

صحابہ مہاجرین وانصار کی موجوگی میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا صحیح اور اہل علم کے نزدیک بالاتفاق ثابت ہے، حضرت فاروق اعظم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے دعا مانگی۔ یہ وہ دعا ہے جسے تمام صحابہ نے برقرار رکھا اور کسی نے اس پر انکار نہیں کیا حالانکہ یہ دعا مشہور ہے۔ یہ واضح ترین اجماع اقراری ہے۔ (التوسل والوسیلہ بحوالہ تحفۃ الاحوذی ج ۴ ص ۲۸۲ لعبد الرحمٰن مبارکفوری)

دیوبندی عقیدہ

اشرفعلی تھانوی:

توسل بالحی وبالمیت (زندہ اور فوت شدہ کا وسیلہ) دونوں جائز ہیں۔

(امداد الفتاوی ج ۵ ص ۸۹)

تھانوی صاحب نے نعلین پاک کے نقش کو وسیلہ بنانے کا حکم دیا ہے۔

(نشر الطیب ص ۳۸۵)

خلیل احمد انبیٹھوی:

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء وصلحاء واولیاء وشہداء وصدیقین کا توسل جائز ہے ان کی حیات میں یا بعد وفات......الخ

(المھند ص ۳۱)

مزید دیکھیئے! تسکین الصدور از سرفراز گکھڑوی، وسیلہ رحمت از شبیر احمد بن عبد الطیف تسکین الخواطر از شوکت علی اکوڑہ خٹک وغیرہ۔

وہابی نظریہ:

دیوبندیوں وہابیوں کے امام اسماعیل ہلوی نے لکھا:

بے شک مرشد اللہ تعالی کے رستے کا وسیلہ ہے۔ (صراط مستقیم مترجم ص ۶۹)

وحید الزمان:

جب بندوں کا وسیلہ ثابت ہے تو زندوں کے ساتھ خاص کرنے کی کون سی

دلیل ہے؟(فوت شدہ گان کا وسیلہ بھی درست ہے)۔(ھدیۃ المھدی ص ۴۷)

مزید لکھا: تمام صوفیہ کے ہاں بحق فلاں یا بحرمت فلاں کے طریقہ سے دعا کی جاتی ہے صحیح یہی ہے کہ یہ جائز ہے(ایضاً ص ۴۹)

مزید لکھا: یااللہ اپنے حبیب کی دعا پوری کر اور آخرت کے عذاب سے امام حسین کے طفیل ہمیں بچادے(تیسیر الباری ج ۲ ص ۳۸۸)

نذیر حسین دہلوی:

نے یوں وسیلہ پیش کیا ہے: اللہ تعالیٰ نذیر حسین کو سلطان دو جہاں کا صدقہ عافیت فرمائے۔(معیار الحق ص ۴۱۹)

مزید لکھا: اس کو مدت دراز تک حسنین کے نانا سلطان دو جہاں کی حرمت کے طفیل اہل بدعت وطغیان کے مطاعن سے بچائے(ایضاً ص ۴۲۱)

ابراہیم سیالکوٹی:

روحانی جسم کے لیے مرشد وسیلہ ہوتا ہے(سراجاً منیراً ص ۱۳، ۱۴)

ابن تیمیہ:

نے ائمہ دین کو وسیلہ ماننے کی تعریف کی ہے(نقض المنطق ص ۴۶)

حافظ محمد بن بارک: نے یہ اشعار لکھے ہیں:

کبھی کعبے حج کرائیں زیارت روضے پاک نبی دے
ایہہ عرض قبول بحرمت نبیاں حرمت کل ولی دے
توں رب غفور شکور رحیماں بخش ظلوم جھولاں
بحرمت خاص حبیب محمد حرمت کل رسولاں

(احوال الآخرت ص۱۴۰)

قاضی شوکانی نے کہا ہے:

حضور اکرم ﷺ سے توسل آپ کی حیات میں بھی ہے اور وصال کے بعد بھی آپ کی بارگاہ میں بھی ہے اور بارگاہ سے دور بھی، آپ ﷺ کی حیات میں آپ سے توسل ثابت ہے آپ کے وصال کے بعد دوسروں سے توسل باجماع صحابہ ثابت ہے۔

(الدر النضید بحوالہ تحفۃ الاحوذی ج۴ ص۲۸۲)

عبدالنبی وغیرہ نام رکھنا

رشید گنگوہی نے لکھا ہے:

بندہ کا بندہ ہونے کے معنی درست ہیں۔ (فتاوی رشیدیہ ص۴۹۶)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے لکھا ہے:

چونکہ آنحضرت ﷺ واصل بحق ہیں عباد اللہ کو عباد الرسول کہہ سکتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لاتقنطوا من رحمۃ اللہ، مرجع ضمیر متکلم آنحضرت ﷺ ہیں۔ (شمائم امدادیہ ص۱۴)

اشرفعلی تھانوی نے کہا:

کہ قرینہ بھی انہی معنیٰ کا ہے (شمائم امدادیہ ص ۱۳۵)

رشید گنگوہی:

کے نانا فرید بخش اور دادا پیر بخش بن غلام حسین بن غلام علی ہیں۔

(تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۱۴)

قاسم نانوتوی:

کے دادا غلام شاہ بن محمد بخش اور دادا کا بھائی خواجہ بخش ہے۔

(سوانح قاسمی ج ۱ ص ۲۵، ۹۱۱۳)

وحید الزمان غیر مقلد وہابی:

عبد الحسین، عبد النبی نام شرک نہیں، غلام علی غلام محی الدین اور غلام غوث نام رکھنا حدیث سے بلا کراہت جائز ہے۔ (ھدیۃ المھدی ج ۱ ص ۳۷)

حیات النبی ﷺ

۴ دیوبندیوں کا موقف

خلیل احمد انبیٹھوی:

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ...... حضرت ﷺ کی حیات دنیوی ہے۔ (المھند ص ۲۸)

حسین احمد ٹانڈوی:

آپ کی حیات نہ صرف روحانی ہے بلکہ جسمانی بھی ہے اور از قبل حیات دنیوی بلکہ بہت وجوہ سے اس سے قوی تر ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج اص ۱۵۳)

ادریس کاندھلوی:

اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیھم الصلوۃ والسلام وفات کے بعد اپنی قبر میں زندہ ہیں اور نماز وعبادت میں مشغول ہیں...... یہ حیات حسی اور جسمانی ہے۔

(حیات نبوی ص ۲)

شبیر عثمانی:

بے شک نبی ﷺ زندہ ہیں اور اپنی قبر میں اذان واقامت کے ساتھ نماز ادا فرماتے ہیں۔ (فتح الملھم ج ۳ ص ۴۱۹)

قاسم نانوتوی:

رسول اللہ ﷺ کی حیات دنیوی علی الاتصال اب تک برابر مستمر ہے۔

(آب حیات ص ۳۷)

اس مسئلہ پر دیوبندیوں کی مستقل کتب بھی دستیاب ہیں۔ مثلاً

تسکین الصدور از سرفراز گکھڑوی، رحمت کائنات از قاضی محمد زاہد الحسینی، آب حیات از قاسم نانوتوی، مقام حیات از خالد محمود، مناظرہ حیات النبی از الیاس گھمن، قبر کی زندگی از نور محمد تونسوی وغیرہ

وہابیوں کا عقیدہ

نذیر حسین دہلوی:

حضرات انبیاء کرام اپنی اپنی قبر میں زندہ ہیں خصوصاً آنحضرت ﷺ ...... الخ

(فتاوی نذیریہ ج ۱ ص ۵۲، فتاوی علمائے حدیث ج ۹ ص ۲۸۲)

وحید الزمان حیدر آبادی:

کل پیغمبروں کے جسم زمین کے اندر صحیح وسالم مع جسم صحیح وسالم ہیں اور قبر شریف میں زندہ ہیں۔ (مترجم سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۴۶۵)

شمس الحق عظیم آبادی:

نے بھی لکھا ہے کہ آپ امت کی نیکیوں سے خوش ہوتے ہیں۔ (گویعنی آپ زندہ ہیں)۔ (عون المعبود ج ۱ ص ۴۰۵)

نواب صدیق حسن خان:

بے شک آپ ﷺ اپنی وفات کے بعد اپنی قبر میں زندہ ہیں جیسے حدیث میں ہے کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اسے امام بیہقی نے صحیح کہا ہے۔

(السراج الوھاج ج ۱ ص ۵۰۴)

قاضی شوکانی:

بلاشبہ آپ اپنی قبر میں زندہ ہیں ...... محققین کی ایک جماعت کا یہ مؤقف ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں اور آپ اپنی امت کی نیکیوں سے خوش

ہوتے ہیں......انبیاء ومرسلین کی حیات ان کی جسم سے متعلق کیوں نہیں؟

(نیل الاوطار ج ۳ ص ۲۴۸)

نواب صدیق:

آپ زندہ ہیں اپنی قبر میں اور نماز پڑھتے ہیں اندر اس کے اذان واقامت کے ساتھ وکذلک الانبیآء (الشمامۃ العنبریہ ص ۵۲)

اسماعیل سلفی:

اس امر پر اتفاق ہے کہ شہداء اور انبیاء زندہ ہیں برزخ میں وہ عبادات وتسبیح وتہلیل فرماتے ہیں۔ان کو رزق بھی ان کے حسب حال اور حسب ضرورت دیا جاتا ہے۔

(تحریک آزادی فکر ص ۳۸۵)

عطاء اللہ حنیف:

انبیاء کرام اپنی قبروں میں نمازیں ادا کرتے ہیں۔

(التعلیقات السلفیۃ ج ۱ ص ۲۳۷)

حافظ محمد گوندلوی:

انبیاء علیہم السلام عالم برزخ میں زندہ ہیں یہ زندگی برزخی ہے نہ کہ دنیوی انبیاء علیہم السلام برزخ میں زندہ......حدیث الانبیاء فی قبور ھم یصلون حافظ ابن حجر نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے (فتح الباری)۔

(الاعتصام ۲ شمارہ نمبر ۸ بحوالہ فتاوی علماے حدیث ج ۹ ص ۱۲۵)

مزارات کے فیوض و برکات

دیوبندیوں کا عمل

مفتی عزیز الرحمان:

اولیاء اللہ کی کرامات اور تصرفات بعد ممات بھی ثابت ہیں۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند ج ۳ ص ۱۷۸)

مفتی عزیز الرحمان ہی لکھتے ہیں:

کہ فیوض و برکات ان کے بعد ممات کے باقی رہتے ہیں مثلاً یہ کہ ان کی زیارت اور قرب سے زائرین کو برکات حاصل ہوں اور ان پر بھی درود ورحمت ہو۔

(ایضاً ج ۵ ص ۴۷۷)

امداد اللہ:

ایک بار میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر شریف پر تین روز تک مقیم رہا حضرت قطب صاحب کے مزار مقدس سے ایک نور کا ستون نکل کر بلند ہوا اور حضرت پیر و مرشد کے جائے اقامت پر جا کر چھپ گیا۔ (امداد المشتاق ص ۱۴۰)

رشید گنگوہی:

تصرفات و کرامات اولیاء اللہ بعد ممات بحال خود باقی می ماند بلکہ دو در ولایت بعد موت ترقی می شود۔ (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۲۵۲)

عاشق الہی:

آپ (گنگوہی) دنیا سے تشریف لے گئے مگر آپ کے تصرفات عالم میں اپنا کام برابر کررہے ہیں۔ (ایضاً ج ۲ ص ۱۵)

اشرفعلی تھانوی:

جاننا چاہیے کہ بعض اولیاء اللہ سے بعد انتقال کے بھی تصرفات اور خوارق سرزد ہوتے ہیں اور یہ امر معنیٰ حد تواتر تک پہنچ گیا ہے۔ (بوادر النوادر ص ۸۰)

حاجی امداد اللہ:

فقیر مرتا نہیں ہے صرف ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال کرتا ہے فقیر کی قبر سے وہی فائدہ حاصل ہوگا جو زندگی میں میری ذات سے ہوتا ہے۔

(امداد المشتاق ص ۱۱۳)

وہابیوں کا طریقہ:

وہابیوں، دیوبندیوں کے بزرگ اسماعیل دہلوی نے سیدنا علی المرتضی، سیدتنا فاطمۃ الزہرا، حضرت غوث پاک، حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری، اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ عنہم کے بعد از وصال فیوض و برکات کے واقعات لکھے ہیں۔ (صراط مستقیم ص ۲۲۱، ۲۲۳)

وہابیوں کے قاضی سلیمان منصور پوری ضیاء معصوم کے ساتھ دربار سیدنا امام ربانی علیہ الرحمۃ پر حاضری دی، ضیاء صاحب نے مراقبہ کیا، قاضی جی نے خیال کیا، دونوں بزرگوں نے کوئی اندر کی بات کرنی ہے، وہ الگ ہونے لگے تو حضرت مجدد پاک نے بیداری کی حالت میں قاضی کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ ہم کوئی بات بھی تجھ سے راز میں نہیں رکھنا چاہتے۔

(کرامات اہلحدیث ص ۱۱۹ از عبدالمجید خادم سوہدروی)

عبدالمجید خادم نے قاضی سلیمان کے متعلق لکھا ہے:

ایک قبر پر ٹھہر گئے اور کہا دیکھو اس صالح مرد کی قبر سے کس قدر خوشبو آرہی ہے

(ایضاً ص ۱۸)

وحیدالزمان:

اولیاء اللہ کی ارواح سے بعد موت حکم مرضی الہٰی تصرفات ہوتے ہیں اور طرح طرح کے فیوض و برکات بھی۔ (لغات الحدیث ج ۲ ص ۱۷)

وہابیوں نے ابن تیمیہ کی قبر کی مٹی سے بھی فائدہ حاصل کیا۔ (ابن تیمیہ ص ۹۹)

تفصیل کے لیے ,,مزارات و تبرکات اور ان کے فیوض و برکات،، از مولانا کوکب نورانی اوکاڑوی اور ,,اسلام اور ولایت،، از راقم الحروف ملاحظہ ہو!

غائبانہ جنازہ

چونکہ اس مسئلہ کو وہابی غیر مقلدوں نے اپنی نشانی بنا رکھا ہے اور جگہ جگہ حالات بگاڑنے کی کوشش کی جاتی ہے اس لیے ان کے چند حوالہ جات درج کیے جاتے ہیں:

ابن قیم نے کہا ہے:

اہل اسلام میں سے خلق کثیر کی وفات ہوئی مگر نبی ﷺ نے ان کی غائبانہ نماز جنازہ نہ پڑھی (زادالمعاد ج ۴ ص ۱۶۳)

عبداللہ روپڑی:

نماز جنازہ غائب میں نہیں پڑھتا (فتاوی اہلحدیث ج ۲ ص ۱۲۳)

عبدالرؤف سندھو:

اس (واقعہ نجاشی) سے مطلق غائبانہ نماز جنازہ پر استدلال کرنا صحیح نہیں۔
(القول المقبول ص ۱۷۷)

ناصرالدین البانی:

اسی (غائبانہ جنازہ نہ پڑھنے والے) مذہب کو اختیار کیا اور کہا ہے کہ محققین کی ایک جماعت نے بھی یہی مذہب اختیار کیا ہے۔ (ایضاً ص ۱۷۴)

دعا بعد نماز جنازہ

دیوبندی حوالے

انور شاہ کشمیری:

نماز جنازہ کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا ذکر ہے بھلا جس امر کا ثبوت خود حضور اکرم ﷺ سے ہوا ہے وہ بھی کبھی بدعت ہو سکتی ہے یہ بھی بے جا تشدد نہیں تو اور کیا ہے؟ (انوار الباری ج ۱۹ ص ۳۸۲)

فضل الرحمان:

نے ملک قاسم جیسے سیاسی لیڈر کی نماز جنازہ کے بعد دعا مانگی۔
(روزنامہ پاکستان لاہور جمعرات ۱۹ ستمبر ۱۹۹۶ء)

عبدالقادر آزاد:

۱۹۸۸ء کے فضائی حادثہ میں جنرل ضیاء الحق کے جاں بحق ہونے کے بعد دیوبندی اور وہابی مولوی جنازہ میں شریک ہوے اور عبد القادر آزاد اور عبد المالک کاندھلوی نے نماز کے بعد دعا مانگی۔ مذکورہ تاریخ کے اخبارات گواہ ہیں۔

اکرم اعوان:

نے تسلیم کیا ہے علماء کے نزدیک صفیں توڑ کر دعا مانگنا درست ہے۔

(ماہنامہ المرشد لاہور ص ۴۵ نومبر ۱۹۹۴ء)

مفتی عزیز الرحمان:

نماز جنازہ کے بعد نمازیوں کا ایصال کے لیے فاتحہ واخلاص پڑھ کر دعا کرنے میں حرج نہیں۔ (فتاوی دارلعلوم دیوبند ج ۵ ص ۴۳۴) ایسے ہی فتاوی دارالعلوم دیوبند ج ۶ ص ۱۸۷/۱۸۸، ج ا ص ۳۳۷ پر بھی یہی مضمون ہے۔

وہابیوں کے حوالے

اسماعیل سلفی:

میت کے لئے دعا ہر وقت بلا تخصیص کی جاسکتی ہے۔ (فتاوی سلفیہ ص ۲۳)

ابوالبرکات احمد:

میت پر جب چاہیں دعا مانگیں گھر والے جب چاہیں دعا کریں خواہ نماز کے بعد ہو یا آگے پیچھے سب جائز ہے۔ (فتاوی برکاتیہ ص ۱۴۷)

بشیر الرحمان سلفی:

قبولیت (ہر نمازی میں جنازہ پڑھنے والا بھی ہے) کا وقت ہر نمازی کے لیے ہے لہذا ہر نمازی کو دعا کرنی چاہیے۔ (الدعا ص ۲۴)

جنرل ضیاء الحق کے جنازے کے بعد وہابی مولویوں نے بھی دعا مانگی۔

بیداری میں زیارت

انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام اور دیگر فوت شدگان کی بیداری میں زیارت ہو سکتی ہے

دیو بندیوں کا اقرار

اشرفعلی تھانوی:

حضرت شیخ جلال الدین سیوطی بھی ان لوگوں میں سے تھے جن کو روز حضور ﷺ کی زیارت ہوتی تھی......ان کو حضور کی رویت بیداری میں بھی ہوتی تھی۔

(الکلام الحسن ج ۲ ص ۱۷۵، افاضات یومیہ ج ۷ ص ۱۲۲)

کانپور میں ایک بہت مشہور اور مستند بزرگ گزرے ہیں حضرت شاہ غلام رسول صاحب جن کا لقب ,,رسول نما،، تھا کیونکہ وہ اپنے تصرف سے حضرت رسول پاک ﷺ کی بیداری میں زیارت کروا دیا کرتے تھے (اشرف السوانح ج ۱ ص ۱۲۶)

امداد اللہ مہاجر مکی:

مشرف کر کے دیدار مبارک سے مجھ کو یک دم
میرے غم دین و دنیا کے بھلاؤ یارسول اللہ

(کلیات امدادیہ ص ۲۰۶)

مزید لکھا ہے: اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جاوے مضائقہ نہیں، کیونکہ عالم خلق مقید بزمان ومکان ہے، لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں۔ (شمائم امدادیہ ص ۳)

گل بادشاہ:

اولیاء اللہ...... اپنے مرید اور نسبت والے کو کبھی اپنی صورت پر مشتمل ہو کر سامنے آکر طریقہ کامیابی ارشاد فرماتے ہیں (دعوۃ الحق ص ۴۲، ۴۳)

اشرفعلی تھانوی:

نے حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی کو بارگاہ رسالت کا "حضوری" بھی لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو! (افاضات یومیہ ج ۹ ص ۱۰۸)

انور شاہ کشمیری نے لکھا ہے:

کہ بیداری میں رسول اللہ کی زیارت ممکن ہے اور امام سیوطی کو بائیس مرتبہ یہ نعمت حاصل ہوئی (فیض الباری ج ۱ ص ۲۰۴)

تھانوی جی کے پردادا قتل کے بعد اپنے گھر واپس آتے اور اپنی بیوی کو مٹھائی بھی لا کر دیتے تھے۔ (اشرف السوانح ج ۱ ص ۱۵)

تھانوی نے لکھا کہ اسماعیل دہلوی کے قافلہ کا ایک شخص بیدار بخت قتل کے بعد گھر آیا۔

(افاضات یومیہ ج ۱۰ ص ۲۱۰، ۲۰۹)

مناظر احسن گیلانی نے لکھا ہے کہ ایک دیوبندی کی رہنمائی کے لئے قاسم نانوتوی نمودار ہوتے تھے۔ (سوانح قاسمی ج ۱ ص ۳۳۱)

ایسے ہی تھانوی نے لکھا ہے کہ نانوتوی جی دیوبند میں رفیع الدین سے بھی ملنے آئے تھے

(ارواح ثلاثہ ص ۲۶۱)

وہابیوں کا اعتراف

عبدالمجید خادم:

سیدنا امام ربانی کا ہاتھ قبر سے باہر نکلا اور قاضی سلیمان کو پکڑ لیا۔

(کرامات اہلحدیث ص ۱۹)

ابن قیم نے لکھا ہے:

کہ زندوں اور مردوں کی روحیں اس طرح ملاقات کرتی ہیں جس طرح زندوں کی روحیں آپس میں ملتی ہیں۔ (کتاب الروح مترجم ص ۶۱)

عبدالمنان وزیر آبادی کا دعوی ہے:

کہ اسے کئی مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی ہے کبھی تو اس کے منہ میں لعاب مبارک ڈالا، کبھی معانقہ کیا، کبھی پریشانی کے وقت دلاسہ دیا اور کبھی نابینے عبدا لمنان کو بازو سے پکڑ کر مسند حدیث پر بٹھایا۔ (عبدالمنان ۵۷، ۸۲، ۹۴)

ابراہیم سیالکوٹی:

نے رسول اکرم ﷺ کی زیارت وملاقات کا طریقہ بھی بتایا اور لکھا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کو حضور کی حضوری کا مرتبہ حاصل تھا۔ ایک دفعہ آپ کے ہاں کوئی مہمان آیا، اور وہ حقہ پیتا تھا خادم اس کے لیے کہیں سے حقہ لے آئے لیکن خادموں کو اس حقہ کا مکان سے نکال دینا یاد نہ رہا، کئی روز کے بعد حضرت شاہ صاحب سے آنحضرت

ﷺ نے فرمایا مکان میں حقہ ہے اس لیے ہم اس جگہ تشریف فرما نہیں ہوتے۔

(سراجا منیرا ج ا ص ۴۰)

صادق سیالکوٹی:

نے بھی رسول اللہ ﷺ کی زیارت وملاقات کا وظیفہ لکھا ہے۔

(جمال مصطفیٰ ص ۱۴۱، ۱۴۲)

غلام رسول قلعوی کا کہنا ہے:

ایک دن میں مسجد میں سویا ہوا تھا کہ ایک شخص نے مجھے آکر جگایا اور کہا کہ میرے ساتھ چلو تم کو رسول اللہ ﷺ بلاتے ہیں، میں اس کے ساتھ ہولیا جب گاؤں سے باہر نکلا تو دیکھتا ہوں کہ حضور ﷺ کی پالکی پڑی ہے، حاضر ہو کر میں نے سلام کیا، آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا غلام رسول ہم تمہاری مسجد کو جانا چاہتے ہیں آپ نے ہاتھ پکڑے رکھا اور پالکی والوں نے پالکی اٹھالی مسجد میں تشریف لاکر اسی پکڑے ہاتھ سے مجھے منبر پر بٹھایا اور فرمایا وعظ کیا کرو......الخ (سوانح حیات ص ۱۴۱)

قبروں پر حاضری

دیوبندیوں کا عمل

اشرفعلی تھانوی:

آخر میں نے چاہا کہ کس طرح اس ظلمت کو رفع کروں......زندوں میں تو کوئی ایسا قریب موضع میں ملا نہیں ......لہذا پھر یہ کیا کہ بزرگوں کے مزارات پر گیا، چنانچہ

وہاں تین کوس کے فاصلے پر ایک بزرگ کا مزار ہے وہاں گیا تب ظلمت رفع ہو گئی۔

(ملفوظات حکیم الامت ج۹ص ۵۱)

مزید لکھا: بزرگوں کے مزار پر جانے سے یہ خاص نفع بھی ہوتا ہے (ایضاً ج۱۰ص ۱۱۵)

مفتی عزیز الرحمان:

جو شخص ان کی زیارت کرے گا وہ حسب المراتب مستفیض ان کی برکات سے ہوگا۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۵ ص ۴۷۷)

حاجی امداد اللہ:

ایک روز میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر شریف پر تین روز تک مقیم رہا۔ (امداد المشتاق ص ۱۴۰)

دیوبندیوں، وہابیوں کے بزرگ سید احمد نے بھوک کے وقت سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے مزار پر حاضری دی۔ (مخزن احمدی ص ۹۹)

وہابیوں کا فعل

سلیمان منصور پوری:

ضیاء معصوم کے ساتھ سیدنا امام ربانی علیہ الرحمہ کے روضہ پر گئے۔ (کرامات اہلحدیث ص ۱۹) علاوہ ازیں ایک بار اپنے عقیدت مند سے پوچھا کیا یہاں کوئی قبر ہے؟

(ایضاً ص ۱۹)

اسماعیل دھلوی:

اور سید احمد دونوں مزارات پر جاتے اور مراقبہ کرتے تھے۔(صراط مستقیم ص ۲۲۳)

ابراہیم سیالکوٹی:

سفر حج میں دیگر بلاد اسلامیہ کا سفر بھی کیا......مصر میں نماز جمعہ جامع امام شافعی میں پڑھ کر امام شافعی کی قبر پر فاتحہ پڑھی یوں مغرب کی نماز شیخ عبدالوہاب شعرانی صاحب کی جامع مسجد میں پڑھی اور آپ کی قبر کی زیارت کی اور فاتحہ پڑھی۔

(تاریخ اہلحدیث ص ۲۷۱)

مزید لکھا: مصر میں ان کی مسجد میں نماز مغرب ادا کی اور ان کے مزار مقدس پر فاتحہ پڑھی

(ایضاً ص ۸۲)

مزید کہا: شیخ عبدالوہاب شعرانی کے مرقد منور کی زیارت کی۔(ایضاً ۷۹)

وحیدالزمان:

امام شافعی امام ابوحنیفہ کی قبر سے برکت حاصل کرتے رہے وہاں دعا مانگتے آپ کی دعا قبول ہوتی۔(ھدیۃ المھدی ج ۱ ص ۲۲)

قاضی شوکانی نے لکھا ہے:

تمام احادیث میں قبور کی زیارت کے لیے جانا ثابت ہوا اور زیارت نہ کرنے کی تمام حدیثیں منسوخ ہوگئیں۔(نیل الاوطار ج ۴ ص ۱۱۷)

صادق سیالکوٹی:

نے بھی زیارت قبور کی احادیث اور مسنون دعا لکھی ہے۔(نماز جنازہ ص ۶۳، ۶۲)

جمعیت اہلحدیث کے امیر ساجد میر نے امام بخاری کی قبر پر حاضری دی اور فاتحہ پڑھی

(ہفت روزہ تصویر پاکستان ص ۱۹ مارچ ۱۹۹۳ء)

قاضی سلیمان، قریب ایک قبر آئی جس پر آپ ٹھہر گئے اور کہا دیکھو شاہ جی اس صالح مرد کی قبر سے کس قدر خوشبو آرہی ہے (کرامات اہلحدیث ص ۱۸)

نواب صدیق:

مجرب ہے کہ نیکوں کی قبروں پر دعا قبول ہوتی ہے۔ (نزل الابرار ص ۴۵)

ایمانِ والدینِ مصطفیٰ ﷺ

وہابیوں کا عقیدہ:

نواب صدیق حسن خان نے لکھا ہے:

اللہ تعالی نے آپ کے والدین کو زندہ کیا یہاں تک کہ وہ ایمان لائے علیٰ ما قیل واللہ اعلم" ماثبت بالسنہ میں کہا ہے کہ بعض علماء نے جزم کیا ہے حضور ﷺ کے والدین ناجی ہیں، وہ آگ میں ہرگز نہیں۔ (الشمامۃ العنبریہ ص ۱۷)

ابراہیم سیالکوٹی نے لکھا ہے:

آنحضرت ﷺ کے والدین کی اخلاقی پاکیزگی اور عملی طہارت ہر کہ ومہ کے نزدیک مسلم ہے۔ باقی رہا مذہبی طور پر اعتقادی حالت، سو اس کے لیے اگر کسی کے پاس ایسی شہادت موجود ہو کہ معاذ اللہ انہوں نے بت کو سجدہ کیا یا اس کے نام کی نذر و قربانی چڑھائی یا کسی بت سے دعا کی ایسی شہادت کہیں سے دستیاب نہیں ہو سکے گی۔ پس کسی

معین پاکباز اور صالح الاعمال شخص کے متعلق اس کی ہر گز درست نہیں۔

(سیرت مصطفیٰ ص ۷۹)

☆......آنحضرت کے والدین اپنے بزرگوں کی طرح اپنے جد اعلیٰ حضرت خلیل اللہ کے دین پر تھے کیونکہ ان کے برخلاف شرک و بت پرستی ہر گز ثابت نہیں۔ (ایضاً ۹۱)

ابراہیم میر نے ایمان والدین پر تفصیلی سے بحث کی اور اعتراضات کے جوابات لکھے ہیں، ملاحظہ ہو! سیرت مصطفیٰ۔

فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۶۸، پر سائل کا قول لکھا ہے کہ بعض علماء (وہابیہ) کے نزدیک والدین رسول کریم موحد مومن تھے۔

دیوبندیوں کا مسلک

شبیر احمد عثمانی نے لکھا ہے:

آنحضرت صلعم کی والدہ حضرت آمنہ......حضور کے والدین کے بارہ میں علمائے اسلام کے قول بہت ہیں۔ بعض نے ان کو مومن و ناجی ثابت کرنے کے لیے مستقل رسائل لکھے ہیں اور شراح حدیث نے محدثانہ و متکلمانہ بحثیں کی ہیں، احتیاط وسلامت روی کا طریقہ اس مسئلہ میں یہ ہے کہ زبان بند رکھی جائے۔

(حاشیہ قرآن، سورۃ توبہ ص ۲۶۶،۲۶۵)

☆......یہی بات سرفراز گکھڑوی کے بھائی عبدالحمید سواتی نے "البیان لازھر ترجمہ الاکبر" کے ص ۵۲ پر لکھی ہے۔

اور ساتھ یہ بھی لکھا:

حضرت مولانا گنگوہی نے بھی یہی فرمایا ہے۔عبدالحمید سواتی کا اپنا میلان طبع بھی اسی طرف ہے۔اور سرفراز گکھڑوی صاحب کا اس کتاب پر مقدمہ بھی اسی کی تائید کرتا ہے۔

اعمال امت سے آگاہی

وہابیوں کی عبارات

نواب صدیق حسن:

اعمال امت کے آپ پر عرض کیے جاتے ہیں آپ امت کے لیے استغفار کرتے ہیں۔(الشمامۃ العنبریہ ص۵۲۰)

قاضی شوکانی نے لکھا ہے:

بلاشبہ آپ ﷺ اپنی امت کے نیک اعمال سے خوش ہوتے ہیں۔

(نیل الاوطار ج۳ص ۲۴۸)

صفدر عثمانی نے مانا ہے:

کہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں عرضت علی اعمال امتی حسنها و سیئها (الحدیث) مجھ پر میری امت کے اچھے اور برے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔

(تحقیقی جائزہ ص ۱۹ جز ۱)

عبداللہ روپڑی نے لکھا ہے:

یہاں تک کہ ایک حدیث میں آیا ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں مجھ پر میری

امت کے اعمال کا ثواب پیش کیا گیا اس میں ایک تنکے کا ثواب بھی تھا جس کو کوئی شخص مسجد سے نکالے۔ (فتاوی اہلحدیث ج ا ص ۳۶۰)

یہاں وہابیوں کے محدث نے ,,ثواب،، کا لفظ اپنی طرف سے گھڑا ہے حدیث میں ہرگز ثواب کا لفظ نہیں ہے۔ بلکہ تنکا دور کرنے کا ذکر ہے۔

شمس الحق عظیم آبادی:

نے بھی رسول اللہ ﷺ کا اپنی امت کے نیک اعمال پر خوش ہونا لکھا ہے

(عون المعبود ج ا ص ۴۰۵)

دیوبندیوں کی تصریحات

شبیر احمد عثمانی:

رسول اللہ ﷺ جو اپنے امتیوں کے حالات سے پورے واقف ہیں ان کی صداقت و عدالت پر گواہ ہوں گے۔ (تفسیر عثمانی ص ۲۷)

مفتی محمد شفیع دیوبندی:

رسول اللہ ﷺ اپنی امت کے سب افراد کے اچھے اور برے اعمال کی شہادت دیں گے (تفسیر معارف القرآن ج ۷ ص ۱۷۶)

اشرفعلی تھانوی نے لکھا:

بلا مشاہدہ کے شرعاً شہادت جائز نہیں ۔ (افاضات یومیہ ج ۲ ص ۲۸۱) یعنی آپ امت کے اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں اس لیئے قیامت کے دن ان کی گواہی دیں گے۔

خلیل احمد انبیٹھوی:

یہ عقیدہ سب کا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور عالم غیب میں اور جنت میں جہاں چاہیں باذنہ چلتے پھرتے ہیں اور اس عالم میں بھی حکم ہو تو آسکتے ہیں اور صلوۃ وسلام ملائکہ پہنچاتے ہیں اور اعمال امت آپ پر پیش ہوتے ہیں اور جس وقت حق تعالی چاہے دنیا کے احوال کشف ہو جاتے ہیں۔ اس میں کوئی مخالف نہیں۔

(براھین قاطعہ ص ۲۰۳،۲۰۴)

قاسم نانوتوی:

یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں۔ (تحذیر الناس ص ۱۰)

جشن میلاد النبی ﷺ

دیوبندیوں کا اقرار

حاجی امداد اللہ:

محفل مولود شریف میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۱۳)

نوٹ: امداد المشتاق ص ۸۸، شمائم امدادیہ ص ۶۸، پر بھی ذکر وقیام کو درست کہا ہے۔

رشید احمد:

جب ابولہب جیسے کافر کے لیے میلاد النبی ﷺ کی خوشی کی وجہ سے عذاب میں

تخفیف ہوگئی جو کوئی امتی آپ کی ولادت کی خوشی کرے اور حسب وسعت آپ کی محبت میں خرچ کرے تو کیونکر اعلیٰ مراتب حاصل نہ کرے گا۔ (احسن الفتاوی ج ا ص ۳۴۷)

رشید گنگوہی نے خلیل انبیٹھوی کو کتاب ,,تواریخ حبیب الہ،، دے کر ,,محفل میلاد،، میں وعظ کے لیے بھیجا (تذکرۃ الرشید ج ا ص ۲۸۴)

قاسم نانوتوی:

سے پوچھا گیا آپ میلاد نہیں کرتے مولانا عبد السمیع کرتے ہیں کہا ان کو حضور [سے محبت زیادہ ہے دعا کرو ہمیں بھی زیادہ ہو جائے۔

(سوانح قاسمی ج ا ص ۴۷۱ سفر نامہ لاہور و لکھنؤ ص ۲۲۸، مجالس حکیم الامت ص ۱۲۴)

دیوبندیوں، وہابیوں کے امام، ابن تیمیہ نے کہا کہ محبت و تعظیم کے لیے میلاد منانا کار ثواب ہے۔ (ملخصاً اقتضاء الصرط المستقیم ج ۲ ص ۶۱۹)

وہابیوں کا اعتراف

ثناء اللہ امرتسری:

بارھویں (میلاد شریف کرنا) ایصال ثواب کی نیت سے درست ہے اختلاف اٹھ جاتا ہے۔ (فتاوی ثنائیہ ج ۲ ص ۷۱)

عبد اللہ لاہوری:

میلاد شریف کرتے وقت قیام کرنا مستحسن سمجھتے ہیں۔

(اہلحدیث کا مذہب ص ۳۵ معہ حاشیہ)

وحیدالزمان:

فاتحہ ومیلاد کا انکار جائز نہیں (ھدیۃ المھدی ص ۱۱۸)

مزید اس نے محفل میلاد کو اچھی چیز قرار دیا ہے (تیسیر الباری ج ۲ ص ۱۷۷)

مزید لکھا: کرسمس کے دن جو حضرت عیسیٰ کا یوم ولادت ہے خوشی کرنا، ہمارے نبی ﷺ کی ولادت والے دن کی خوشی کرنے کی طرح ہے اور ہم تو حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور تمام نبیوں کی ولادتوں کے دن خوشی کرنے کے زیادہ حقدار ہیں۔ (ھدیۃ المھدی ص ۴۶)

مزید لکھا ہے: معتبر قول یہی ہے کہ محفل میلاد جائز ہے، کیونکہ یہ ثواب کی نیت سے ہی ہوتی ہے۔ پھر اس میں بدعت کا کیا دخل ہے۔ (ھدیۃ المھدی ص ۴۶)

نواب صدیق نے کہا:

جسے آپ کے میلاد کا حال سن کر اور آپ کے میلاد کی خوشی نہ ہو وہ مسلمان نہیں

(الشمامۃ العنبریہ ص ۱۲)

تفصیل کے لیے ہماری کتاب ,,آؤ میلاد منائیں،، دیکھیے !۔

ختم کا جواز

دیوبندی عبارتیں

رشید گنگوہی:

قرون ثلاثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی مگر اس کا ختم درست ہے۔

(فتاوی رشیدیہ ص ۱۴۷)

مزید لکھا: مروجہ فاتحہ یعنی کھانا سامنے رکھ کر اس پر پڑھنا اور دعا کرنا (درست ہے) کوئی حرج نہیں۔ (فتاوی رشیدیہ ص ۱۵۲)

مزید لکھا: نے ختم بخاری بھی لکھا ہے۔ (فتاوی رشیدیہ ص ۱۰۲) دیگر دیوبندی بھی اس کے قائل ہیں۔

مزید لکھا: گیارہویں ایصال ثواب کی نیت سے گیارہویں کو توشہ کرنا درست ہے۔

(فتاوی رشیدیہ ص ۱۶۴)

تقی عثمانی:

"ختم بخاری شریف" کے نام سے پورا کتابچہ شائع کیا ہے۔

اشرفعلی تھانوی:

گیارہویں میں گیارہ تاریخ کی پابندی نہ کرو کبھی نویں کو کرلو کبھی بارہویں کو کرلو۔ (مواعظ میلاد النبی ۳۷۶)

اسماعیل دہلوی:

پس امور مروجہ یعنی اموات کے فاتحوں، عرسوں اور نذر و نیاز سے اس قدر امر کی خوبی میں کچھ شک وشبہ نہیں۔ (صراط مستقیم ص ۶۴)

حاجی امداداللہ:

جب مثنوی شریف ختم ہوگئی بعد ختم حکم شربت بنانے کا دیا اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جائے۔ (شمائم امدادیہ ص ۶۸)

فیصلہ ہفت مسئلہ میں بھی اس مسئلہ کو تفصیل سے لکھا ہے۔

وہابیوں کی صراحتیں

عبدالستار دہلوی:

دعامنگن میں کارن مومن کراں سوال نمانا

فاتحہ، کلمہ، ترے کل پڑھ کر ختم درود پہنچانا

(قصص المحسنین ص ۴۹۴)

وحیدالزمان حیدرآبادی:

فاتحہ مروجہ کا انکار نہیں (ھدیۃ المھدی ص ۱۱۸)

نواب صدیق حسن بھوپالوی:

ختم برائے میت، ختم خواجگان، ختم قادریہ، ختم بخاری وغیرہ پڑھنے کی تفصیلات لکھی ہیں ملاحظہ ہو! (کتاب التعویذات ص ۱۱۸، ۱۱۲، ۱۱۱)

عبداللہ روپڑی:

مرنے والے کو قرآن کا ثواب پہنچتا ہے۔ (فتاوی اہلحدیث ج ا ص ۱۳۵)

مزید ختم قرآن کو جائز کہا ہے۔ (ایضاً ج ا ص ۶۷۶)

ابوالبرکات احمد:

قرآن خوانی کے لیے طلباء اور مولویوں کو گھر بلانا، الگ الگ سپارے پڑھنا، ان کیلیے کھانا پکانا اور دعا کروانا، آیۃ کریمہ پڑھوانا وغیرہ وغیرہ گھر والوں کا ان کو معاوضہ

دینا یہ خدمت ہے بدعت نہیں (فتاوی برکاتیہ ص ۱۹۲)

نذیر حسین دہلوی:

متاخرین علمائے اہلحدیث میں سے علامہ محمد بن اسماعیل امیر رحمۃ اللہ علیہ نے سبل السلام میں مسلک حنفیہ کو راجح دلیلاً بنایا ہے یعنی یہ کہا ہے کہ قرات قرآن اور تمام بدنی عبادات کا ثواب از روئے دلیل میت کو پہنچنا زیادہ قوی ہے اور علامہ شوکانی نے بھی نیل الاوطار میں اسی کو حق کہا ہے۔ (فتاوی نذیریہ ص ۴۴۱)

ثناء اللہ امرتسری:

گیارہویں، بارہویں ایصال ثواب کی نیت سے درست ہیں۔

(فتاوی ثنائیہ ج ۲ ص ۱۷)

صادق سیالکوٹی:

نے بھی ایصال ثواب کے طور پر گیارہویں کو درست قرار دیا ہے۔

(ارشادات شیخ عبدالقادر جیلانی ص ۳۷)

علماء و خواتین وہابیہ خواجہ قاسم نے لکھا ہے:

اب بعض اہلحدیث علماء بھی میت والے گھر تیسرے دن اجتماعی دعا کروانے کے لیے تشریف لے جاتے ہیں...... کچھ مولوی قسم کی (وھابی) عورتیں بھی وعظ شریف ارشاد فرماتی ہیں۔ (دم اور تعویذ ص ۳۸)

وہابیوں کے نواب صدیق حسن خاں، عبدالرحمن مبارکپوری اور وحیدالزمان حیدرآبادی نے بھی ختم بخاری لکھا ہے ملاحظہ ہو! الحطہ ص ۱۷۹، تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۸۳، تیسیر الباری ج ۱ ص ۴۴

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کاوظیفہ

دیوبندیوں کااعتراف

تقی عثمانی:

از راہ محبت یہ درود پڑھنا جائز ہے۔(بدعت ایک سنگین گناہ ص ۳۹)

حاجی امداداللہ:

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ تین بار عروج ونزول کے طریقے پر پڑھے

(کلیات امدادیہ ص ۱۵)

ایسے ہی کلیات امدادیہ ص ۸۴، ۶۱، حیات امداد ص ۱۶۶، فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۱۰، امداد المشتاق ص ۵۹، شمائم امدادیہ ص ۵۲ پر اس درود کو پڑھنا جائز کہا ہے۔

رشید گنگوہی:

اس نیت سے پڑھنے کو درست کہا کہ فرشتے پہنچاتے ہیں۔

(فتاوی رشیدیہ ص ۱۷۶)

قاسم نانوتوی:

نے بھی لکھا ہے کہ الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ بہت مختصر ہے...... یہ پیام فرشتے ہیں۔(فیوض قاسمیہ ج ۱ ص ۴۱)

تھانوی:

جی چاہتا ہے کہ آج درود زیادہ پڑھوں اور وہ بھی ان الفاظ سے الصلـــوۃ

والسلام علیک یارسول اللہ (شکر النعمۃ ص ۱۸،۴۴)

حسین مدنی:

ہمارے مقدس بزرگان دین ...... جملہ صور درود شریف اگرچہ بصیغہ ندا و خطاب کیوں نہ ہو، مستحب و مستحسن جانتے ہیں اور اپنے متعلقین کو اس کا امر کرتے ہیں

(الشہاب الثاقب ص ۶۵)

سرفراز گکھڑوی:

نے بھی یہی لکھا ہے (درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ ص ۷۵)

ظفر احمد دیوبندی:

یوں جی چاہتا ہے کہ آج درود شریف زیادہ پڑھوں اور وہ بھی ان الفاظ سے الصلوۃ والسلم علیک یارسول اللہ۔

(عشق رسول اللہ اکابر علماء دیوبند ص ۴۴، ناقلاً عن تھانوی)

وہابیوں کا اقرار

ثناءاللہ امرتسری:

نے اسے درود مانا ہے (اہلحدیث کا مذہب ص ۳۴)

نواب صدیق حسن:

نے کہا کہ بعثت کی رات پتھروں اور درختوں نے الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھا (الشمامۃ العنبریہ ص ۱۷)

ابوالبرکات احمد:

نے اسے درود بھی مانا اور پڑھنے کی اجازت بھی دی۔

(فتاوی برکاتیہ ص ۱۷۷، فتاوی علمائے اہلحدیث ج ۹ ص ۱۵)

حافظ محمد گوندلوی نے اس فتوے کی تصدیق کی ہے۔

صلاح الدین یوسف:

نے لکھا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھتے تھے کوئی پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے۔

(ماہنامہ حرمین جہلم جنوری ۱۹۹۲ء)

عبدالسمیع بستری:

یوں کہو...... الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ من عبدالسلام بن عباد علی بستری بعد معلومات اللہ تعالیٰ آپ (ﷺ) سلام کو سن کر جواب دیتے ہیں۔ (اسلامی تعلیم، ج ۱ ص ۸۲۶)

پروفیسر مطیع اللہ سیالکوٹی:

آپ ﷺ کی قبر اطہر کے قریب کھڑے ہو کر یوں کہیے

السلام علیک یارسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

(مشکوۃ الحج والعمدہ ص ۶۴، ۶۳)

یونس مرجالدی:

نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔ (مسائل حج ص ۱۸۴، ۱۸۳)

اس مسئلہ کو مفصل طور پر دیکھنے کے لیئے ملاحظہ فرمائیں!,,الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ کہنے کا ثبوت،،(از مولانا کاشف اقبال مدنی)

دیوبندیوں، وہابیوں کے بزرگ اسماعیل دھلوی:

اموات کے فاتحوں، عرسوں اور نذر و نیاز سے اس قدر امر کی خوبی میں کچھ بھی شک وشبہ نہیں۔ (صراط مستقیم ص ۶۳)

حاجی امداداللہ:

جب منکر نکیر قبر میں آتے ہیں مقبولان الٰہی سے کہتے ہیں: نم کنومۃ العروس عرس کہ رائج ہے اسی سے ماخوذ ہے اگر کوئی اس دن کو خیال رکھے اور اس دن میں عرس کرے تو کونسا گناہ لازم ہوا (شمائم امدادیہ ص ۶۸، امدادالمشتاق ص ۸۸)

نوٹ: فیصلہ ہفت میں بھی تفصیلاً لکھا ہے۔

اشرفعلی تھانوی:

تھانہ بھون میں ایک شاہ ولایت صاحب کا مزار ہے......ان کے مزار پر عرس بھی ہوتا ہے عرس کے موقع پر والد صاحب مرحوم بڑے اہتمام سے التزاماً کھانا پکوا کر وہاں بھجوایا کرتے تھے (اشرف السوانح ج ۴ ص ۴۴)

مزید کہا: پردادا صاحب......بہت عرصہ تک ان کا عرس بھی ہوتا رہا (ایضاً ج ا ص ۱۵)

ننگے سر نماز

نذیر حسین دہلوی:

نماز میں سر ڈھانپنا ایک مسنون عمل ہے...... برہنہ نماز پڑھے تو مکروہ ہے۔

(فتاوی نذیریہ ج ۳ ص ۳۷۲)

ثناء اللہ امرتسری:

سر ڈھانپنا اچھا عمل ہے (نماز میں) آنحضرت ﷺ نماز میں اکثر عمامہ یا ٹوپی رکھتے تھے۔ (فتاوی ثنائیہ ج ۱ ص ۵۲۳)

شرف الدین دہلوی:

یہ بعض کا جو شیوہ ہے کہ گھر سے ٹوپی سر پر رکھ کر آتے ہیں اور ٹوپی یا پگڑی قصداً سر سے اتار کر ننگے سر نماز پڑھنے کو اپنا شعار بنا رکھا ہے اور اس کو سنت کہتے ہیں یہ بالکل غلط بات ہے...... خلاف سنت بے وقوفی ہی تو ہوتی ہے۔

(شرفیہ بر فتاوی ثنائیہ ج ۱ ص ۵۲۳)

ابو البرکات:

ننگے سر پھرنا...... آج کل بے دین لوگوں نے اپنا خاص حلیہ اور خاص لباس بنایا ہوا ہے۔ (فتاوی برکاتیہ ص ۳۰۴)

داؤد غزنوی:

ننگے سر نماز پڑھنا مولانا کو نا گوار گزرتا...... کہا ننگے سر نماز نہ پڑھا کریں

(داؤد غزنوی ص ۱۳۴)

اسماعیل سلفی:

ننگے سر نماز ویسے ہی مکروہ معلوم ہوتی ہے۔ (فتاوی علمائے حدیث ج ۴ ص ۲۸۹)

تفصیل کے لیے ،، ننگے سر نماز پڑھنے کی شرعی حیثیت ،، دیکھیے ! از مولانا کاشف اقبال مدنی

ترک رفع یدین

اسماعیل دہلوی:

اگر کوئی ساری عمر رفع یدین نہ کرے تو اسے برا نہیں کہنا چاہیے۔

(تنویر العینین ص ۵)

نواب صدیق:

ترک رفع یدین بھی سنت ہے۔ (الروضۃ الندیہ ص ۹۴)

بلاشبہ آخری عمل رفع یدین چھوڑ دینا ہے۔ (ایضاً ص ۹۵)

نذیر حسین دہلوی:

علمائے حقانی پر پوشیدہ نہیں...... رفع یدین کرنا اور نہ کرنا دونوں ثابت ہیں۔

(فتاوی نذیریہ ج ۱ ص ۴۴۱)

ابن حزم:

اگر ہم رفع یدین کے بغیر نماز پڑھیں تو (یہ بھی) رسول اللہ ﷺ کی نماز کی طرح ہی ہے۔ (المحلی بالآثار ج ۳ ص ۲۳۵)

عطاءاللہ حنیف:

صحابہ اور تابعین کے فعل میں اختلاف ہے...... یہ درست ہے کہ دونوں (کرنا اور نہ کرنا) ہی سنت ہیں۔ (تعلیقات سلفیہ ج ا ص ۱۰۲)

ثناءاللہ امرتسری:

ہمارا مذہب ہے کہ نماز میں رفع یدین نہ کرنے سے نماز کی صحت میں کوئی خلل نہیں آتا۔ (فتاوی ثنائیہ ج ا ص ۵۷۹)

فاتحہ خلف الامام

وہابیوں کے امام العصر حافظ محمد گوندلوی نے لکھا ہے:

ہمارا مسلک تو یہ ہے کہ فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ فروعی اختلافی ہونے کی بناء پر اجتہادی ہے پس جو شخص حتی الامکان کوشش کرے اور یہ سمجھے کہ فاتحہ فرض نہیں خواہ نماز جہری ہو یا سرّی اپنی تحقیق پر عمل کرے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی (خیر الکلام ص ۳۳)

یہی بات ارشاد الحق اثری نے بھی لکھی ہے۔ (توضیح الکلام ص ۴۵)

زبیر علیزئی نے بھی اسے فروعی مسئلہ تسلیم کیا۔

(ماہنامہ الحدیث شمارہ نمبر ۲۳ ص ۳۶، ۴۲، ۴۷۔ مقالات ص ۵۹۱)

تین طلاقیں

شرف الدین دہلوی:

تین طلاقوں کو ایک قرار دینا یہ مسلک صحابہ، تابعین، تبع تابعین وغیرہ ائمہ

محدثین، متقدمین کا نہیں ہے یہ مسلک سات سو سال بعد کے محدثین کا ہے جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے فتوی کے پابند اور ان کے معتقد ہیں یہ فتوی شیخ الاسلام نے ساتویں ہجری کے اخیر یا آٹھویں میں دیا تھا تو اس وقت کے علمائے اسلام نے ان کی سخت مخالفت کی تھی ...... جب شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے تین طلاق ایک مجلس میں ایک ہونے کا فتوی دیا تو بہت شور ہوا شیخ الاسلام اور ان کے شاگرد ابن قیم پر مصائب برپا ہوئے ان کو اونٹ پر سوار کر کے درے مار مار کر شہر میں پھرا کر توہین کی گئی، قید کیے گئے اس لیے کہ اس وقت یہ مسئلہ علامت روافض کی تھی...... امام شمس الدین ذہبی باوجود شیخ الاسلام کے شاگرد اور معتقد ہونے کے اس مسئلہ میں سخت مخالف ہیں۔

(شرفیہ بر فتاوی ثنائیہ ج ا ص ۲۱۶، ۲۲۰)

ابن حزم:

مرد کا عورت کو ایسے طہر میں طلاق دینا جس میں اس نے اس سے قربت نہ کی ہے، وہ طلاق لازم ہے چاہے ایک طلاق دے دو اکٹھی دے یا تینوں اکٹھی دے دے (تینوں واقع ہو جائیں گی)۔(المحلی بالآثار ج ۹ ص ۳۹۶)

عبداللہ روپڑی:

نے تسلیم کیا ہے کہ اس مسئلہ میں وہابی لوگ امام بخاری کے بھی مخالف ہیں (امام بخاری کے نزدیک تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں)۔(فتاوی اہلحدیث ج ا ص ۷)

سعودی وہابی بھی ایک مجلس کی تین طلاقوں کو تین ہی مانتے ہیں۔(تحفہ وہابیہ ص ۴۳)

حلالہ

عبداللہ روپڑی:

(حلالہ کیا ہے) جس عورت کو تین طلاقیں ملی ہوں......وہ خاوند پر حرام ہو جاتی ہے اگر دوسرا نکاح کر کے خاوند سے ہمبستر ہو جائے اور یہ خاوند ناموافقت کی وجہ سے اپنی مرضی سے طلاق دے دے تو پہلے خاوند کے لیے نکاح حلال ہے، قرآن مجید میں ہے الخ......(فتاوی اہلحدیث ج۱ص ۳۶۲)

گویا یہ بات (حلالہ) خودساختہ نہیں بلکہ قرآن کا مسئلہ ہے۔

ثناءاللہ امرتسری:

جب کوئی عورت پہلے خاوند سے علیحدہ ہو کر اس درجہ پر پہنچ جائے پھر وہ خاوند اگر طلاق دے تو عورت عدت گزار کر پہلے خاوند سے نکاح کر سکتی ہے یہی حلالہ ہے۔

(فتاوی ثنائیہ ج۱ص ۲۸۳)

ابن حزم:

نے (بعد از جماع) شرط لگا کر بھی دوسرے شوہر سے نکاح کر کے طلاق کے بعد پہلے خاوند سے دوبارہ نکاح کو صحیح کہا ہے۔ (المحلّٰی بآثار ج۹ص ۴۲۲)

رانا شفیق پسروری: نے ,,حلالہ کی شرعی حیثیت،،ص ۱۰۷،۱۰۸ پر۔

صفدر عثمانی نے ہفت روزہ اہلحدیث فروری ۲۰۰۲ء میں۔

محمد جوناگڑھی نے طریق محمدی ۲۰۸ پر اس مسئلہ کو مانا ہے۔ مزید حوالہ جات بھی ہیں۔

بیس تراویح

ثناءاللہ امرتسری:

بیس رکعتیں درصورت ثبوت کے مستحب ہیں کیونکہ صحابہ نے پڑھی ہیں۔

(اہلحدیث کا مذہب ص ۹۸)

غلام رسول قلعوی:

حضرات صحابہ کرام اور تابعین اور ائمہ اربعہ اور مسلمانوں کی بڑی جماعت کا عمل ہے جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور سے لیکر اس وقت تک مشرق و مغرب میں جاری ہے وہ (تین وتر سمیت) تئیس رکعت ہی پڑھتے رہے ہیں۔

(رسالہ تراویح مترجم ص ۲۸، ۵۸)

نواب صدیق:

حضرت فاروق اعظم کے زمانہ میں جو طریقہ قرار پایا وہ اجماع کی طرح ہے۔

(عون الباری ج ۴ ص ۳۰۷)

عبدالمنان نورپوری:

بیس رکعت حضرت ابی بن کعب سے ثابت اور صحیح ہیں۔ (تعداد تراویح ص ۵۳)

ابن تیمیہ:

علماء کی اکثریت کی رائے میں بیس رکعت ہی سنت ہیں، کیونکہ حضرت ابی بن کعب کے پیچھے مہاجرین وانصار بھی کھڑے ہوتے تھے، اس کا کسی منکر نے بھی انکار

نہیں کیا۔ (فتاوی ابن تیمیہ ج ۱ ص ۱۸۶)

زمانہ فاروقی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بیس رکعت پڑھنے کی بات عبد الرحمان مبارکپوری نے تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۷۳،۷۲ غلام رسول قلعوی نے رسالہ تراویح ص ۲۸ نواب صدیق نے مسک الختام ج ۲ ص ۴۴۶، عون الباری ج ۴ ص ۳۰۷، ثناء اللہ امرتسری نے اہلحدیث کا مذہب ص ۹۸ پر نقل کی ہے۔

تفصیل کے لیے ہماری کتاب ,,دروس القرآن فی شہر رمضان،، دیکھیے!

قبر پر تختی

دیو بندیوں کا طریقہ

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی:

نے اپنے پیر نور محمد جھنجھانوی کے مزار پر کتبہ نصب کیا جس پر یہ اشعار ہیں

شہر جھنجھانہ ہے اک جائے ھدیٰ
مسکن وماوی ہے جس جا آپ کا
مولیٰ پاک آپ کا ہے اور مزار
اس جگہ تو جان لے اے ہوشیار
اس جگہ مرقد پاک جناب
جس کو ہو شوق دیدار خدا
انکی قبر کی زیارت کو وہ جا دیکھے
یہی اس کے مجھ کو یقین

اس کو ہو دیدار رب العالمین

(تاریخ مشائخ چشت ص)

دیوبندیوں کے ہفت روزہ ضرب مومن شمارہ ۱۶۰ اور شمارہ ۲۰۰۱ پر مفتی محمود، انور شاہ اور اسماعیل دہلوی کی قبروں کے عکس دیے ہیں، ان کی قبروں پر کتبے نمایاں ہیں

روزنامہ جنگ ۱۲ دسمبر ۱۹۸۰ء میں کتبے سمیت شبیر عثمانی کی قبر کا عکس چھپا ہے

غیر مقلدوں کا نظریہ

ثناء اللہ امرتسری:

پتھر پر نام میت لکھوا کر سرہانے کی طرف کھڑا کر دیا جائے تو میرے خیال میں منع نہیں۔ (فتاوی ثنائیہ ج ۲ ص ۳۰)

وہابیوں کی عوام و خواص کی قبروں پر تختیاں لگی ہوئی ہیں۔ مثلاً ابراھیم میر سیالکوٹی کی قبر، اسماعیل دہلوی کی قبر،

قبلہ کی طرف پاؤں کرنا

محب اللہ راشدی وہابی نے ایک مضمون لکھا جس میں فیصلہ کیا کہ جب بیت اللہ یا قبلہ کی تعظیم شرعاً مطلوب ہے تو راقم الحروف کے خیال میں قبلہ کی طرف پاؤں دراز کرنا...... اس سے اجتناب کرنا اولی و افضل ہے (ماہنامہ الاعتصام لاہور ص ۱۸۔ ۱۱ المحرم ۱۴۱۴ھ)

اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے عذر، بے خبری کے علاوہ حالت میں قبلہ کی جانب جان بوجھ کر پاؤں کرنا مکروہ لکھا ہے (امداد الفتاوی ج ۱ ص ۸۶)

پکی قبر اور عمارت میں قبر بنانا

اشرفعلی تھانوی نے لکھا ہے:

حدیث میں صرف بناء علی القبر کی ممانعت ہے قبر فی البناء کی تو ممانعت نہیں ......لہذا اس حدیث کا حضور ﷺ کے گنبد شریف سے کوئی تعلق نہیں۔ (آپ کی قبر انور کا گنبد صحیح ہے)۔ (افاضات یومیہ ج ۷ ص ۱۹۱)

عزیز الرحمان نے لکھا ہے:

بعض آثار سے ثبوت قبہ کا معلوم ہوتا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ السلام کی قبر پر پہنچے اور وہاں دو رکعت نفل پڑھی اور انہدام قبر کا حکم نہیں فرمایا۔ لہذا یہ فعل انہدام قبات کا جس نے کیا، اچھا نہ کیا اور قبر پر کوئی علامت رکھنا خود آنحضرت ﷺ کے فعل سے ثابت ہے......اثر حضرت عمر سے معلوم ہوا کہ ان کے زمانہ میں بھی وجود قبہ کا تھا۔ (فتاوی دار العلوم دیوبند ج ۵ ص ۳۸۹)

دیوبندیوں کے ہفت روزہ ضرب مومن: ۱۰ تا ۱۶ نومبر ۲۰۰۰ء کو مولانا روم کی پکی قبر اور عمارت میں قبر کی تصویر شائع کی۔

اسی طرح شمارہ نمبر ۱۶ میں مفتی محمود اور انور شاہ کی پکی قبروں کے عکس چھاپے ہیں۔

۱۲ دسمبر ۱۹۸۰ء کے روزنامہ جنگ میں شبیر عثمانی کی پکی قبر کی تصویر دکھائی گئی ہے۔

وہابیوں کے ابراہیم سیالکوٹی کی قبر آج بھی ان کی عیدگاہ شہابہ روڈ سیالکوٹ میں ایک عمارت میں موجود ہے۔

نذر و نیاز

وہابیوں کا موقف

وحید الزمان:

ہمارے زمانہ کے لوگوں میں یہ رواج ہے کہ طعام پکاتے ہیں یا حلوہ مٹھائی بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اولیاء میں سے فلاں ولی اللہ کے لیے اور انبیاء کرام کے لیے ہے پس اس کا معنی نیاز، فاتحہ اور ہدیہ ہے...... جو کہتے ہیں یہ ,,نذر نبی،، ہے اور یہ ,,نذر ولی،، ہے تو یہ نذر شرعی ہر گز مراد نہیں ہوتی اور حکم نہی میں داخل نہیں، اس میں نذر شرعی کا معنی نہیں، یہاں اکابر نے تو ہمیشہ ,,عرف نذر،، کی بات کی ہے۔

(ہدیۃ المھدی ج ا ص ۳۸)

ثناء اللہ امرتسری:

بزرگوں سے دعا کرانا سنت ہے اور ان کی ,,نذر،، کو کوئی پسندیدہ چیز لے جانا بھی جائز ہے آنحضرت ﷺ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنھم ایسا کرتے تھے اور آنحضرت ﷺ منع نہ فرماتے تھے (فتاوی ثنائیہ ج ا ص ۳۶۵)

دیوبندیوں کا طرز عمل

اشرفعلی تھانوی:

بعض یاران طریقت حضرت ایشاں نے ایک مکان خریدا اور بطور خود اس کی تعمیر کی اور حضرت ایشاں (حاجی امداد اللہ) کے نذر کیا۔

(امداد المشتاق ص ۳۳، شمائم امدادیہ ص ۲۵)

جب مثنوی شریف ختم ہوگئی، بعد ختم حکم شربت بنانے کا دیا، اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جاوے، گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت بٹنا شروع ہوا آپ نے فرمایا نیاز کے دو معنی ہیں ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسرے کے واسطے نہیں ہے بلکہ ناجائز ہے، شرک ہے۔ اور دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا۔ یہ جائز ہے۔ لوگ انکار کرتے ہیں، اس میں کیا خرابی ہے۔ (امداد المشتاق ص ۷۸ شمائم امدادیہ ص ۹۸)

جمعرات کے دن کتاب احیاء تبرکاً ہوتی تھی، جب ختم ہوئی تو تبرّک کا دودھ لایا گیا۔ اور بعد دعا کے کچھ حالات مصنف کے بیان کیے گئے، طریق نذر و نیاز قدیم زمانہ سے جاری ہے لوگ انکار کرتے ہیں۔ (ایضاً ص ۹۲)

ماسٹر امین اوکاڑوی:

اپنے پیر احمد لاہوری کے پاس ,,پھل،، کا ہدیہ لے کر گئے۔

(تجلیات صفدر ج ۱ ص ۱۳، ۱۲)

دم اور تعویز

وہابیوں کے حوالے

دیوبندیوں، وہابیوں کے امام ابن قیم نے مختلف تعویزات نقل کیے ہیں ملاحظہ ہو! زاد المعاد ص ۲۹۴، ۲۹۲، وغیرہ۔

نواب صدیق حسن خان نے ,,کتاب التعویزات،، کے نام سے پوری کتاب لکھی ہے۔

ایسے ہی وہ دم کرنے اور تعویز لٹکانے کو بھی جائز قرار دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو! تحفۃ الاحوذی ج ۴ ص ۴۷۵۔

ثناء اللہ امرتسری:

راجح یہ ہے کہ آیات یا کلمات صحیحہ دعائیہ جو ثابت ہوں ان کا تعویز بنانا جائز ہے۔ (فتاوی ثنائیہ ج ا ص ۳۳۹)

شرف الدین دہلوی:

عبداللہ بن عمرو بن عاص صحابی عوذ بکلمات اللہ التامات من غضبہ و عقابہ وشر عبادہ ...... الخ ساری دعائے ماثورہ لکھ کر اپنے بچوں کے گلے میں لٹکا دیا کرتے تھے...... کتاب پاس نہیں ورنہ محدث ابن قیم کی کتاب زاد المعاد سے بھی کچھ نقل کرتا اس (تعویز کے حق) میں بھی بہت کچھ لکھا ہے۔

(شرفیہ بر فتاوی ثنائیہ ج ا ص ۳۳۹)

عبداللہ روپڑی:

اگر چہ کلمات کا پڑھنا افضل ہے لیکن تعویز کے طور پر چھوٹوں اور بڑوں کو دینا بھی صحیح ہے، فتاوی اہلحدیث ج ا ص ۱۸۸ تا ۱۹۶ پر تفصیل سے کلام کیا ہے اور آخر میں لکھا،، بہر صورت جواز میں کوئی شبہ نہیں،، (ایضاً ص ۱۹۶)

ابو البرکات احمد:

ان سے سوال ہوا کہ لوگ کہتے ہیں کہ تعویز کرنے والوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، اس کے بارے میں قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟ جواب لکھتے

ہیں۔اس طرح کہنے والے لوگ بیوقوف ہیں جن کو نہ قرآن کا علم ہے نہ حدیث کا،قرآن کی آیت،،اللہ

لاالٰہ الاّھو الحی القیّوم ،،ایک پڑھتا ہے بیمار کے اوپر پھونکتا ہے یا ان پڑھ مریض پر لکھ کر باندھتا ہے یہ شرک کیسا؟ یہ تو عین توحید ہے اس میں قطعاً شرک نہیں ہے......اسکو نہ اللہ نے حرام کیا ہے اور نہ آنحضرت نے ،ہمارا چیلنج ہے کوئی ملاں یا مولوی ثابت کردے اور لفظ واضح ہو......ہمارا دعوی اور چیلنج ہے کہ قیامت تک کوئی بھی ثابت نہیں کرسکتا(فتاوی برکاتیہ ص ۲۷۰ تا ۲۷۲)

دیوبندیوں کے اقوال:

دیوبندیوں کے مرکزی ترجمان سرفراز گکھڑوی نے کہا ہے: جب سے راقم نے ہوش سنبھالا ہے اس وقت سے لے کر آج تک جھاڑ پھونک اور تعویز گنڈے کرتا ہے موافق بھی اس کو جانتے ہیں اور مخالف بھی اور کیا موافق وکیا مخالف سبھی مجھ سے تعویز لے جاتے ہیں اور باقاعدہ جھاڑ پھونک کے لیے آتے ہیں (باب جنت ص ۲۶۹)

عملی طور پر بھی ہر جگہ دیوبندی،وھابی یہ عمل سرانجام دے رہے ہیں۔تفصیل کے لیے ہماری کتاب،،دم اور تعویز،، ملاحظہ فرمائیں!۔

قربانی کے تین دن

وہابیوں کے شارح مشکوٰۃ عبیداللہ مبارکپوری نے لکھا ہے:

یہی بات (کہ قربانی تین دن ہے) حضرت علی،حضرت عمر،حضرت ابوہریرہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے جیسا کہ محلّی ابن حزم ج ۷ ص ۳۷۷ میں ہے

اور ابن قیم اور ابن قدامہ حضرت امام احمد سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ کے بے شمار صحابہ کرام کا یہی مسلک ہے اور محدث ابن اثرم نے حضرت ابن عباس سے بھی یہی مسلک نقل کیا ہے۔ (مرعاۃ ج ۳ ص ۳۲۴)

الیاس اثری:

نے حضرت ابو ہریرہ، حضرت انس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنھم کی تین دن قربانی والی روایت نقل کرنے کے بعد لکھا ہے: یہ تین اقوال...... سنداً صحیح و درست ہیں۔

(القول الانیق ص ۴۰)

فتاوی علمائے حدیث:

وہابیوں کا مستند فتاوی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر خلیفہ اوّل اور حضرت عمر خلیفہ ثانی رضی اللہ عنھما عمر بھر تین دن قربانی کے قائل رہے ہیں۔

(فتاوی علمائے حدیث ج ۱۳ ص ۳۴)

ابن حزم:

نے قربانی دس، گیارہ اور بارہ تاریخ تک والی روایت کو صحیح قرار دیا۔

اور چوتھے دن قربانی کرنے کے متعلق روایات کو مجروح و غلط قرار دیا ہے۔

(المحلّی ج ۶ ص ۴۰)

ایسے ہی شمس الحق عظیم آبادی نے التعلیق المغنی ج ۴ ص ۲۸۴، اسماعیل سلفی نے فتاوی علمائے حدیث ج ۱۳ ص ۱۶۹ اور محمد بشیر سہسوانی نے فتاوی علمائے حدیث ج ۱۳ ص ۷۸ پر چوتھے دن قربانی کرنے والی روایات کو شدید ضعیف اور ناقابل اعتبار بتایا ہے۔

وہابیوں کے شیخ الکل ابو البرکات احمد سے کسی نے سوال کیا کہ اگر ایک آدمی جان بوجھ کر چوتھے دن قربانی کرتا ہے اور دلیل یہ دیتا ہے کہ چوتھے دن قربانی سنت ہے اور میں سنت کو زندہ کر کے سو شہید کا ثواب لیتا ہوں تو کیا وہ ثواب کا حقدار ہے؟ تو جواب دیا،،اس آدمی کا عمل نبی کے عمل کے خلاف ہے...... نبی اکرم ﷺ نے تیسرے اور چوتھے دن کبھی بھی قربانی نہیں کی لہذا یہ آپ کی سنت نہیں ہے اور مردہ سنت زندہ کرنے والی بات غلط ہے اور جاہلوں والی بات ہے، جس کے پیچھے کوئی دلیل نہیں ہے۔

(فتاوی برکاتیہ ص ۲۸۰)

الیاس اثری اور محمد اعظم نے بھی مانا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دائمی سنت اور ہمیشہ کا عمل پہلے دن قربانی کرنا ہے (القول الانیق ص ۳، مسائل قربانی ص ۳۹)

زبیر علی زئی نے لکھا ہے:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور جمہور صحابہ کرام کا یہی قول ہے کہ قربانی کے تین دن (عید الاضحیٰ اور دو دن بعد) ہیں، ہماری تحقیق میں یہی راجح ہے اور امام مالک وغیرہ نے اسے ہی ترجیح دی ہے۔ (واللہ اعلم)۔ (ماہنامہ الحدیث ص ۱۱ شمارہ نمبر ۴۴)

یہ مضمون زبیر صاحب نے اپنے ایک وہابی کے جواب میں لکھا ہے۔

نماز میں پاؤں چوڑے کرنا

غیر مقلد وہابی حضرات نماز میں پاؤں خوب چوڑے کر کے کھڑا ہونا اور بار بار دوسرے کے پاؤں کے ساتھ پاؤں جوڑنا اپنی فخریہ نشانی بتاتے ہیں آیئے ان کے اپنے گھر سے فیصلہ کرا لیتے ہیں کہ اس عمل کی حقیقت کیا ہے؟۔

عبداللہ روپڑی نے لکھا ہے:

بار بار (پاؤں) ملانے کا اگر یہ مطلب ہے کہ قیام میں نہیں ملائے جاتے رکوع میں ملائے جاتے ہیں پھر سجدہ میں اپنی جگہ سے ہٹائے جاتے ہیں پھر اٹھ کر ملائے جاتے ہیں جیسے جاہلوں کی عادت ہے ایسا جدا کرنا اور ملانا تو ٹھیک نہیں کیونکہ نماز میں بلا وجہ پاؤں کو ادھر ادھر کرنا ناجائز ہے، بلکہ تمام نماز میں پاؤں کو ایک جگہ رکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے تا کہ نماز میں فضول حرکت نہ ہو۔ اگر کوئی شخص جہالت کی وجہ سے پاؤں کو ہٹاتا جائے اور دوسرا پاؤں پھیلاتا ہوا اس کے نزدیک کرتا چلا جائے یہ بھی ٹھیک نہیں کیونکہ نمازی کو حکم ہے کہ دوسرے نمازی کے کندھے سے اپنا کندھا اور پاؤں سے پاؤں ملائے۔ پس اس کو چاہیے کہ اپنا پاؤں اپنے کندھے کی سیدھ میں رکھے تا کہ دوسرے کے کندھے اور پاؤں سے مل سکے، اب جو شخص اپنا پاؤں اپنے کندھے کی حد سے اندر کر لیتا ہے وہ حد کو توڑتا ہے۔ پس دوسرا اس حد کو توڑ کر اس حکم کے خلاف کیوں کرتا ہے کہ خواہ مخواہ اپنا پاؤں اس کے نیچے کرتا جاتا ہے اور اپنی نماز میں بھی خلل ڈالتا ہے۔ ملانا صرف اس حد تک ہے جو شرح نے اس کے لیے مقرر کی ہے نہ کہ دوسرے کے نیچے داخل ہو جائے اور بعض جاہل پاؤں خوب چوڑے کرتے رہتے ہیں اور کندھوں کا خیال ہی نہیں کرتے کندھوں کے انداز سے پاؤں بالکل چوڑے نہ کرنے چاہیئں تا کہ پاؤں اور کندھے دونوں مل سکیں (فتاوی اہلحدیث ج۱ ص۵۳۹)

یہی مضمون فتاوی علمائے حدیث ج۴ ص۲۶۶، اور ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور ص۶، ۲۸ مئی ۱۹۹۹ء پر بھی موجود ہے۔

فاروق اصغر صارم:

نے پاؤں خوب چوڑے کرنے کے متعلق لکھا ہے،، یہ محض مبالغہ ہے ہم نے کبھی بھی ایسا نہیں کیا اور نہ بیان کیا۔ کوئی شخص بے خبری میں ایسا کرتا ہے تو درست نہیں کرتا (اہل تقلید کی طرف سے چند سوالات......ص ۱۴)

جرابوں پر مسح کرنا

وہابی حضرات کی جانب سے اس موضوع پر بھی بڑا شور و غوغا کیا جاتا ہے۔ جبکہ حقیقت کیا ہے؟ آیئے وہابیوں کے اپنے،، بزرگوں،، سے ہی پوچھ لیتے ہیں۔

محمد یونس دہلوی نے لکھا ہے:

معمولی اور پتلی جرابوں پر مسح کرنا نا جائز ہے۔ مسح جراب کی اکثر حدیثیں ضعیف ہیں امام ابوداؤد نے اپنی کتاب میں ضعیف کہا ہے۔ (دستور المتقی ص ۷۸)

نذیر حسین دہلوی نے لکھا ہے:

جرابوں پر مسح جائز نہیں ہے کیونکہ اس کی کوئی صحیح دلیل نہیں ہے مجوزین نے جن چیزوں سے استدلال کیا ہے اس میں خدشات ہیں۔

(فتاوی نذیریہ ج ۱ ص ۱۹۳، فتاوی علمائے حدیث ج ۱ ص ۹۲)

عبدالجبار غزنوی نے کہا ہے:

جرابوں پر مسح کرنا حدیث صحیح سے ثابت نہیں۔

(مجموعہ فتاوی عبدالجبار ص ۱۰۲، فتاوی علمائے حدیث ج ۱ ص ۹۹)

شرف الدین دہلوی:

جرابوں پر مسح کرنے کا مسئلہ معرکۃ الارآء ہے...... مگر یہ مسلک صحیح نہیں۔ اس لیے کہ دلیل صحیح نہیں ہے۔ (شرفیہ بر فتاوی ثنائیہ ج ا ص ۴۴۱)

ابوالبرکات احمد نے فتوی دیا ہے:

جرابوں پر مسح کرنے کے بارے میں علماء کے مابین اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ اور بعض ائمہ مجلدین ہونے کی شرط لگاتے ہیں یعنی جرابوں کے نیچے چمڑا لگا ہوا ہو، اور امام احمد، امام محمد اور بہت سے محققین علمائے اہلحدیث رضوان اللہ عنھم اجمعین موٹے ہونے کی شرط لگاتے ہیں جیسا کہ اس کی تفصیل تحفۃ الاحوذی عون المعبود اور نیل الاوطار میں موجود ہے...... جرابوں پر مسح والی حدیثیں ضعیف ہیں جس سے قرآن کی تخصیص درست نہیں ہے۔ لہذا اہم شرط لگاتے ہیں کہ جرابیں موٹی ہونے کی صورت میں مسح جائز ہے اگر موٹی نہیں تو تو پھر جائز نہیں ہے۔ کیونکہ موٹے ہونے کی صورت میں موزے کے مشابہ ہو جاتی ہیں۔ (فتاوی برکاتیہ ص ۲۲۶)

ابوالبرکات احمد کے اس فتوی کی تصدیق وہابی حضرات کے ,, حضرۃ العلام شیخ القرآن الحافظ محمد گوندلوی،، نے بھی کی ہے ملاحظہ ہو! فتاوی برکاتیہ ص ۲۲۸۔

سحری کی اذان

وہابی حضرات بڑے اہتمام سے سحری کی اذان پڑھتے ہیں جبکہ اس اذان کا کوئی ثبوت نہیں۔ وہابیوں کے ,, شیخ الکل،، ابوالبرکات احمد نے لکھا ہے: سحری یا تہجد کے نام پر کوئی ا

ذان حدیث میں نہیں ہے۔(فتاوی برکاتیہ ص۲۲)

مزید لکھا ہے: کسی محدث نے آج تک کتب احادیث میں تہجد یا سحری کی اذان کا باب نہیں باندھا۔ معلوم ہوا اس قسم کی اذان شریعت میں ہے ہی نہیں۔(فتاوی برکاتیہ ص۲۴)

وہابی ترجمان ہفت روزہ اہلحدیث لاہور جلد اشارہ ۴۷ میں لکھا ہے کہ سحری خاص کے نام پر اذان کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو! (فتاوی علمائے حدیث ج۲ص ۱۶۷)

فرض نماز کے بعد دعا

نذیر حسین دہلوی نے لکھا ہے:

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بعد فرض کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا درست ہے۔

(فتاوی نذیریہ ج۱ص ۵۶۴)

مزید لکھا گیا: ان احادیث سے بعد نماز فرض کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا قولاً وفعلاً آنحضرت ﷺ سے ثابت ہوا...... حاصل ان حدیثوں کا یہ ہے کہ آپ نے فرمایا صبح کی نماز کے بعد یعنی فرض نماز کے بعد دعا مانگو اور جب دعا مانگو تو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگو۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگو (حاشیہ فتاوی نذیریہ ج۱ص ۵۶۷)

یونس دہلوی نے لکھا ہے:

فرضوں کے سلام پھیرنے کے بعد امام اور مقتدی کا ہاتھ اٹھا کر ایک ساتھ دعا مانگنا ضروری نہیں (بلکہ جائز ہے)۔ (دستور المتقی ص ۱۱۸)

ابوسعید شرف الدین لکھتے ہیں:

خلاصہ یہ ہے کہ بعد نماز فرائض ہاتھ اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کے فعل اور قول دونوں سے ثابت ہے...... یہ فائدہ جماعت میں ملکر دعاء مانگنے کا ہے خصوصاً بعد فرائض خصوصاً برفع یدین خصوصاً جماعت کیساتھ مل کر دعا کرنے میں۔

(شرفیہ بر فتاوی ثنائیہ ج۱ ص۵۰۵)

علاوہ ازیں درج ذیل مقامات پر ,,دعا بعد نماز،، کے جواز پر بحث موجود ہے مثلاً فتاوی ثنائیہ ج۱ ص۵۰۶، ج۱ ص۶۰۵، ج۱ ص۵۷۳۔ ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور ص۶، ۴ فروری ۲۰۰۰ء ص۶، ۳ جولائی ۱۹۹۸ء، فتاوی اہلحدیث ج۲ ص۱۹۰، فتاوی علمائے حدیث ج۳ ص۲۱۴، ۲۱۸، ج۵ ص۲۲۳، الدعا از بشیر الرحمان سلفی۔ فرض نماز کے بعد دعا کی اہمیت از حکیم عبدالرحمان عثمانی وغیرہ۔

درود وسلام ہر وقت جائز

دیوبندیوں کا اعتراف

زکریا سہارنپوری:

نماز سے فراغ پر، نماز قائم ہونے کے وقت، صبح اور مغرب کی نماز کے بعد تاکیداً تہجد کے لیے کھڑے ہونے کے وقت، اور تہجد کے بعد، مساجد میں داخل ہونے اور باہر آنے کے وقت اور اذان کے جواب کے بعد اور جمعہ کے دن۔

(فضائل درود شریف ص٦٦)

سید حسن دیوبندی:

اذان کے بعد درود شریف پڑھنا افضل ہے۔(فضائل درود وسلام ص ۸۸)

دیوبندیوں کے مفتی عزیز الرحمان:

سے ایک سوال پوچھا گیا جس میں واضح طور پر مانا گیا ہے کہ،، اذان سے قبل الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ وغیرہ جسکو صلوۃ کہتے ہیں اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں ہوتی ہے،،(فتاوی دارلعلوم دیوبند ج ۲ ص ۱۰۲)

معلوم ہوا کہ اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام پڑھنا حرمین شریفین میں بھی جاری تھا۔

والحمد للہ علی ذلک

وہابیوں کا اقرار

دیوبندیوں وہابیوں کے امام ابن قیم نے لکھا ہے: چھٹا موقع ہے موذن کی اذان کے بعد اور اقامت سے پہلے۔(جلاء الافھام ص ۳۰۸)

نواب صدیق حسن خان بھوپالوی نے لکھا ہے:

بہت سے اوقات میں آنحضرت ﷺ پر درود شریف پڑھنے کے بارے میں امر وارد ہے سوان میں سے بعض وقتوں میں درود پڑھنا واجب ہے اور بعض میں مستحب ہے جیسے ہم بیان کرتے ہیں۔پس ان میں سے ایک اذان کے بعد......الخ۔

(تفسیر ترجمان القرآن ج ۱۱ ص ۲۰۱)

عبدالعزیز بن باز:

درود وسلام پڑھنا تمام اوقات میں جائز ہے نماز کے بعد پڑھنے کی بالخصوص تلقین ہے۔ نماز کے آخری تشہد میں درود پڑھنا واجب ہے، اذان کے بعد، رسول اللہ کا نام لیتے وقت، جمعہ کے دن اور رات کو درود پڑھنا سنت موکدہ ہے۔

(حکم الاحتفال بالمولد النبویہ ص ۷)

ابوالبرکات احمد:

نے دوٹوک لکھا ہے اذان کے بعد درود اور دعا کا ذکر ہے۔ (فتاوی برکاتیہ ص ۲۱)

عبدالغفور اثری:

درود شریف پڑھنے کا ایک اہم اور ضروری موقع اذان کہنے اور سننے کے بعد ہے جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے...... نبی اکرم ﷺ پر درود شریف پڑھنے کا ایک اہم اور مؤکد موقع اذان (کہنے اور سننے) کے بعد دعائے وسیلہ مانگنے سے پہلے ہے...... اذان کے بعد صرف صلوۃ (درود شریف) پڑھنے کا حکم ہے۔

(فضائل واحکام درود وسلام ص ۲۵۰، ۲۵۲)

ایک وہابی مصنف نے مانا ہے کہ درود شریف کیلیے وقت اور انداز مقرر نہیں۔

(ماہنامہ محدث لاہور ص ۷۴ مئی ۲۰۰۳ء)

ابوالبرکات احمد:

نے اذان سے پہلے سپیکر اور بغیر سپیکر کے صلوۃ وسلام پڑھنے کی بھی ترغیب دی ہے۔ (فتاوی برکاتیہ ص ۸۸)

شب برات کی فضیلت

وہابیوں کی حمایت

زیادہ تر وہابیوں کی طرف سے اس مسئلہ پر طعن وتنقید کا بازار گرم ہوتا ہے۔ جبکہ ان کے پیشواؤں نے بھی اسے تسلیم کر رکھا ہے۔ مثلاً

ناصر الدین البانی:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ان تمام طرق کے سبب سے (یہ حدیث جس میں شب برات کی فضیلت بیان کی گئی ہے) بلا شک وشبہ صحیح ہے اور صحت حدیث تو ان طرق سے کم سے بھی ثابت ہو جاتی ہے، جب تک وہ شدید ضعف سے محفوظ ہو جیسا کہ اس حدیث (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیان کی گئی روایت) کا معاملہ ہے (کہ وہ ضعف شدید سے پاک ہے بلکہ تعدد طرق کی وجہ سے صحیح کے درجہ پر فائز ہے) قاسمی نے ,,اصلاح المساجد،، میں اہل جرح وتعدیل کی جو بات نقل کی ہے کہ ,,فضیلت شب برات کے متعلق کوئی صحیح حدیث نہیں ہے،، تو یہ ایسی بات ہے جس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا

(سلسلہ الاحادیث الصحیحہ ج ۳ ص ۱۳۸)

ثناء اللہ امرتسری:

نے شب برات میں تلاوت وعبادت کے متعلق کیے گئے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے: اس دن کوئی کار خیر کرنا بدعت نہیں ہے بلکہ بحکم انما الاعمال بالنیات موجب ثواب ہے۔ (فتاوی ثنائیہ ج ا ص ۶۵۶)

عبداللہ روپڑی:

سائل کے سوال کہ شعبان کی چودھویں یا پندرھویں تاریخ کو روزہ رکھنا جائز ہے، یا نہیں بعض بدعت کہتے ہیں (مخلصاً) کا جواب لکھا ہے: شب رات کا روزہ رکھنا افضل ہے۔ چنانچہ مشکوۃ وغیرہ میں حدیث موجود ہے (فتاوی اہلحدیث ج ۲ ص ۲۱۸)

دیوبندیوں کی صراحت:

دیوبندیوں کے نزدیک شب برات ایک فضیلت وبزرگی والی رات ہے، جس میں شب بیداری، قبور کی زیارت، تلاوت وعبادت، ذکر وفکر اور نوافل وصلوۃ التسبیح بجالانا بالکل درست اور باعث اجر وثواب ہے ملاحظہ ہو! فضیلت کی راتیں، از نعیم الدین، فضائل و احکام شب برات، از تھانوی، فتاوی دارالعلوم دیوبند ج ۶ ص ۵۰۰، از عزیز الرحمان۔

تقلید کی حمایت

غیر مقلد وہابی حضرات تقلید کے خلاف بڑے پر جوش رہتے ہیں جبکہ ان کے بڑوں نے اس کی پرزور حمایت کی ہے...... چند عبارات درج ذیل ہیں:

نذیر حسین دہلوی:

(تقلید کی) قسم اول واجب ہے اور وہ مطلق تقلید ہے کسی مجتہد کی، قسم ثانی مباح آوردہ تقلید مذہب معین کی ہے (فتاوی نذیریہ ص ۷۵، ۷۶)

مزید لکھا ہے: قال اللہ تعالی فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون یعنی پس سوال کرو اہل ذکر سے اگر نہ جانتے ہو تم اور یہی آیت دلیل ہے وجوب تقلید پر (ص ۶۷)

نوٹ: نذیر حسین کی تقلید کی پرزور حمایت والی عبارت کو ابراہیم میر سیالکوٹی نے تاریخ اہلحدیث ص ۸۵ پر اور ثناء اللہ امرتسری نے فتاوی ثنائیہ ج ۱ ص ۲۵۲ پر بھی نقل کیا ہے۔

وحید الزمان حیدر آبادی نے لکھا ہے:

عامی کیلیے اصول اور فروع میں علماء کی تقلید ضروری ہے۔ ملاحظہ ہو! ہدیۃ المھدی ص ۱۱۰، نزل الابرار ج ۱ ص ۷۔

مزید لکھا ہے: مقلد کا ایمان صحیح ہے۔ (ھدیۃ المھدی ص ۱۱۳)

نواب صدیق حسن نے لکھا ہے:

ائمہ میں سے ہر کوئی اپنے سے بڑے عالم کا مقلد ہے (گویا تقلید پر اجماع ہے)۔ (الجنۃ ص ۶۸)

محمد حسین بٹالوی کا بیان ہے:

پچیس برس کے تجربے سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ بالآخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں ان میں سے بعض عیسائی ہو جاتے ہیں بعض لا مذہب جو کسی دین و مذہب کے بغیر ہیں اور احکام شریعت سے فسق و خروج تو اس آزادی کا ادنیٰ کرشمہ ہے...... دینداروں کے بے دین ہونے کے لیے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے...... ترک تقلید سے ڈرنا چاہیے...... گروہ اہلحدیث میں جو بے علم ہو کر ترک مطلق تقلید کے مدعی ہیں وہ ان نتائج سے ڈریں اور جن مسائل میں وہ قرآن و حدیث سے کچھ علم و خبر نہ رکھتے ہوں ان میں اجتہاد نہ کیا کریں بے علمی کا علاج سوال اور اہل علم کی پیروی ہے ان کیلیے آزادی

وخود اجتہادی ہرگز جائز نہیں ہے۔(اشاعۃ السنہ ۱۸۸۸ء)

نوٹ: داؤد ارشد نے تسلیم کیا ہے کہ یہ مضمون بٹالوی صاحب کا ہی ہے۔

(تحفہ حنفیہ ص ۵۱۵)

ثناء اللہ امرتسری:

ہم تقلید مطلق کو مانتے ہیں۔(فتاوی ثنائیہ ج۱ص ۲۵۶)

ابراہیم سیالکوٹی:

تقلید غیر منصوص احکام میں ہوتی ہے اور وہ بھی اس شرط سے کہ اپنے میں اہلیت استدلال ونظر کی نہ ہو......اس امر میں کسی اہل علم کا اختلاف نہیں۔(تاریخ اہلحدیث ص ۸۲) تفصیل کے لیے ہمارا کتابچہ ,,وہابیوں کی تقلید،، ملاحظہ ہو!

ہر نیا کام بدعت نہیں

دیوبندیوں اور وہابیوں کی طرف سے یہ شور مچایا جاتا ہے کہ ہر نیا کام بدعت ہے جو کام رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے نہیں کیا وہ بدعت اور گمراہی ہے،اس پروپیگنڈے کا مقصد صرف اہلسنت و جماعت کو ناجائز طور پر بدعتی باور کرانا ہوتا ہے اور بس......ورنہ ان کے اپنے اقوال اور اعمال کثرت کیساتھ اس پر شاہد ہیں کہ "ہر نیا کام بدعت نہیں ہوتا" اگر اہلسنت اس وجہ سے مطعون ہیں تو ان لوگوں کے اپنے اعمال پر بھی بدعت و گمراہی کا فتوی چسپاں کرنا چاہیے، چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں!

وہابیوں کے حوالے:

عبداللہ روپڑی نے لکھا ہے:

ہر محدث (نیا) کام بدعت نہیں ہوتا۔ (فتاوی اہلحدیث ج ۲ ص ۳۵)

شرف الدین دہلوی:

نے مانا ہے کہ بہت سارے کام وہابی حضرات اپناتے ہیں لیکن وہ اس مخصوص انداز کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نہ تھے۔ (شرفیہ بر فتاوی ثنائیہ ج ا ص ۵۹۰)

داؤد ارشد نے اپنی کتاب کا مسودہ پڑھنا اچھا عمل قرار دیا ہے۔ (جبکہ یہ سنت سے ثابت نہیں ہے)۔ (دین الباطل ج ۲ ص ۲۶)

عبدالستار خان نے لکھا ہے:

کہ اردو میں خطبہء جمعہ اسماعیل دہلوی کی ایجاد ہے۔ (اظہار حقیقت ص ۲۲)

صادق سیالکوٹی نے کہا ہے:

کہ چھلنی حضور کے زمانہ میں نہ تھی۔ (جمال مصطفیٰ ص ۴۹۲)

وہابیوں کے ہاتھوں میں تسبیح بھی پکڑی ہوتی ہے جبکہ ان کے امام ناصر الدین البانی نے اسے بہت بڑی بدعت قرار دیا ہے۔ (سلسلہ احادیث ضعیفہ مترجم ص ۱۹۳،۱۹۲)

وہابی لوگ ,,سیرت،، کے نام پر مختلف جلسے، محافل اور کانفرنسز کا اہتمام کرتے رہتے ہیں جبکہ ان کے ,,مفسر قرآن،، صلاح الدین یوسف نے دوٹوک لکھا ہے کہ اس پروگرام میں بدعتوں کی بھرمار ہے۔ (عید میلاد ص ۱۲)

وہابی حضرات احادیث کی کتابیں پڑھنے، پڑھانے اور ان کی اشاعت پر بغلیں بجاتے ہیں جبکہ ان کے ,,شیخ التفسیر،، یحییٰ گوندلوی نے لکھا دیا ہے ,,عہد صحابہ میں حدیث مدوّن

نہ ہوئی تھی۔(احناف کا رسول اللہ سے اختلاف ص ۳)

یہی بات ابراہیم سیالکوٹی نے لکھی ہے ملاحظہ ہو! تاریخ اہلحدیث ص ۱۷، ۶۹، ۷۰۔

آج وہابیوں میں ختم بخاری کا بڑا رواج ہے ان کے عمل سے بھی یہ واضح ہے اور نواب صدیق نے الحطہ ص ۱۷۹، عبدالرحمان مبارکپوری نے تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۸۳، اور وحید الزمان نے تیسیر الباری ج ۱ ص ۴۴ پر بھی ,, ختم بخاری ،، لکھا ہے جبکہ یہ عمل بعد کی ایجاد ہے۔

لاہور سے وہابیوں کا ماہنامہ محدث ہفت روزہ اہلحدیث، الاعتصام اور دیگر متعدد رسائل شائع ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ تمام ماہنامے اور رسائل بعد کی ایجاد ہیں لیکن انھوں (محدث رسالے والوں) نے اپنے قارئین کو متوجہ کیا کہ وہ اس رسالے کے خریدار بنائیں اور یہ بھی لکھ مارا کہ خریدار بنانا بڑا ثواب ہے۔ ملاحظہ ہو! محدث ص ۴۵، نومبر ۲۰۰۲ء

نواب صدیق نے لکھا ہے:

جو کام اصل اسکی یا مثل اس کے اصل شریعت سے ثابت ہے گو وہ کام بعینہ آں حضرت ﷺ کے زمانے میں نہ ہوا ہو وہ بدعت نہیں حکماً سنت میں داخل ہے۔

(تمیۃ الصبی ص)

اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ:

خود تراویح بھی اس خاص انداز اور التزام کیساتھ نبی کریم ﷺ کے مبارک زمانہ میں نہ تھی۔ (ایضاح الحق ص ۱۰۱)

ثناء اللہ امرتسری نے اپنی کتاب کو ایک اچھا عمل قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

من سنہ فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا و اجر من عمل بھا ...... جو کوئی اسلام میں بحکم شریعت احسن طریق جاری کرے اس کو اپنا اور اس طریق پر چلنے والوں کے برابر بھی ثواب ملے گا۔ (اہلحدیث کا مذہب ص ۸)

یہی روایت لکھ کر نواب صدیق حسن نے علم حدیث کا اجرا مستنبط کیا ہے ملاحظہ ہو!

(الحطہ ص ۱۴۶)

جس سے واضح ہے کہ ہر نیا کام بدعت نہیں ہے اور ہر نیک عمل جاری کرنا سنت ہے اور کار ثواب بھی۔

نیز عون المعبود ج ۴ ص ۳۲۴ پر شمس الحق عظیم آبادی اور لغات الحدیث ج ۱ ص ۲۹ پر اور ھدیۃ المھدی میں وحید الزمان نے بھی اس کی تائید کی ہے۔

دیوبندیوں کے حوالے

یہاں دیوبندیوں کا ایک آدھ بنیادی حوالہ پیش کر کے انہیں دعوت فکر دیتے ہیں، کہ وہ اپنے موقف پر نظر ثانی کریں

رشید گنگوہی:

قرون ثلاثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی۔ مگر اس کا ختم درست ہے بدعت نہیں۔ (فتاوی رشیدیہ ص ۱۰۲)

اشرفعلی تھانوی:

نے ختم بخاری کو باعث برکت لکھا ہے۔ (نشر الطیب ص ۲)

خلیل انبیٹھوی:

کے نزدیک جو بات صراحۃً یا اشارۃً یا دلالۃً خاص جزئیہ کی صورت میں یا کسی عمومی قاعدہ کے تحت داخل ہو وہ سنت ہے بدعت نہیں۔ ملاحظہ ہو! براھین قاطعہ ص ۲۸، اس کتاب کی تصدیق رشید گنگوہی نے کی ہے۔

علاوہ ازیں یہی مضمون بوادر النوادر ص ۱۸۳۷ از اشرفعلی تھانوی۔ تذکیر الاخوان ص ۳۷ از اسماعیل دہلوی، مائۃ مسائل ص ۱۸۸ از اسحاق دہلوی، اوجز المسالک ص ۲۹۷ از زکریا کاندھلوی، راہ سنت ص ۱۵۰ از سرفراز گکھڑوی وغیرہ پر بھی موجود ہے۔

اہلسنّت برحق ہیں

اہلسنّت و جماعت جنہیں آج کل ,,بریلوی فرقہ،، کہہ کر نفرت دلائی جاتی ہے، برحق اور سچی جماعت ہے، جس کا اعتراف خود مخالفین نے بھی چار و ناچار کرلیا ہے۔ جبکہ سابقہ گفتگو سے ہر چند واضح ہو گیا کہ اہلسنت و جماعت کے معمولات شرک و بدعت نہیں بلکہ صحیح اور درست ہیں اور یہی اعمال مخالفین کے ایوانوں میں کارفرما ہیں، اگر اسی وجہ سے اہلسنت کو بدنام کیا جاتا ہے تو پہلے وہ لوگ اپنے گھر کی خبر لیں۔ ورنہ اہلسنت کو غلط کہنا چھوڑ دیں پھر معلوم ہو جائے گا کہ وہ لوگ کتنے پانی میں ہیں اور دنیا اس حقیقت سے آگاہ ہو جائے گی کہ ان حضرات کا اہلسنت پر فتوے لگانا محض ضد، تعصب اور عداوت کی بناء پر ہے۔ جبکہ اہلسنت جادہ حق و صداقت پر گامزن لوگ ہیں۔

سطور ذیل میں ہم مخالفین کی واضح عبارتیں پیش کر کے یہ ثابت کر دینا چاہتے ہیں کہ اہلسنت برحق اور ان کے عقائد و اعمال درست ہیں۔ ملاحظہ ہو!

دیوبندیوں وہابیوں کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے لکھا ہے نجات پانے والا گروہ اہلسنت و جماعت ہے۔(فتاوی ابن تیمیہ ج ۳ ص ۳۴۵)

وہابیوں کا اعتراف

نواب صدیق حسن:

حق اہلسنت و جماعت کے مذہب میں ہے۔(النہج المقبول ص ۱۱)

عبدالرحمان مبارکپوری:

اہل سنت و جماعت نجات پانے والی جماعت ہے(تحفۃ الاحوذی ج ۳ ص ۳۶۷)

عبداللہ روپڑی نے لکھا ہے:

اہل سنت کوئی فرقہ نہیں بلکہ وہی اصل لوگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تھے، جبکہ تفریق اسلامی کا نام ونشان تک نہ تھا فرقہ وہ لوگ ہیں جو ان سے الگ ہو گئے......الخ۔(فتاوی اہلحدیث ج ۱ ص ۴۷ حاشیہ)

صادق سیالکوٹی:

اہل سنت و جماعت وہ ہیں جو فرقے بندی سے الگ تھلگ براہ راست صرف رحمت عالم ﷺ کے نقش قدم پر بہ اجماع صحابہ گامزن ہیں۔(جماعت مصطفیٰ ص ۱۹)

ثناءاللہ امرتسری نے لکھا ہے:

اسی (۸۰) سال پہلے قریباً سب مسلمان اسی خیال کے تھے جن کو آج کل بریلوی حنفی خیال کیا جاتا ہے۔(شمع توحید ص ۴۰ امرتسر و سرگودھا ص ۵۳ مکتبہ عزیزیہ لاہور)

نوٹ: یادرہے ثناء اللہ امرتسری نے یہ بات ۱۹۳۸ء۔ ۳۹ء۔ میں لکھی تھی۔ اس سے اسی سال قبل تقریباً ۱۸۵۸ء کا زمانہ بنتا ہے اور یہ وہی دور ہے کہ جب انگریز چور دروازے سے ہندوستان پر قابض ہوا اور کچھ ,, مسلمان رہنماؤں،، کو خرید کر فرقہ واریت اور فتنہ و فساد کا آغاز کیا تھا۔ ثابت ہوا کہ انگریز کے بعد ہی دوسرے فرقے معروف ہوئے ورنہ اس سے قبل مسلمان اسی مذہب وطریقہ پر تھے جو آج اہلسنت وجماعت حنفی بریلوی لوگوں کو نصیب ہوا ہے۔ وا لحمد للہ علیٰ ذالک

تنبیہ: یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ امرتسری کی یہ عبارت بعض وہابی ناشرین نے اڑا دی ہے۔ مثلاً مطبوعہ کراچی ومکتبہ قدوسیہ لاہور

لیکن............ حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے

احسان الٰہی ظہیر:

نے ,, البریلویہ،، نامی کتاب لکھنے کے باوجود اس حقیقت کو لکھ ہی دیا ہے کہ یہ جماعت اپنی پیدائش اور نام (بریلوی) اور برصغیر کے فرقوں میں سے اپنی شکل وشباہت کے اعتبار سے اگرچہ نئی ہے لیکن افکار اور عقائد کے اعتبار سے قدیم اور پہلے کی ہے۔

(البریلویہ ص ۷ عربی)

مزید لکھا ہے: ابتداً میرا گمان تھا کہ یہ فرقہ پاک وہند سے باہر موجود نہیں ہوگا، مگر یہ گمان زیادہ دیر قائم نہیں رہا، میں نے یہی عقائد مشرق کے آخری حصے سے مغرب کے آخری حصے تک اور افریقہ سے ایشیا تک اسلامی ممالک میں دیکھے ہیں۔ (ملخصاً)

(البریلویت ص ۱۰ اردو)

دوٹوک واضح ہوگیا کہ مشرق ومغرب اور شمال وجنوب کائنات کے ہر خطے میں وہی عقائد ہیں جو اہلسنت وجماعت حنفی بریلوی مسلک کے عقائد ونظریات ہیں۔ لہذا مخالفین کا یہ پروپیگنڈاہ سراسر دھوکہ وفریب کاری پر مبنی ہے کہ بریلوی نیا فرقہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اہلسنّت کوئی نیا فرقہ نہیں بلکہ چودہ سو سال سے ہر دور میں خدمات اسلام سرانجام دینے والی جماعت ہے، جس کا آغاز مدینہ طیبہ میں سرور عالم ﷺ نے فرمادیا تھا۔

وہابیوں کے شیخ الکل ابوالبرکات احمد نے لکھا ہے:

بریلوی کا ذبیحہ حلال ہے کیونکہ وہ اہل قبلہ مسلمان ہیں۔

(فتاوی برکاتیہ ص ۱۷۸)

نوٹ: یہی بات فتاوی علمائے حدیث ج ۲ ص ۲۴۳ ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۲۰ نومبر 1959ء اور ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث ۱۹ تا ۲۵ مئی ۲۰۰۶ء پر بھی موجود ہے

وہابیوں نے مزید لکھا ہے کہ (بریلوی حضرات کی اقتداء میں) نماز ادا کر لینی چاہیے یہ لوگ اہل اسلام سے ہیں، رشتہ ناطہ میں کوئی حرج نہیں (اہل حدیث سوہدرہ ج ۱۵ شمارہ ۲۰۰، فتاوی علمائے حدیث ج ۲ ص ۲۴۳)

محمد حنیف یزدانی:

نے ,,تعلیمات شاہ احمد رضا خان بریلوی،، کے نام پر پوری کتاب لکھی اور اس میں آپ کو اعلیٰ حضرت شاہ احمد بریلوی لکھا۔ (ایضاً ص ۷)

اور تسلیم کیا آپ نے قلمی جہاد کیا اور آپ کا راستہ صراط مستقیم تھا بلکہ آپ کی تعلیمات اپنانے والا بھی سیدھا راستہ پالیتا ہے۔ (ایضاً ص ۲۰)

نوٹ: اس کتاب پر متعدد وہابیوں کا تبصرہ وتصدیق بھی ہے۔

وہابیوں کے ثناء اللہ امرتسری جیسے متعصب شخص نے بلا جبر واکراہ بقائمی ہوش وحواس اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کو ,,مجدد مائۃ حاضرہ،، بھی تسلیم کرلیا ہے۔

(فتاوی ثنائیہ ج۱ ص۲۶۴،۲۶۳)

سچ ہے ؎ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

دیوبندیوں کا اقرار:

دیوبندیوں کی عبارات ملاحظہ ہوں کہ اہلسنت برحق ہیں اور فاضل بریلوی امام احمد رضا خان اہلسنت کے ترجمان اور محب رسول ہیں۔

رشید احمد گنگوہی نے مانا ہے:

کہ نجات پانے والی جماعت اہلسنت وجماعت ہے۔

(سبیل الرشاد مشمولہ تالیفات رشیدیہ ص ۵۱۶)

خلیل احمد انبیٹھوی نے لکھا ہے:

کہ جنت میں جانے والا ایک گروہ ہے جس کا نام اہل سنت وجماعت ہے

(بذل المجہود ج۶ ص ۱۸۹)

سرفراز گکھڑوی:

فرقہ ناجیہ صرف اہل السنۃ والجماعۃ کا گروہ ہے اس کے بغیر باقی تمام فرقے ہلاکت کا شکار ہوں گے۔ دوزخ سے اول تا آخر بچنے والا فرقہ ناجیہ اور اہل سنت والجماعت کا طبقہ ہوگا۔ (اہل سنت کی پہچان ص ۹)

دیوبندیوں کے شیخ الادب اعزاز علی لکھتے ہیں:

ہم دیوبندی ہیں اور بریلوی علم وعقائد سے ہمیں کوئی تعلق نہیں مگر اس کے باوجود بھی یہ احقر یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ اس دور کے اندر اگر کوئی محقق اور عالم دین ہے تو وہ احمد رضا خان بریلوی ہے کیونکہ میں نے مولانا احمد رضا خان کو جسے ہم آج تک کافر، بدعتی اور مشرک کہتے رہے ہیں بہت وسیع النظر اور بلند خیال، علو ہمت، عالم دین، صاحب فکر ونظر پایا ہے......الخ۔ (رسالہ النور ص ۴۰ شوال ۱۳۴۲ھ)

ادریس کاندھلوی:

نے دوٹوک لکھا کہ ,,مولانا احمد رضا خان کی بخشش تو انہی فتوؤں کے سبب ہو جائے گی اللہ تعالی فرمائے گا احمد رضا خان تمہیں ہمارے رسول سے اتنی محبت تھی کہ اتنے بڑے بڑے عالموں کو بھی تو نے معاف نہیں کیا تم نے سمجھا کہ انھوں نے توھین رسول کی ہے تو ان پر بھی کفر کا فتوی لگا دیا جاؤ اسی ایک عمل پر ہم نے تمہاری بخشش کر دی۔ (اعلی حضرت فاضل بریلوی ایک ہمہ جہت شخصیت ص ۷ روزنامہ جنگ لاہور ۱۹۹۰-۱۰-۳۱، از کوثر نیازی)

شبیر احمد عثمانی نے لکھا ہے:

مولانا احمد رضا خان ...... بہت بڑے عالم اور بلند پایہ محقق تھے۔ مولانا احمد رضا خان کی رحلت عالم اسلام کا ایک بہت بڑا سانحہ ہے، جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

(رسالہ ہادی دیوبند ص ۲۰ ذوالحجہ ۱۳۲۹ھ)

اشرفعلی تھانوی کا کہنا ہے:

وہ (بریلوی حضرات) نماز پڑھاتے ہیں ہم پڑھ لیتے ہیں۔

(افاضات یومیہ ج ۷ ص ۵۶)

مزید ملاحظہ ہو! لکھا ہے حضرت مولانا احمد رضا خان مرحوم ومغفور کے وصال کی اطلاع حضرت تھانوی کو ملی، تو حضرت نے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون پڑھ کر فرمایا،، فاضل بریلوی نے ہمارے بعض بزرگوں یا ناچیز کے بارے جو فتوے دیے ہیں وہ حبّ رسول ﷺ کے جذبے سے مغلوب ومجوب ہو کر دیئے ہیں اس لیے انشاء اللہ تعالیٰ عنداللہ معذور اور مرحوم ومغفور ہوں گے (مسلک اعتدال ص ۸۷)

انور کشمیری نے لکھا ہے:

مولوی احمد رضا خان ایک زبردست عالم دین اور فقیہ ہیں۔

(رسالہ دیوبند ص ۲۱، جمادی الاول ۱۳۳۰ھ)

سلیمان ندوی نے لکھا ہے:

مولانا بریلوی صاحب مرحوم ...... جن کے متعلق کل تک یہ سنا تھا کہ وہ صرف اہل بدعت کے ترجمان ہیں اور صرف چند فروعی مسائل تک محدود ہیں مگر آج پتہ چلا کہ نہیں ہر گز نہیں یہ اہل بدعت کے نقیب نہیں بلکہ یہ تو عالم اسلام کے اسکالر اور شاہکار نظر آتے ہیں۔ (ماہنامہ ندوہ ص ۱۷، اگست ۱۹۱۳ء)

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ اہل سنت برحق ہیں اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی دین اسلام کے عالم، محقق، اسکالر اور محبّ رسول تھے اور ان کے مخالف بدعتی ہیں۔

دیوبندی نیا فرقہ

اہلسنت و جماعت پر بلاوجہ طعن وتنقید کرنے والوں نے اپنی حقیقت خود ہی بتا دی ہے اور دوٹوک تسلیم کرلیا ہے کہ اہلسنت ہمیشہ سے ہیں جبکہ دیوبندی نیا فرقہ ہے۔ ملاحظہ ہو!

انظر شاہ کشمیری نے لکھا ہے:

میرا یقین ہے کہ اکابر دیوبند جن کی ابتداء میرے خیال میں سیدنا الامام مولانا قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور فقیہ اکبر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی سے ہے، دیوبندیت کی ابتداء حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے کرنے کے بجائے مذکورہ بالا دو عظیم انسانوں سے کرتا ہوں۔ (ماہنامہ البلاغ ص ۴۸ مارچ ۱۹۶۹ء)

تقی الدین ندوی دیوبندی لکھتے ہیں:

زکریا سہارنپوری نے کہا، ہمارے اکابر حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی نے جو دین قائم کیا تھا اس کو مضبوطی سے تھام لو۔ (صحبتِ اولیاء ص ۱۲۶)

معلوم ہوا کہ دیوبندی فرقہ رشید گنگوہی اور قاسم نانوتوی کا گھڑا ہوا ہے۔

وہابی نیا فرقہ ہے

غیر مقلد وہابی خود کو ,,اہلحدیث،، کہلانے والے لوگ بھی نیا فرقہ ہے۔

نواب صدیق:

اس زمانے میں ایک شہرت پسند اور ریاکار فرقہ پیدا ہوا ہے جو ہر قسم کی خامیوں اور کمزوریوں کے باوجود حدیث اور قرآن کے علم اور ان پر عمل کا دعویدار ہے

جبکہ علم، عمل اور معرفت والوں سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ (الحطہ ص ۱۳۹)

عبدالجبار غزنوی:

ہمارے دور میں ایک ایسا فرقہ پیدا ہوا ہے جو اتباع حدیث کا دعویدار ہے (اہلحدیث کہلواتے ہیں) حالانکہ وہ اس سے الگ ہیں۔

(فتاوی غزنویہ بحوالہ، فتاوی علمائے حدیث ج ۷ ص ۹۷)

ثناءاللہ امرتسری کا کہنا ہے:

کہ مولوی (محمد حسین بٹالوی) صاحب اس (اہلحدیث مذہب کی) ایسی تعریف کرتے ہیں جس سے یہ جدید مذہب بن کر بدعتی فرقوں میں آجاتا ہے۔

(اخبار اہلحدیث امرتسر ص ۹، ۵ نومبر 1915ء)

محمد شاہ جہانپوری:

کچھ عرصہ سے ہندوستان میں ایک ایسے غیر مانوس مذہب کے لوگ دیکھنے میں آرہے ہیں، جس سے لوگ بالکل نا آشنا ہیں پچھلے زمانہ میں شاذونادر اس خیال کے لوگ کہیں ہوں تو ہوں مگر اس کثرت سے دیکھنے میں نہیں آئے۔ اپنے آپ کو وہ اہلحدیث یا محمدی یا موحد کہتے ہیں (الارشاد ص ۱۳)

وہابیوں کے مناظر طالب الرحمان:

کے عزیز ڈاکٹر شفیق الرحمان نے بتایا ہے کہ ان کا خاندان دہلی یعنی شاہ عبد الرحیم اور شاہ ولی اللہ وغیرہ سے کوئی تعلق نہیں۔ (اہل توحید کے لیے لمحہ فکریہ ص ۱۶)

وہابیوں کے ابو یاسر نے لکھا ہے:

کہ اہلحدیث کہلانے سے ثواب نہیں ملتا۔ (جماعت المسلمین ص ۹)

نواب صدیق حسن:

نے وہابیوں کے ,,اہلحدیث،، ہونے کا انکار کرتے ہوئے انہیں فتنہ وفساد

قرار دیا۔ (الحطہ ص ۱۳۹)

اور بتایا ہے کہ اہلحدیث ,,محدثین،، کو کہتے ہیں۔ (ص ۱۴، ۱۳۲، ۱۳۷، ۱۳۸)

اور یہ ثابت کیا ہے کہ اہلحدیث کہلانے کے اصل حقدار حنفی لوگ ہیں کیونکہ ہندوستان میں علم حدیث کو انہی حضرات نے عام کیا ہے۔

نوٹ: ابراہیم سیالکوٹی نے بھی احناف کی خدمات حدیث کو مانا ہے۔

(تاریخ اہلحدیث ص ۲۷۳)

ابراہیم سیالکوٹی:

اپنے ایک وہابی مولوی کو کہتے ہیں اگر محدثین سے آپ کی ذات گرامی اور اس زمانے کے دیگر علماء اہلحدیث (یعنی وہابی) مراد ہیں تو بے ادبی معاف! مجھے آپ کو اور ان کو محدثین کہنے میں تامل (انکار) ہے (اخبار اہلحدیث ص ۱۵ نومبر ۱۹۹۲ء)

عبدالقادر حصاروی نے لکھا ہے:

یہ نام نہاد اہلحدیث ایسے بے وقوف ہیں۔ (سیاحۃ الجنان ص ۱۹)

وہابی حضرات نے بالاتفاق تسلیم کرلیا ہے کہ محمد حسین بٹالوی کی کوششوں سے ان کو انگریز بہادر سے ,,اہلحدیث،، کا نام نصیب ہوا تھا ملاحظہ ہو! ترجمان وہابیہ ص ۶۲، سیرت ثنائی

ص ۴۵۲، اہلحدیث کا مذہب ص ۸۰، آثر صدیقی ج ۲ ص ۱۶۲، ۱۶۳،

تفصیل کے لیے علامہ ضیاء اللہ قادری علیہ الرحمۃ کی کتاب ,,وہابی مذہب،، ص ۳۶۳ تا ۳۶۶ دیکھیے !۔

ہندوستان کا پہلا فرقہ باز شخص

دیوبندی اور وہابی حضرات دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ ہندوستان میں جس شخص نے فرقہ بازی کا آغاز کیا وہ اسماعیل دہلوی ہیں اور جس کتاب نے فرقہ واریت کی آگ لگائی وہ ,,تقویۃ الایمان،، ہے چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں!

اسماعیل دہلوی نے اس بات کا خود اقرار کیا ہے وہ کہتے ہیں ,,میں جانتا ہوں کہ اس (کتاب تقویۃ الایمان) میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہو گی۔ مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے۔

(ارواح ثلاثہ ص ۸۴ از اشرفعلی تھانوی، اکمل البیان ص ۱۴ از عطاء اللہ حنیف وہابی)

معلوم ہوا کہ دہلوی صاحب نے ,,تقویۃ الایمان،، کتاب مسلمانوں کو لڑانے اور فتنہ وفساد برپا کرنے کیلیئے لکھی تھی اور وہ بھی انگریز کو خوش کرنے کے لیئے۔

احمد رضا بجنوری دیوبندی:

افسوس ہے کہ اس کتاب (تقویۃ الایمان) کی وجہ سے مسلمانان ہندو پاک دو گروہ میں بٹ گئے ہیں۔ (انوار الباری ج ۱۱ ص ۱۰۷)

ایک غیر جانبدار شخصیت مولانا زید ابوالحسن فاروقی لکھتے ہیں: مولانا اسماعیل کا ظہور ہوا

انھوں نے اردو میں تقویۃ الایمان لکھی اس کتاب سے مذہبی آزاد خیالی کا دور شروع ہوا کوئی غیر مقلد ہوا، کوئی وہابی بنا، کوئی اہلحدیث کہلایا، کسی نے اپنے کو سلفی کہا، ائمہ مجتہدین کی جو منزلت اور احترام دل میں تھی وہ ختم ہو گئی ......اس وقت کے تمام جلیل القدر علماء کا دہلی کی جامع مسجد میں اجتماع ہوا اور ان حضرات نے بہ اتفاق اس کتاب کا رد کیا۔ (مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان ص ۹، ۱۰)

مولانا مخصوص اللہ دہلوی:

(اسماعیل کے چچازاد بھائی) نے بھی لکھا ہے، اسی مجلس تک سب (مسلمان) ہمارے طور پر تھے پھر ان کا جھوٹ سن کر کچے کچے آدمی آہستہ آہستہ پھرنے لگے۔

(ایضاً ص ۱۱)

مرزا حیرت دہلوی دیوبندی:

مولوی اسماعیل جو ہندوستان میں فرقہ موحدیہ کا بانی ہے۔

(حیات طیبہ ص ۹۹)

گویا اسماعیل دہلوی نے سرزمین ہند پر نئے فرقے کی بنیاد رکھی۔

وہابیوں، دیوبندیوں کے معتبر ابوالکلام آزاد نے لکھا ہے: مولانا محمد اسماعیل شہید انھوں نے تقویۃ الایمان اور جلاء العینین لکھی ......تو تمام علماء میں ہلچل مچ گئی، ان کے رد میں سب سے زیادہ سرگرمی بلکہ سربراہی مولانا منورالدین نے دکھائی متعدد کتابیں لکھیں اور ۱۲۴۸ھ والا مشہور مباحثہ جامع مسجد میں کیا تمام علمائے ہند سے فتویٰ مرتب کرایا۔ پھر حرمین سے فتویٰ منگایا ......جامع مسجد کا شہرہ آفاق مناظرہ ترتیب دیا جس میں ایک

طرف مولانا اسماعیل اور دوسری طرف تمام علمائے دہلی۔ (آزاد کی کہانی ص ۳۶)

اشرفعلی تھانوی نے لکھا ہے:

کہ اسماعیل کے چچا شاہ عبدالقادر صاحب، نے بھی اسماعیل دہلوی کو فتنہ گر قرار دیا۔ (بوادرالنوادر ص ۴۶۹)

ارواح ثلاثہ ص ۹۸ پر بھی لکھا ہے کہ شاہ عبدالقادر نے اسماعیل کو فتنہ باز قرار دیا۔

دیو بندیوں کے مرکزی پیر حاجی امداداللہ نے لکھا ہے: کہ اسماعیل دہلوی نے اپنے بزرگوں کے مسلک کا انکار کیا (شمائم امدادیہ ص ۶۲، امدادالمشتاق ص ۷۹)

کس ادا سے کیا اقرار گنہگاروں نے

یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ علم غیب، نور و بشر، یارسول اللہ کہنا، رفع یدین اور فاتحہ و میلاد جیسے مسائل کی وجہ سے اہلسنت کو بدعتی و مشرک کہنا جھوٹ اور دھوکہ بلکہ محض ضد اور تعصب ہے کیونکہ یہی مسائل مخالفین کے گھر سے ثابت ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اہلسنت و جماعت نے ان لوگوں کے توھین آمیز اور گستاخانہ عقائد کی وجہ سے انہیں دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا تو ان شاطر لوگوں نے عوام الناس کو بہکانے کے لیے مذکورہ فروعی مسائل سامنے رکھ کر اصل بات ہی پس پردہ کردی۔ اور اہلسنت کو بدنام کرنا شروع کردیا حالانکہ اہلسنت کا برحق ہونا ان کی کتب سے ظاہر ہے۔

اب ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ یہ لوگ کون ہیں؟ اور وہ بھی ان کی اپنی معتبر مستند کتابوں سے تاکہ انہیں مجال انکار نہ رہے۔

دیوبندیوں کا اقبال جرم

اشرفعلی تھانوی نے لکھا ہے:

ہم...... گستاخ ہیں،،(افاضات یومیہ ج ٦ ص ٣١٢)

مزید لکھا: میں بھی بیوقوف ہی سا ہوں۔

(افاضات یومیہ ج ١ ص ٢٦٦ ملتان، ج ١ ص ٢٤٠ تھانہ بھون)

مزید لکھا: یہاں (تھانہ بھون میں) تو جو بہت ہی بے حیا ہوگا وہی ٹھہر سکتا ہے۔

(افاضات یومیہ ج ٣ ص ١١٨)

تھانہ بھون، اشرفعلی دیوبندی کا علاقہ و مسکن ہے، بتایئے! تھانوں صاحب کے اس فتوے سے وہاں رہنے والے تمام دیوبندی اور خود تھانوی جی کیا ہوئے؟

مزید کہا: میں اس قدر بکی (بک بک اور بکواس کرنے والا) ہوں کہ ہر وقت بولتا ہی رہتا ہوں۔ اور کوئی پروہ نہیں کرتا خواہ خدا کی توہین ہو، انبیاء اولیاء یا دیگر مسلمانوں کی)۔ (ایضاً ج ١ ص ٣٤٣، قصص الاکابر ص ٣٠١)

مزید لکھا: ہمارے بزرگ ہم کو بگاڑ (گستاخ و بے ادب بنا) گئے (ایضاً ج ٨ ص ٢٠٥)

مزید لکھا: (میں) بگاڑنے ٭ گستاخ و بے ادب بنانے) کا ولی ہوں سنوارنے کا نہیں)۔

(ارواح ثلاثہ ص ٣٣٥)

خضر حیات دیوبندی نے لکھا ہے:

قاضی مظہر (دیوبندی) نے حیات انبیاء کو گدھے کی حیات سے مثال دی ہے ،، جو کہ بدترین گستاخی ہے،، (المسلک المنصور ص ١٧٠، ١٦٧)

ایسے ہی امین صفدر اوکاڑوی کی ایک عبارت: آپ ﷺ نماز پڑھتے رہے اور کتیا سامنے کھیلتی رہی اور ساتھ گدھی بھی تھی دونوں کی شرمگاہوں پر بھی نظر پڑتی رہی،، نقل کر کے لکھا،، معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد،، (ایضاً ص ۱۷۳)

یعنی اوکاڑوی مذکور نے بھی کفر کیا ہے۔

ایک جگہ انھوں نے اوکاڑوی کمپنی کے متعلق لکھا: انکی کوئی تقریر اہل اللہ کی بے ادبی اور گستاخی سے خالی نہیں ہوتی۔ (ایضاً ص ۱۶۴)

مودودیوں نے لکھا ہے:

کوئی دیوبندی اور مودودی،، ارتکاب توھین،، سے نہیں بچا۔ (جائزہ ص ۴۰)

(یعنی یہ سب گستاخ ہیں)

محمد حسین نیلوی نے لکھا ہے:

قاسم نانوتوی کے نظریات قرآن وسنت کے خلاف ہیں۔

(ندائے حق ص ۶۳۶، ۲۱، ۷)

مزید لکھا ہے: کہ نانوتوی نے ختم نبوت کا قادیانی معنی کیا ہے (ندائے حق ص ۵۷۵)

اشرفعلی تھانوی نے لکھا ہے:

جب نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس لکھی تو پورے ہندستان میں کسی نے حمایت نہ کی سوائے عبدالحیی کے۔

(افاضات یومیہ ج ۵ ص ۲۹۶، قصص الاکابر ص ۱۵۹)

اشرفعلی تھانوی نے جب رسول اللہ ﷺ کے علم مبارک کو بچے، پاگل اور جانوروں کے علم

سے تشبیہ دی تو ان کے اپنے مریدوں نے بھی لکھا کہ یہ عبارت ظاہری طور پر بے ادبی پر مشتمل ہے۔ (حفظ الایمان مع بسط البنان ص ۲۸)

مولانا زید ابوالحسن فاروقی فرماتے ہیں:

کہ پیر سید محمد جیلانی بغدادی نے قاسم نانوتوی کے بیٹے حافظ احمد (دیوبندی) کے گھر علماء کے اجتماع میں اشرفعلی کی عبارت کو گستاخانہ اور ,, بوئے کفر قرار دیا،، انہیں خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی آپ ﷺ ان کے اس عمل پر خوش ہوئے اور انہیں مدینہ منورہ بلالیا وہ وہاں دس سال رہے۔ (مقامات خیر ص ۶۱۶)

یہ واقعہ عبدالمجید صدیقی نے بھی لکھا ہے ملاحظہ ہو! سیرت نبی بعد از وصال نبی ص ۱۶۹ تا ۱۷۱۔

گویا خود رسول اللہ ﷺ نے بھی تھانوی صاحب کے گستاخ ہونے پر مہر لگادی اور اسکی تردید کرنے والوں سے خوش ہوگئے۔

وہابیوں کا اعتراف جرم

وحید الزمان نے لکھا ہے:

(وہابی لوگ) ائمہ مجتہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیاء اور حضرات صوفیہ کے حق میں بے ادبی اور گستاخی کے کلمات زبان پر لاتے ہیں۔

(لغات الحدیث ج ۲ ص ۹۱)

وہابیوں کے عظیم بزرگ داؤد غزنوی کہتے ہیں:

دوسرے لوگوں کی یہ شکایت کہ اہلحدیث ائمہ اربعہ کی توھین کرتے ہیں بلاوجہ

نہیں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے حلقہ میں عوام اس گمراہی میں مبتلا ہو رہے ہیں ......الخ۔(داؤد غزنوی ص ۸۷)

ابراھیم سیالکوٹی نے لکھا ہے:

جماعت اہلحدیث کے گستاخ ہیرو......الخ (سیرت مصطفیٰ ص ۱۴۴ حاشیہ)

وہابیوں کے شیخ الحدیث اسماعیل سلفی نے رسول اللہ ﷺ کو ,,سخت قسم کے وہابی،، لکھا ہے۔(فتاوی سلفیہ ص ۲۲۶ تحریک آزادی فکر ص ۲۹۵)

جبکہ ایک وہابی مفتی نے لکھا ہے کہ جو لوگ آپ ﷺ کو وہابی کہتے ہیں ,,ایسے لوگ بہت ہی بے وقوف ہیں،،(فتاوی علمائے حدیث ج ۹ ص ۱۳۹)

اور خود اسماعیل سلفی نے کسی کو وہابی کہنا ,,گالی دینا،، لکھا ہے۔

(فتاوی سلفیہ ص ۵، ۶، تحریک آزادی فکر ص ۲۷۲)

معلوم ہوا کہ وہابی نہ صرف بے وقوف ہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں بھی دیتے ہیں۔

(معاذ اللہ)

ثناء اللہ امرتسری:

کے نزدیک صرف رسول اللہ ﷺ ,,رحمۃ للعالمین،، نہیں۔

(اہلحدیث امرتسر کالم نمبر ۱، ۷ فروری ۱۹۰۸ء)

داؤدیہ پارٹی (یحیی گوندلوی، مبشر ربانی اور داؤد ارشد):

نے اس نظریہ کو گستاخی قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو! (تحفۂ حنفیہ ص ۳۱۹) نتیجہ صاف ظاہر ہے۔

اسماعیل دہلوی اور ثناء اللہ امرتسری:

,,امکان کذب باری،، کے قائل ہیں ملاحظہ ہو! (یکروزہ ص ۱۷، شمع توحید ص ۱۳)

جبکہ وہابیوں کے ,,فضیلۃ الشیخ،، زبیر علی زئی نے صاف لکھا ہے،، ,,امکان باری تعالی ،، کا انتساب صریحاً کفر ہے۔ (ماہنامہ الحدیث ص ۲۸ نمبر ۲۰)

عبدالعزیز سیکرٹری مرکزی جمعیت وہابیہ ہند نے لکھا ہے:

,,وہابیوں میں عقائد کی پختگی ختم،، (فیصلہ مکہ ص ۱)

عبدالحمید خادم نے لکھا ہے:

ہم نام کے مسلمان ہیں کام کے نہیں۔ (سیرت ثنائی ص ۸)

ان حوالہ جات سے واضح ہو گیا کہ دیو بندی، وہابی گستاخ ہیں اور اس بات کا انھوں نے خود اقرار کر لیا ہے۔ تفصیل ہماری کتب ,مطالعہ وہابیت، مطالعہ دیو بندیت، دیو بندیت کیا ہے، مقدمہ مناظرہ گجرات مع تعاقب اور خارجیت کے مختلف روپ،، میں ہے۔

ہم بھی اپنی اس ,,تمہید طولانی،، میں یہی بتانا چاہتے تھے کہ اپنی بے ادبیوں اور گستاخیوں کو چھپانے کے لیے دیو بندیوں، وہابیوں نے دوسرے مسائل کھڑے کر رکھے ہیں حالانکہ ان کے اکابر بھی ان مسائل پر کاربند ہیں۔ ہم کہنا چاہتے ہیں کہ اگر اہلسنّت سے دشمنی صرف انہی مسائل کی وجہ سے ہے تو پھر اپنے اکابر سے بھی دامن چھڑا لینا چاہیئے۔ اور جو فتوے سینوں پر چسپاں کیئے جاتے ہیں ان کا رخ اپنے اکابر کی طرف بھی ضرور کرنا چاہیئے، کیونکہ وہ فروعی مسائل ان سے بھی ثابت ہیں اگر دیو بندی وہابی حضرات ان مسائل کو تسلیم کرتے ہیں اور وعدہ کرتے ہیں کہ ایسے نظریات کے حامل لوگوں کو وہ مشرک

وغیرہ نہیں کہیں گے تو ہمارا کھلے بندوں اعلان ہے کہ وہ اپنی گستاخیوں اور بے ادبیوں سے آج ہی توبہ بھی کرلیں تو اختلاف ختم۔

بلاتی ہیں موجیں طوفانوں میں اترو

کہاں تک چلو گے کنارے کنارے

گستاخانہ عبارتیں:

اب آخر میں ہم مخالفین کی گستاخانہ عبارتیں پیش کر کے اپنے آقا ﷺ کے ہر غیرت منداور وفادار امتی کو دعوت فکر دیتے ہیں کہ

میں خود غرض نہیں میرے آنسو پرکھ کے دیکھ

فکر چمن ہے مجھے غم آشیاں نہیں

اور

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر

بندہ پرور! منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

وہابیوں کے باطل عقائد

فرقہ وہابیہ سے تعلق رکھنے والے مختلف افراد و مکاتب کے عقائد وافکار پیش کیئے جاتے ہیں تاکہ ہر شخص حقیقت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر حق و باطل کا فیصلہ کرسکے۔

مشترکہ عقائد:

چونکہ ابن تیمیہ، ابن قیم، محمد بن عبدالوہاب نجدی، ابن حزم، اسماعیل دہلوی کی

ذات پر دونوں فریق (غیر مقلد اور دیوبندی) متفق ہیں، جن کا گستاخ ہونا واضح ہے، اس لیئے ان کے الگ الگ عقائد ونظریات پیش کرنے سے قبل ان کے عقائد کے مشترکہ چند نمونے ملاحظہ فرمالیں!

ذات خداوندی کے متعلق

اسماعیل دہلوی نے ذات باری تعالیٰ کے متعلق درج ذیل عقائد بیان کیئے ہیں:

۱......ہم نہیں مانتے کہ اللہ کا جھوٹ بولنا محال ہے۔ (یک روزہ فارسی ص ۱۷)

یعنی ان کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ (معاذ اللہ)

۲......اللہ تعالیٰ کو زمان ومکان اور جہت وغیرہ سے پاک ماننا اصلی بدعتوں سے ہے۔ (ایضاح الحق الصریح ص ۳۵)

یعنی اللہ تعالیٰ کا مکان بھی ہے اور کوئی خاص جگہ بھی مقرر ہے۔

۳......سو اللہ کے مکر سے ڈرا چاہیئے۔ (تقویۃ الایمان ص ۴۶)

گویا ان کے نزدیک اللہ مکار ہے۔ (معاذ اللہ)

۴......اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب کی شان ہے۔ (ایضاً ص ۲۰)

یعنی اللہ تعالیٰ کو ہر وقت غیب کی باتوں کا علم نہیں ہوتا، ہاں وہ جب چاہے دریافت کر لیتا ہے، یعنی دوسروں سے پوچھ لیتا ہے۔

۵......ابن قیم نے لکھا ہے:

میرا عقیدہ ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ عرش اور کرسی کے اوپر موجود ہے، اللہ نے

دونوں قدم کرسی پر رکھے ہیں۔ (قصیدہ نونیہ ص ۳۱)

۶......ابن تیمیہ اللہ تعالیٰ کی حرکات وسکنات کو اپنی حرکات وسکنات پر قیاس کرتا، اللہ تعالیٰ کے لیے جسم کا قائل تھا اور کہتا کہ وہ عرش کے برابر ہے نہ بڑا نہ چھوٹا۔

(الدرر الکامنہ ص ۱۵۴، ۱۵۵۔ لابن حجر عسقلانی)

۷......ابن حزم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنا بیٹا پیدا کر سکتا ہے۔

(الملل والنحل ج ۲ ص ۱۲۳، ۱۳۶)

رسالت کے متعلق

۱......اسماعیل دہلوی نے رسول اللہ ﷺ کے متعلق لکھا ہے کہ آپ ,,بے حواس ہو گئے،،۔ (تقویۃ الایمان ص ۵۶) معاذ اللہ

۲......اس نے ہر مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی (جس میں انبیاء کرام اور اولیاء عظام بھی شامل ہیں) کو اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل کہا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۳۵)

۳......اور انبیاء واولیاء کا نام لے کر انہیں ایک ذرہ ناچیز سے کمتر (حقیر ترین) قرار دیا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۵۶)

گویا ان کے نزدیک اللہ کی بارگاہ میں چمار اور ذرہ ناچیز کی کوئی وقعت، قدر اور حیثیت ضرور ہے جبکہ انبیاء واولیاء ان سے بھی ذلیل ہیں اور حقیر۔ (معاذ اللہ)
ظاہر ہے ایسی بات وہی کہہ سکتا ہے جو خود سب سے بڑھ کر ذلیل ورسوا ہو۔

۴......دہلوی نے انبیاء کرام کو ,,ناکارہ،، کہنے سے بھی کوئی عار محسوس نہیں کی ملاحظہ ہو!

(تقویۃ الایمان ص ۲۹)

۵......مزید کہا کہ اولیاء وانبیاء اور بھوت پری میں کچھ فرق نہیں۔ (ایضاً ص ۸)

۶......اس نے ہی ,,گو برافشانی،، کی ہے کہ نماز میں رسول اللہ ﷺ کا خیال آجانا اپنے گدھے اور بیل کی صورت میں غرق ہو جانے سے بھی برا ہے۔ (صراط مستقیم ص ۸۶)

۷......اس نے تمام بزرگوں، نبیوں، ولیوں حتیٰ کہ خود حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سمیت سب کو ,,بڑا بھائی،، قرار دے کر کہا کہ ان کی اتنی ہی تعظیم کرو جتنی ایک بڑے بھائی کی تعظیم کی جاتی ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۶۰)

۸......اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے:

رسول اللہ ﷺ کی بات کو شریعت سمجھنا شرک ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ۶۹)

۹......مزید کہا: کہ ہر نبی کا مقام اپنے دور میں گاؤں کے چودھری جیسا ہے۔

(تقویۃ الایمان ص ۹۶)

۱۰......محمد بن عبدالوہاب نجدی نے انبیاء کرام کی قبروں کو ,,بت،، قرار دیا ہے۔

(کتاب التوحید ص ۱۰ مترجم)

۱۱......اس نے لکھا ہے: انبیاء بھی لا الہ الا اللہ کی فضیلت جاننے کے محتاج ہیں۔

(کتاب التوحید ص ۲۹ مترجم)

یعنی ابھی تک کسی نبی کو بھی کلمہ کی فضیلت کا صحیح علم نہیں ہو سکا۔

۱۲......مزید کہا کہ حضور ﷺ اپنے نفع ونقصان کے بھی مالک نہیں۔

(کشف الشبہات ص ۱۰)

۱۳......ابن تیمیہ نے کہا:

رسول اللہ ﷺ کی قبر سے آنے والی آوازیں شیطان کی چالیں ہیں۔

(کتاب الوسیلہ ص ۱۵۱، ملخصاً)

۱۴......مزید کہا: نبی پاک ﷺ اور دیگر انبیاء کا انسانی شکلوں میں آ کر مدد کرنا اصل میں شیطان کا مدد کرنا ہے۔ (ایضاً ۱۴۱ ملخصاً)

دیوبندیوں کے باطل عقائد

مشترکہ عقائد ملاحظہ کرنے کے بعد اب ان فرقوں کے الگ الگ عقائد و نظریات بھی ملاحظہ فرمالیں! اور پھر اپنے ضمیر کا فیصلہ سننے کے لیے گوش بر آواز رہیئے!......

ذات باری تعالیٰ کے متعلق

۱......دیوبندی دھرم کے قطب، رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے:

امکان کذب سے مراد خول کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۱۹، فتاویٰ رشیدیہ کامل مبوب ص ۲۳۷، ۲۳۸)

۲......اسی نظریۂ بد کا اظہار محمود الحسن دیوبندی نے الجہد المقل ج ۱ ص ۴۴، ۸۳، ج ۲ ص ۴۰ پر کیا۔

۳......اشرفعلی تھانوی نے بوادر النوادر ج ۱ ص ۲۰۱ پر یہی لکھا ہے۔

۴......خلیل احمد انبیٹھوی نے براہین قاطعہ ص ۸، ۲۷۶ پر بھی یہی کہا ہے۔

۵......الجہد المقل ج ۱ ص ۴۴، ۸۳، پر محمود الحسن نے دو ٹوک کہہ دیا کہ وہ جو برے کام بندہ کر سکتا ہے وہ اللہ تعالیٰ بھی کر سکتا ہے۔ معاذ اللہ

۶......تذکرۃ الخلیل ص ۱۳۵، ۸۴ پر بھی اسی بدعقیدگی کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔

۷......انور شاہ کشمیری نے اللہ تعالیٰ کے علم کو چابی کی طرح قرار دیا کہ جب چاہے معلومات کا تالہ کھول کر علم حاصل کرلے۔ (فیض الباری ج ۱ ص ۱۵۱)

جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر وقت تمام امور کا علم حاصل نہیں ہوتا، لیکن وہ جب چاہے علم حاصل کرسکتا ہے۔

دیکھیئے ! دیوبندیوں کے ہاں علم خداوندی کے متعلق کیسا گھناؤنا تصور ہے۔

۸......ایسے ہی رشید احمد گنگوہی کے خلیفہ حسین علی واں بھچروی نے دوٹوک لکھ مارا کہ انسان خود مختار ہے، اچھے کریں یا نہ کریں اور اللہ کو پہلے اس سے کوئی علم بھی نہیں کہ کیا کریں گے، بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا۔ (بلغۃ الحیر ان ص ۱۵۶)

یہ عبارت بالکل واضح ہے کہ دیوبندیوں کے نزدیک خدا تعالیٰ کو مخلوق کے کاموں کی پہلے کچھ خبر نہیں کہ وہ کیا کرنے والے ہیں، جب انسان عمل کرتے ہیں تو وہ جان لیتا ہے کہ انہوں نے کیسا عمل کیا ہے، ورنہ اسے کچھ علم نہیں ہے۔ استغفر اللہ!

ذات رسالت کے متعلق

انکار ختم نبوت:

دیوبندیوں کے حجۃ الاسلام محمد قاسم نانوتوی نے ختم نبوت کا مفہوم بگاڑتے ہوئے نئے نبی کی آمد کا راستہ ہوں ہموار کیا ہے کہ:

۱......عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم النبیین ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن

ہوگا کہ تقدم یا تأخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ (تحذیر الناس ص ۴)

یعنی عام لوگوں کے نزدیک ختم نبوت کا یہ مطلب ہے کہ آپ ﷺ آخری زمانہ میں تشریف لائے ہیں جبکہ سمجھدار لوگ (دیوبندیوں) کے نزدیک اس میں کوئی فضیلت نہیں ہے۔

مزید لکھا ہے:

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوت ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہوا تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آتا۔ (ایضاً ۲۸)

گویا مرزائیوں نے ایک نبی مانا تو وہ کافر ٹھہرے یہ نانوتوی صاحب ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے نبوت کا دروازہ کھول رہے ہیں، ان کے نزدیک ایک مرزا ہی کیا قیامت تک جتنے مرضی نبی بنتے رہیں، بن جائیں، کیونکہ اس طرح ان کے نزدیک ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لاحول ولا قوۃ

۲......اسی نانوتوی جی کے پوتے قاری طیب دیوبندی جنہیں وابستگان دیوبند حکیم الاسلام کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں۔ وہ دوٹوک اپنا عقیدہ انکار ختم نبوت یوں بیان کرتے ہیں:

,,ختم نبوت کا معنیٰ لینا کہ نبوت کا دروازہ بند ہوگیا یہ دنیا کو دھوکہ دینا ہے،،۔

(خطبات حکیم الاسلام ص ۵۰)

گویا جتنے لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ,,نبوت کا دروازہ بند ہوگیا ہے،، وہ سب دھوکہ باز ہیں اور دیوبندیوں کے نزدیک آج بھی نبوت کا دروازہ چوپٹ کھلا ہے، جس کا جی

چاہے اس میں داخل ہو کر قسمت آزمائی کر سکتا ہے۔

۳......امین اوکاڑوی نے لکھا ہے:

آپ نماز پڑھتے رہے اور کتیا سامنے کھیلتی رہی اور ساتھ گدھی بھی دونوں کی شرمگاہوں پر نظر پڑتی رہی۔

(تجلیات صفدر ج ۵ ص ۴۸۸، غیر مقلدین کی غیر مستند نماز ص ۱۹۶)

۴......احادیث صحیحہ میں ہے کہ نبی کریم ﷺ بعض اوقات سری نمازوں میں کوئی آیت جہر کیساتھ پڑھتے تھے، تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

,,میرے نزدیک اصل وجہ یہ ہے کہ آپ پر ذوق وشوق کی حالت ہوتی تھی جس میں یہ جہر واقع ہو جاتا تھا اور جب کہ آدمی پر غلبہ ہوتا ہے تو پھر اس کو خبر نہیں رہتی کہ کیا کر رہا ہے۔ (تقریر ترمذی ص ۷۱)

توہین ہی توہین

دیوبندی مذہب کے شیخ الہند محمود الحسن نے اپنے رشید احمد گنگوہی دیوبندی کو ,,بانی اسلام (رسول اللہ ﷺ) کا ثانی،، قرار دیا ہے۔ (مرثیہ ص ۵)

☆......محمود الحسن نے ایک مقام پر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو چیلنج دیا ہے کہ آپ نے تو صرف ایک کام کیا کہ مردوں کو زندہ کر دکھایا جبکہ ہمارے رشید احمد گنگوہی نے دو کام سر انجام دے کر آپ کو پیچھے چھوڑ دیا کہ اس نے مردوں کو زندہ کیا اور زندوں کو مرنے بھی نہیں دیا۔ (معاذ اللہ)۔ (مرثیہ ۲۳)

☆......صنادید دیوبند کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے ایک مرید نے

خواب میں خود کو ,, لا الٰہ الّا اللہ اشرفعلی رسول اللہ ،، پڑھتے دیکھا، جب بیدار ہوا تو پھر درود یوں پڑھا ,, اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرفعلی ،، مرید نے یہ ماجرا تحریری طور پر اپنے ,, پیر مغاں ،، کی ,, خدمت ،، میں ارسال کیا۔ تو تھانوی جی نے اسے سرزنش کرنے کے بجائے یوں تھپکی دی کہ:

,, اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہٖ تعالیٰ متبع سنت ہے،،۔ (الامداد ص ۳۴)

گویا جو متبع سنت (سنت کا پیروکار) ہو اسے "رسول اللہ" اور "نبینا" وغیرہ کہنا اور اس کا کلمہ پڑھتے ہوئے اس پر درود پڑھنا جائز ہے، توبہ واستغفار کی کوئی ضرورت نہیں۔

ملاحظہ فرمائیں! منصب نبوت کے تقدس کو کس طرح تار تار کر دیا ہے؟

قاسم نانوتوی نے کہا ہے کہ:

انبیاء اپنی امت میں صرف علوم میں ہی ممتاز ہوتے ہیں، جب کہ عمل میں بظاہر امتی کبھی برابر ہو جاتے ہیں بلکہ ان سے بڑھ بھی جاتے ہیں۔ (تحذیر الناس ۵)

اس عبارت میں "بظاہر" اور "عمل" کے لفظ پر دیوبندی بڑا اودھم مچاتے ہیں، جبکہ یہ قیدیں محض اتفاقی ہیں، دیوبندی مذہب میں واقعۃً امتی علم اور عمل دونوں میں نبی سے بڑھ سکتا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو!

دیوبندیوں کے "شیخ الاسلام" حسین احمد مدنی نے لکھا ہے:

پیغمبروں کو عمل کی وجہ سے فضیلت نہیں، عمل میں تو بعض امتی پیغمبر سے بڑھ جاتے ہیں"۔ (مدینہ بجنور یکم جولائی ۱۹۵۸ ص ۳ کالم ۳ بحوالہ زلزلہ ص ۴۹)

اشرفعلی تھانوی نے مانا ہے:

کہ غیر نبی، نبی سے زیادہ علم والا ہوسکتا ہے۔(افاضات یومیہ ج۶ ص ۳۴۹)

تھانوی نے کہا ہے:

کہ جیسا علم غیب رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہے ایسا علم ہر پاگل، بچے اور تمام جانوروں اور چوپاؤں کو بھی ہے۔(حفظ الایمان ص ۸)

خلیل احمد انبیٹھوی:

کے نزدیک شیطان اور ملک الموت کے لیئے پوری کائنات کا علم ماننا ایمان ہے، جبکہ رسول اللہ ﷺ کے لیے ایسا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔(براہین قاطعہ ص ۵۱)

قاسم نانوتوی نے لکھا ہے کہ:

جھوٹ بولنا نبی کی شان کے خلاف نہیں، اور جو یہ کہتا ہے کہ انبیاء کرام گناہوں سے پاک ہوتے ہیں وہ غلط ہے۔(تصفیہ العقائد ص ۲۳، ۲۵)

ہر کوئی رحمۃ للعالمین

دیوبندیوں نے رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ میں کئی رحمۃ للعالمین گھڑ لیئے ہیں، ملاحظہ ہو!

رشید احمد گنگوہی نے کہا ہے کہ:

رحمۃ للعالمین رسول اللہ ﷺ کی خاص صفت نہیں ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۲۴۵)

جب حاجی امداداللہ مہاجر مکی کا وصال ہوا تو گنگوہی جی نے انہیں رحمۃ للعالمین کہہ کر

پکارا۔اور بار بار کہا: ہائے رحمۃ للعالمین، ہائے رحمۃ للعالمین۔

(اشرف السوانح ج۳ص۲۰۳)

اشرفعلی تھانوی کے مرید کا کہنا ہے کہ یہ لقب تھانوی پر بھی صادق آتا ہے۔

(اشرف السانح ج۳ص۲۰۳)

یعنی دیوبندیوں کے ہاں تھانوی بھی رحمۃ للعالمین ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق نظریات

محمد حسین نیلوی نے لکھا ہے:

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے جنرل ضیاء الحق ہی اچھا رہا کہ جب بھی اسے مہم پیش آئی تو سیدھا مکہ شریف جا پہنچا۔(مظلوم کربلاص۱۰۰)

گنگوہی نے لکھا ہے:

محرم میں ذکر شہادت حسنین رضی اللہ عنہما کرنا اگرچہ بروایات صحیحہ ہو، یا سبیل لگانا، شربت پلانا......حرام ہیں۔(فتاویٰ رشیدیہ ص۱۳۹)

حسین علی واں بچھروی نے لکھا ہے:

کور کورانہ مرودر کربلا انیفتی چوں حسین اندربلا

(بلغۃ الحیر ان ص۳۹۹،دوجگہ پر)

کربلا میں اندھا دھند نہ چلا جاتا کہ تو حسین کی طرح بلا میں نہ پڑے۔یعنی امام حسین کربلا میں بے سوچے سمجھے جسے پنجابی میں "اٹے وا" کہتے ہیں امام حسین یوں کربلا میں گئے تھے۔

ابو یزید محمد دین بٹ لاہوری دیوبندی نے امام حسین کو باغی اور یزید کو امیر المؤمنین، سیدنا اور رضی اللہ عنہ لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو! رشید ابن رشید ٹائیٹل پیج وغیرہ۔ اس پر متعدد دیوبندیوں کی تقریظیں اور تصدیقیں ہیں مثلاً

عبدالستار تونسوی، نورالحسن بخاری، مفتی شفیع، محمد علی کاندلوی، شمس الحق افغانی، قاضی شمس الدین، خیر محمد، ابوالاعلیٰ مودودی وغیرہ

رشید احمد گنگوہی کو صدیق وفاروق قرار دے کر شیخین کریمین کی توہین کی گئی ہے۔

(مرثیہ ۱۲، از محمود الحسن)

رشید گنگوہی نے لکھا ہے:

صحابہ کرام کو کافر کہنے والا سنت وجماعت سے خارج نہ ہوگا۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۷۶)

اشرفعلی تھانوی نے فضل الرحمن دیوبندی کا بیان لکھا ہے کہ:

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا انہوں نے ہم کو اپنے سینے سے چمٹا لیا ہم اچھے ہو گئے۔ (افاضات یومیہ ج ۶ ص ۳۷، قصص الاکابر ص ۴۷، مجالس حکیم الامت ص ۲۸۰، حسن العزیز ج ۲ ص ۷۷)

☆...... محمد عیسیٰ منصوری نے عطاء اللہ بخاری کا قول لکھا کہ:

"صحابہ کا قافلہ جا رہا تھا ان میں ایک فرد (انور شاہ کشمیری) پیچھے رہ گیا"۔

(مولانا سعید احمد خاں ص ۲)

☆......سرفراز گکھڑوی نے لکھا ہے کہ:

محمد نیلوی دیوبندی نے حضرات صحابہ کرام کی عدالت پر کلام کیا ہے۔

(تسکین الصدور ص ۶۵)

☆......بانی تبلیغی جماعت الیاس صاحب:

کی نانی کہتی تھیں کہ مجھے تجھ سے صحابہ کی خوشبو آتی ہے......تیرے ساتھ مجھے صحابہ کی صورتیں چلتی پھرتی نظر آتی ہیں۔(دینی دعوت ص ۵۲،۵۱)

☆......عبدالشکور کاکوروی نے لکھا ہے:

جناب امیر (سیدنا علی) کی مجلس میں اعلانیہ فسق ہوتا تھا اور آپ اس کو مطلقاً روا رکھتے تھے، روکنا اور منع کرنا درکنار آپ اس کو بیان کرنا فخر خیال کرتے تھے...... جناب امیر ان باتوں کو بہت ذوق وشوق سے دیکھتے تھے۔

(النجم، خلافت نمبر ۲۱، ۲۱ اپریل ۱۹۳۴ء بحوالہ تحقیقات از علامہ شریف الحق امجدی)

☆......سید احمد دیوبندی کو حضرت علی نے غسل اور سیدہ فاطمہ نے خواب میں کپڑے پہنائے۔(صراط مستقیم ص ۳۱۵)

☆......سیدنا امام حسن کے ایمان کا اعتبار نہیں کیا۔(فضائل اعمال ص ۱۷۵)

غیر مقلد نجدی وہابیوں کے متعلق

ذات باری تعالٰی کے متعلق

وہابیوں کے "شیخ الاسلام" ثناء اللہ امرتسری کے نزدیک:

”امکان کذب باری کفر نہیں“ (شمع توحید ۱۴)

یعنی یہ عقیدہ کفر نہیں کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔

نواب وحید الزمان حیدر آبادی نے لکھا ہے:

”اللہ جب آسمان دنیا پر نزول کرتا ہے تو عرش اس سے خالی ہو جاتا ہے“

(ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۱۰ دہلی)

یعنی بالکل بندوں کی طرح، جیسے وہ ایک جگہ سے منتقل ہو کر دوسری جگہ جائیں تو پہلی جگہ خالی ہو جاتی ہے۔

مزید لکھا ہے: جب وہ (اللہ) کرسی پر بیٹھتا ہے تو چار انگل بھی بڑی نہیں رہتی اور اس کے بوجھ سے چر چر کرتی ہے۔ (تفسیر وحیدی ص ۵۶)

گویا وہابیوں کے نزدیک اللہ اکبر (اللہ سب سے بڑا ہے) کہنا غلط ہے، کیونکہ ان کے نزدیک کرسی بھی خدا کے برابر ہے، اور پھر وہ بندوں کی طرح کرسی پر بیٹھ بھی جاتا ہے، تو اب اس کا جسم کرسی میں سما گیا، اور پھر اتنا بوجھل ہے کہ کرسی بوجھ برداشت نہ کرنے کی وجہ سے چڑچڑا اٹھتی ہے۔

مزید کسر نکالتے ہوئے دوٹوک لکھ مارا:

ھو سبحانه...... ومرء لا کالا شخاص والناس۔

(ہدیۃ المھدی ص ۹)

اللہ تعالیٰ شخص اور مرد ہے عام شخصوں اور لوگوں کی طرح نہیں۔

یعنی ہے تو وہ شخص اور مرد، لیکن ذرا بندوں سے ہٹ کر، خاص قسم کا ہے۔

وہابیوں کے امام عبداللہ غزنوی کے شاگرد قاضی عبدالاحد خانپوری نے اپنے سردار اہلحدیث ثناءاللہ امرتسری کا عقیدہ لکھا ہے کہ:

رب تعالیٰ اپنی مثل (دوسرا خدا) پیدا کرنے پر قادر ہے (الفیصلۃ الحجازیہ ص ۲۳)

☆......وہابیوں کے امام عبدالستار دہلوی نے لکھا ہے:

خدا کو ہر جگہ ماننا معتزلہ وجہمیہ وغیرہ فرق ضالہ کا باطل عقیدہ ہے۔

(فتاویٰ ستاریہ ج ۲ ص ۸۴)

گویا اب خدا کو حاضر وناظر ماننا بھی باطل ہو گیا۔

وحیدالزمان نے لکھا ہے:

کہ اللہ جس صورت میں چاہے ظاہر ہوتا ہے۔ (ہدیۃ المھدی ج ا ص ۷)

اب دیکھیئے! کائنات میں کون کون سی بری صورتیں پائی جاتی ہیں، وہابی کہتے وہ ہر صورت میں ظاہر ہو سکتا ہے۔

عبداللہ روپڑی نے لکھا ہے:

کہ میاں بیوی کے تعلق کے لیئے اللہ پر جھوٹ بولنا بھی جائز ہے۔

(مظالم روپڑی ص ۵۳)

رسالت کے متعلق

وہابیوں کے "مجتہد العصر" عبداللہ روپڑی نے یہ بارو کرایا ہے کہ نبی پاک ﷺ قرض اتارنے کے لیے حرام مال بھی استعمال کر لیتے تھے۔ (بکراد یوی ص ۳۱)

فقیر اللہ مدراسی نے لکھا ہے:

کہ ثناء اللہ امرتسری کے قول (نسخ کا قائل ہونا مردار خوری ہے) سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھی مردار کھانے والے تھے۔ (تفسیر السلف ص ١٧)

وہابیوں کے نزدیک "محمد رسول اللہ" کا وظیفہ جائز نہیں۔

(فتاویٰ اہلحدیث ج ١ ص ١٥٠ م ٢٥١)

☆......نواب نور الحسن نے لکھا ہے کہ:

پیغمبر کی قبر ہو یا کسی اور کی اسے مٹی کے برابر کرنا واجب ہے۔

(عرف الجادی ص ٦١)

☆......محمد جونا گڑھی نے لکھا ہے کہ:

دین میں نبی کی رائے حجت نہیں۔ (طریق محمدی ص ٥٧، ٥٩، ٦١)

وہابیوں کے نزدیک نبی کی بات دین نہیں (بے دینی ہے)۔ (اصلی اہلسنت ص ٢٩ کراچی)

رفیق خاں پسروری نے لکھا ہے کہ:

"انسان چھوٹا ہو یا بڑا، نبی ہو یا ولی خاکی اور لوازمات زندگی سے ملوث ہے۔

(اصلاح عقائد ص ١٥٤)

گویا انبیاء کرام بھی عام بندوں کی طرح "لوازمات زندگی" سے ملوث ہیں، وہ معصوم نہیں ہوتے۔

عنایت اللہ اثری نے لکھا ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ کو معراج جسمانی نہیں ہوئی تھی، بلکہ خواب کا واقعہ ہے۔

(العطر البلیغ ص ۴۱)

نذیر حسین دہلوی کی: مصدقہ کتاب "ردتقلید" ص ۱۲ پر حسین خاں نے لکھا ہے:

کہ انبیاء علیہم السلام سے احکام دینی میں بھول چوک ہو سکتی ہے۔

چلو کام تمام ہوا، اب کسی نبی بلکہ خود سید المرسلین ﷺ وعلیہم اجمعین کے متعلق بھی یہ یقین نہ رہا کہ آپ نے کما حقہ دین کی تبلیغ فرمائی ہے۔ خدا جانے کتنے ہی مقامات پر انہوں نے بھول چوک کا مظاہرہ کیا ہوگا۔ العیاذ باللہ تعالی

عبداللہ روپڑی نے لکھا ہے کہ:

"ابراہیم علیہ السلام نے قوم کو دھوکہ دیا"۔

(مودودیت اور احادیث نبویہ ص ۶۲)

عنایت اللہ اثری:

نے حضرت زکریا اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کو نامرد لکھا ہے۔

(عیون زمزم ص ۱۶)

ختم نبوت پر ڈاکہ

نواب وحید الزمان حیدر آبادی:

نے رام چندر، لچھمن، کشن جی، زراتشت، کنفسیوس، بدھا، جاپان، سقراط، فیثا غورس وغیرہ کو نبی بتایا اور لکھا کہ ان پر ایمان لانا واجب ہے۔ (ہدیۃ الایمان ص ۸۵)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق

نواب وحید الزمان حیدر آبادی:

نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو محرف قرآن ثابت کرنے کے لیے لکھا ہے کہ

"انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ......الآیہ" والی آیت کو

اصل جگہ سے بدل کر یہاں فٹ کر دیا تھا۔ (تفسیر وحیدی ص ۵۴۹)

امام الوہابیہ نواب صدیق حسن بھوپالوی نے لکھا ہے:

بعض صحابہ فاسق تھے۔ (البنیان المرصوص ص ۱۸۴)

وحید الزمان نے بھی لکھا ہے کہ:

صحابہ میں کچھ فاسق بھی تھے جیسے ولید، معاویہ، عمرو، مغیرہ اور سمرہ۔

(نزل الابرار ج ۳ ص ۹۴)

مزید لکھا ہے کہ: ابوسفیان، معاویہ، عمرو بن عاص، مغیرہ بن شعبہ، اور سمرہ بن جندب کو

رضی اللہ عنہ کہنا جائز نہیں۔ (کنز الحقائق ص ۱۳۴)

ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے کہ:

صحابہ کرام کو گالیاں دینے والے کے بارے میں اپنے قلم اور زبان کو روکتا

ہوں۔ (فتاوی ثنائیہ ج ۱ ص ۱۹۰)

یعنی ان کے نزدیک وہ کسی بھی سخت جملے، سزا اور تعزیر کا حقدار نہیں، جبکہ دوسری جگہ شاہ

ولی اللہ، شاہ رفیع الدین اور نواب صدیق کو صرف "سخت سست" کہنے والے کو دوٹوک

"فاسق" لکھ کر قلم کو حرکت دی ہے ملاحظہ ہو! فتاوی ثنائیہ ج ۱ ص ۶۸، اندازہ کیجیے!

صحابہ کرام سے کس قدر عداوت ہے کہ انہیں گالیاں دینے والون کے خلاف غیرت کو جوش نہیں آتا۔

مزید لکھا ہے: کہ صحابہ کرام کو سچا ماننا اسلام میں داخل نہیں۔ (ایضا)

وہابیوں کے نزدیک صحابہ کرام کا قول، فعل، فہم، رائے، استدلال، استنباط اور اجتہاد کا کوئی اعتبار نہیں، پوری امت میں کسی ایک فرد پر بھی انہیں ماننا ضروری نہیں۔

انہی نظریات کا اظہار:

۱......نذیر حسین دہلوی نے فتاویٰ نذیریہ ج۱ ص۱۹۶، ۳۴۰، ۶۲۲ پر۔

۲......نواب صدیق نے التاج المکلل ص ۲۹۶، الروضۃ الندیہ ج۱ ص۲۵۴، بدور الاہلہ ص۱۳۹، دلیل الطالب ص۶۱۷ پر۔

۳......زبیر علی زئی اور اس کی پارٹی نے: الحدیث نمبر۳۰ ص۴۴، ۱۴۔ نمبر۲۷ ص۵۷۔

۴......نواب نورالحسن بھوپالوی نے عرف الجادی ص۴۴، ۴، ۳۸، ۸۰، ۷، ۲۰، ۱۰۱ پر۔

۵......عبدالرحمان مبارکپوری نے تحفۃ الاحوذی ج۲ ص۴۴ پر۔

۶......صفدر عثمانی نے احسن الابحاث ص۴۵، ۴۱، ۴۴، ۴۵، ۴۹، ۴۶، ۴۲ پر۔

۷......عبدالمنان نور پوری نے ''مسئلہ رفع الیدین'' ص۱۴، ۸۱، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۸، ۸۹ پر۔

وہابیوں کے نزدیک صحابہ کرام سنت کے مخالف اور دین سے ناواقف تھے۔ چند حوالہ جات درج ذیل ہیں:

۱......صادق خلیل نے لکھا:

صحابہ کرام سنت نبوی سے ناواقف۔(نماز تراویح ص ۱۹)

۲......اسماعیل سلفی نے لکھا:

ان (صحابہ) کا یہ فعل سنت صحیحہ کے خلاف ہے۔(فتاویٰ سلفیہ ص ۱۰۷)

۳......صفدر عثمانی:

نے صحابہ کرام کی دین سے ناواقفی ظاہر کی ہے۔(احسن الابحاث ص ۵۴)

۴......محمد جونا گڑھی:

نے بتایا کہ حضرت عمر دین کے موٹے موٹے مسائل میں غلطیاں کرتے رہے ہیں۔(طریق محمدی ص ۷۸)

اور لکھا ہے کہ: حضرت ابوبکر اور حضرت عمر خدا رسول کے فرمان کے خلاف نظر آئے۔

(ایضاً ص ۱۹۱)

۵......نواب صدیق حسن نے لکھا کہ:

حضرت عمر نے نماز تراویح کی جماعت کا آغاز کر کے بری بدعت کا آغاز کیا تھا۔(الانتقاد الرجیح ص ۶۲)

۶......وہابی مفتی نے حضرت عثمان کے عمل کو گمراہی قرار دیا ہے۔(فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۴۳۵)

۷......زبیر علی زئی نے لکھا:

عبداللہ بن عمر کا اجتہاد نبی کی سنت کے خلاف ہے۔الحدیث نمبر ۲۶ ص ۵۶)

ان کے تفصیلی عقائد کے لیئے ہماری زیر طبع کتاب "خارجیت کے مختلف روپ" ملاحظہ کیجیئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا؟

شیخ المحدثین، حضرت العلام، علامہ

حافظ ابوالخیر غلام نبی نقشبندی کیلانی دامت برکاتہم العالیہ

فاضل جلیل حضرت مولانا ابوالحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی، تدریس، تقریر اور مناظرہ کے شعبہ جات کے علاوہ تحریر کے میدان میں بھی نمایاں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ قلیل مدت میں ان کی متعدد تصانیف منظر عام پر آچکی ہیں...... اور تاہنوز بڑی سرعت کے ساتھ یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔ صد مسرت یہ امر ہے کہ ان کی تصنیفات میں علمی، تحقیقی اور ادبی عنصر غالب ہے۔ ☆☆☆

شیخ الحدیث علامہ

محمد عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ

فاضل نوجوان مولانا علامہ حافظ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی بارک اللہ تعالیٰ فی علمہ وعملہ وعمرہ مدرس دارالعلوم نقشبندیہ امینیہ ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ نے ''صحابہ کرام اور مسلک اہلسنّت'' کے نام سے کتاب لکھ کر یہ ثابت کیا ہے کہ اہلسنّت وجماعت کا مسلک وہی ہے جو صحابہ کرام کا تھا۔ ☆☆☆

شیخ الفقہ، علامہ

مفتی محمد عبداللطیف قادری دامت برکاتہم العالیہ

حضرت فاضل علام نے اپنے مسلک کے اثبات اور مخالفین کی تردید کے لیے قلم اٹھایا اور خوب محنت وتحقیق فرمائی۔ فجزاہ اللہ خیراً۔ ☆☆☆

ادیب شہیر

مولانا غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے (شکرگڑھ)

حضرت ساقی نے حضرت ابوالبیان پیر محمد سعید احمد مجددی قدس سرہٗ العزیز کی بارگاہ علم وفضل سے فیض حاصل کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے آسمان تحقیق پر چھا گئے۔آپ علم وفضل، زہد تقویٰ اور عمدہ اخلاق کی تصویر ہیں۔

احقر کافی عرصے سے آپ کو ذاتی طور پر جانتا ہوں۔اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ میں دین کا درد، قوم کا خلوص اور ملت کا غم پوری طرح جاگزیں ہے۔

عشق کے راستے پر چلایا ہمیں
اہل سنت خدا نے بنایا ہمیں

ساقیٔ اہل سنت کی تحریر ہے یہ مجدد کی رحمت کی تصویر ہے
گمرہی میں محبت کی تنویر ہے اس کے ہر لفظ نے حق سنایا ہمیں
اہل سنت خدا نے بنایا ہمیں

☆☆☆

عظیم محقق ومورخ حضرت علامہ

مفتی محمد علیم الدین نقشبندی

مناظر اسلام، فاضل جلیل حضرت مولانا علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی زید شرفہٗ کی خدمت میں سلام بے دینوں کے مقابلہ میں ان کی فتوحات سے قلبی راحت ہوتی ہے۔

استاذی المکرم، شیخ الفقہ

حضرت علامہ مولانا محمد رفیع الدین مجددی دامت برکاتہم العالیہ

(دار العلوم نقشبندیہ امینیہ ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ)

کتاب مستطاب، لاثانی، لاجواب، مفید ہر شیخ وشاب "اہل جنت اہل سنت" کے چند اقتباسات وچیدہ چیدہ مقامات نظر سے گزرے، کتاب کیا ہے؟ مذہبی معلومات کا ایک بیش قیمت خزینہ اور انداز واسرار کا بہترین دفینہ ہے۔

ابوالحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی ان خوش نصیب حضرات میں سے ہیں کو بیک وقت تحریر وتقریر اور مناظرہ وتدریس کے بے تاج بادشاہ ہیں۔ آپ بلاشبہ ایک سلجھے ہوئے ادیب اور شعلہ نوا خطیب ہیں۔ آپ کی خطابت میں تحقیق واستدلال کا رنگ غالب ہے۔

☆☆☆

حضرت علامہ مولانا حافظ حکیم شفقات احمد مجددی حفظہ اللہ

برادرِ عزیز، جامع معقول ومنقول، حاوی فروع واصول، جناب مولانا غلام مرتضیٰ ساقی مجددی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے معتبر، مستند اور ٹھوس دلائل وبراہین کے ساتھ اس موضوع پر خوب تحقیق عمیق فرمائی ہے اور واقعتاً اس ناقابل تردید حقیقت کو ثابت کر دیا ہے۔ اور بطور جملہ معترضہ مخالفین کی خام خیالیوں کا بھی خوب آپریشن کیا ہے۔ اس موضوع پر اتنی شرح وبسط کے ساتھ پہلی کتاب میری نظر سے گزری ہے۔

ع   اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

حضرت علامہ

مفتی محمد رضاء المصطفےٰ ظریف القادری مدظلہ

مناظر اہلسنّت، مولانا حافظ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی ہر محاذ پر مخالفین کا علمی وتحقیقی محاسبہ اور مسلک حقہ اہلسنّت وجماعت کا دفاع فرمانے کے لیے ہمہ وقت کمربستہ نظر آتے ہیں۔ زیرنظر کتاب ''محققانہ فیصلہ'' بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے اس کتاب میں علامہ ساقی صاحب نے مخالفین کے غلط نظریات، کج فہمی اور علم وتحقیق میں ناتمام ہونے کی جس قدر قلعی کھولی اور پردہ چاک کیا ہے وہ لائق تحسین بھی۔ اور اس پر موصوف کی علم وتحقیق کا حسین مرقع یہ تصنیف خود شاہد عدل ودلیل ناطق ہے۔

☆☆☆

حضرت مولانا

صاحبزادہ سید احمد فاروق شاہ مجددی مدظلہ

فاضل شہیر حضرت علامہ ابوالحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی، قدرت نے آپ کو گوناں گوں صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ آپ درس وتدریس سے وابستہ ہونے کے باوجود ایک عظیم خطیب اور بہترین مناظر بھی ہیں جس کی نمایاں جھلک آپ کی تحریر میں جابجا نظر آتی ہے۔ اپنے مؤقف پر مضبوط اور کثیر دلائل وحوالہ جات، قرآن وسنت اور آئمہ مجتہدین کی آراء کی روشنی میں قائم کرنا اور مخالفین کے اعتراضات کا مسکت اور دندان شکن جواب، قرآن واحادیث کے ساتھ ساتھ انہی کے فتاویٰ جات اور اسلاف کی کتب سے دینا آپ کی تحریر کی امتیازی خصوصیات ہیں۔ ☆☆☆

حضرت علامہ مولانا

مفتی محمد اشرف القادری دامت برکاتہم العالیہ (محدث نیک آبادی)

عزیز محترم مخلصی ومحبی فی اللہ تعالیٰ فاجل نوجوان حضرت علامہ ابوالحقائق غلام مرتضیٰ ساقی زید مجدہٗ و بورک فی علمہ وعملہ ماشاء اللہ گوناں گوں علمی و عملی خوبیوں سے مالا مال، وسیع المطالعہ ووسیع النظر ایک محقق عالم دین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے زورزبان کے ساتھ ساتھ ان کے قلم میں بھی زور عطا فرمایا ہے۔ تائید سنت وتردید بدمذہبیت میں کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے ہیں اور بفضلہٖ تعالیٰ سریع التحریر ہونے کی وجہ سے آپ نے مختلف موضوعات پر چھوٹے اور درمیانہ سائز کے رسائل وکتب لکھ کر تھوڑے ہی دنوں میں تصنیفات کا ایک قابل قدر ذخیرہ تیار کر دیا ہے۔

☆☆☆

پروفیسر

محمد شہباز الازہری ایم، اے عربی اسلامیات

موجودہ دور میں تربیت وکردار سازی کی ضرورت واہمیت کے پیش نظر فاضل مصنف ابوالحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی صاحب مدظلہ العالی نے یہ کتاب مختصر ''اسلامی تربیتی نصاب'' خاص طور پر تربیتی انداز میں تحریر فرمائی ہے۔ ابتدائی اسلامی معلومات کو نہایت دل نشیں اور سہل ترین انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ عقائد سے لیکر اعمال تک اور ایک مسلمان کو پیش آنے والے روزمرہ مسائل کو نہایت آسان انداز میں تحریر کرنا مصنف کے حسن قلم کا طرۂ امتیاز ہے۔ جابجا باحوالہ دلائل نے نہ صرف کتاب کو تحقیقی اسلوب بخشا

ہے بلکہ فاضل مصنف کی قرآن وحدیث پر گہری نظر کی عکاسی بھی کردی ہے، انداز بیان نہایت دلچسپ ہونے کے ساتھ ساتھ سوال وجواب کے تکرار نے کتاب کو جدید اسوب عطا کیا ہے۔☆☆☆

عمدۃ العلماء

علامہ محمد منشا تابش قصوری (مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور)

حضرت علامہ صاحبزادہ مولانا ابوالحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی صاحب مجدہٗ نے راہوار قلم کی لگام تھامی ہے اور یکے بعد دیگرے نہایت تحقیقی کتابیں تصنیف فرما کر نوجوان اہلسنت میں ایک نام پیدا کرلیا ہے، سچی بات تو یہ ہے کہ فی زمانہ اہل علم وقلم میں حضرت ساقی ایسے محقق کا سامنے آنا نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں۔ موصوف اپنی منفرد نگارشات کے باعث ممتاز مقام حاصل کر چکے ہیں۔ میری دعا ہے، مولیٰ تعالیٰ فاضل جلیل، عالم نبیل، مدرس عظیم، مناظر عدیم النظیر حضرت علامہ ابوالحقائق مولانا غلام مرتضیٰ ساقی مجددی طولعمرہٗ کو مزید خوبیوں سے بہرہ مند فرمائے اور قلم کی رفتار میں انوار مہتاب وآفتاب کی سی تیزی مرحمت فرمائے۔☆☆☆

حضرت مولانا

قاری محمد طفیل احمد رضوی نقشبندی

مولانا ساقی مجددی صاحب نہ صرف یہ درس نظامی کے فاضل ہیں، بلکہ وہ درس نظامی کے لائق وفائق استاذ ہونے کے ساتھ ساتھ تقریر وتحریر کے بھی ماہر ہیں۔ ان کی تحریر بہت مدلل اور گرفت نہایت مضبوط، ان کا انداز تحریر نہایت عمدہ اور دل آویز ہے، فریق مخالف ان کی تحریر سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔☆☆☆

"محققانہ فیصلہ" کتاب پر ماہنامہ رضائے مصطفٰے کا تبصرہ

غیر مقلدین کے غیر منصف مصنفین نے گذشتہ دنوں غلط بیانیوں اور بہتان بازیوں پر مشتمل ایک کتابچہ بعنوان "تحقیقی جائزہ" شائع کیا اور عقائد و معمولات اہلسنت پر غیر تحقیقی تبصرہ وافتراء پر دازی کی۔ مناظر اہلسنّت ابوالحقائق مولانا غلام مرتضٰی ساقی مجددی نے اپنی اس تصنیف میں نجدی مخالفین کا علمی تحقیقی محاسبی کرتے ہوئے مسلک اہلسنّت کی حقانیت کو دلائل کی روشنی میں واضح کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ اہلحدیث کہلانے والے غیر مقلدین نجدی نہ گھر کے ہیں نہ گھاٹ کے، کبھی اپنے بڑوں کی تقلید کرنے لگتے ہیں تو کبھی ان کو بھی گمراہ قرار دے دیتے ہیں۔ کتاب اول تا آخر سند کا درجہ رکھتی ہے۔

☆☆☆

پروفیسر فیض رسول فیضانؔ (گوجرانوالہ)

خوب بیاں کی ہے حضرت نے — آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی عظمت
ہے طرز تحریر بھی عمدہ — رنگ استدلال بھی مسکت
سبھی حوالے اور دلائل — بھرتے ہیں انفاس میں نکہت
اس تصنیف کو جو پڑھ لے گا — ہوگی اسے سنت سے رغبت
ہے میرے نزدیک یہ کاوش — ابوالبیان رحمۃ اللہ علیہ کا فیض نسبت
خدا کرے مقبول یہ ہدیہ — بہر پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم رب العزت جل جلالہ
ساقی پر فیضان ہمیشہ — رہے مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ کی رحمت